بفرمائش جناب سردار جوت سنگھ صاحب پبلشرز لاہور

منصور اور موہنا

یعنی

Checked 1978

وہ ناول جس میں سلطان محمود غزنوی کے جوش اسلامی اور
ہندو راجہ اجمیر کی بہادری کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں اور
جو سنہ ۱۸۹۱ء میں دلگداز کے ساتھ نکلتا رہا

غلط

مصنفہ

جناب مولوی عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی مہتمم دلگداز
مصنف ملک العزیز ورجنا حسن انجلینا فلورا فلورنڈا فردوس بریں وغیرہ

باہتمام حافظ فیاض علی الدین پرنٹر
ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ میں چھاپا گیا

ed 1978

کامیابی اور معقول الخیری

ہمارا قصہ سنہ ۹۵ھ سے شروع ہوتا ہے ہجرت کی پہلی صدی مین فتوحات کا ایک طرف افریقہ کو طے کر کے اندلوسیہ یعنی ہسپانیہ عظمیٰ تک پہنچ گیا تھا اور دوسری طرف شام اور ایشیائے کوچک اور سرزمین ایران سے تجاوز کر کے خراسان ہوتا ہوا ملک افغانستان تک آگیا تھا۔ اس سال اسکی موجین ہندوستان کو تھپیڑے دے رہی تھین اور دریائے اٹک کے کنارے ان عظیم الشان لڑائیون کے اکھاڑے بنگئے تھے جنہون نے آخر ہندوستان مین آرین بہادرونکی قوت توڑ کر مسلمانون کو کامیاب کیا۔

ہندوستان کے اس مشہور دریا کے دونون جانب دور دور تک میدان پھیلے ہوئے ہین جنمین ہر طرف یا تو ریگستان نظر آتا ہے جو راجپوتانہ کی سرزمین کا نمونہ دکھا رہا ہے یا سنگستانی پہاڑیان ہین جو سلسلہ بندی کے ساتھ جاتے جاتے افغانستان کے دشوار گذار پہاڑون سے ملگئی ہین یہان سخت اور تاخت اور تاراج پیشہ زندگی بسر کرنیوالی قومین آباد ہین جنکی وجہ سے اکثر خونریزی اور لوٹ کا بازار گرم رہا کرتا ہے مگر ان دنون بے امنی ترقی کر گئی ہے کیونکہ ایکطرف ہندوستان کی فوجین تمام اطراف سے سمٹکر فراہم ہوئی ہین اور ایکطرف ترکی اور افغانی قرآن شریف کے دین کو سے لے کے آئے ہین اور یہان کے معرکے سر کر کے آگے بڑھنا چاہتے ہین۔

اس پیشتر کی لڑائیون نے ہندو راجاؤن کے دلونمین ایک خوف بھی پیدا کر دیا ہے وہ خوف رعایا پر اسقدر اثر کر گیا ہے کہ دہقان اور کاشتکار اپنے گھرونمین بیٹھہ رہے ہین۔ مسافرون نے راستہ چلنا چھوڑ دیا ہے سپاہیون مین سے بھی جو

کوئی کسی کام کاج کو فوج سے نکلنا چاہتا ہے تو تنہا نہین نکلتا بلکہ اپنے بڑے کے بہت سے سپاہیون کا گروہ باندہ کے نکلتا ہے جو تنہا کسیطرف نکل گیا اپنے حریف کے ہاتہون قتل ہوا یا گرفتار کیا گیا عورتین جو ہمیشہ سے صبح دریا پر نہانیکی عادی ہوتی ہین وہ گہر وہین بیٹہی کانپ رہی ہین کہ ظالم وجابر ترکی پکڑ کے لونڈی نہ بنالین دریاے اٹک کے کنارے جو بتخانے بنے ہین اور جنکی خوشنما اور مستطیل عمارتون سے وہان کے صحراون کی زینت ہے سب سنسان اور خاموش پڑے ہین چند روز پہلے انہین دیوتاؤن کی پرستش بڑی دہوم سے کیجاتی تہی خصوصاً صبح کے وقت گہنٹون اور ناقوسون کی آوازین کثرت سے گونجتی تہین وہی تلوار جسنے شام اور روم مین عیسائیون کے گرجے ویران کیے جسنے ایران مین مجوسیون کے آتش خانے سرد کیے اسیکا سایہ اب ان بتخانون پر پڑا ہے ۔

اس دریاے اٹک کے مشرقی کنارے پر ایک وسیع سبزہ زار ہے جو مسافرون کو ملک سندہ تک پہنچاتا ہے کبہی یہان وہ مسافر نظر آیا کرتے تہے جو وسط ایشیا سے ہندوستان مین آتے تہے پنجاب سے سندہ کیطرف جاتے تہے لیکن افسوس اسوقت اس صحرا کو بالکل سنسان پاتے ہین چونکہ دریا قریب ہے اسوجہ سے طیور ہرطرف کثرت سے نظر آتے ہین جو اپنی آزادی پر اسدرجہ نازان ہین اور اس جوش مسرت سے کلیلین کر رہے ہین کہ گویا اونکو ملک کے موجودہ مصائب اور تباہیونکی کچہہ پرواہ نہین اگرچہ خوف کا موسم ہے مگر غریب گڈریے اپنی مویشیونکو چرانے آئے ہین لیکن چارونطرف دیکہتے جاتے ہین کہ کہین ایسا نہو کہ مسلمان سپاہی آپڑین اور جانورونکو پکڑ لیجائین ۔

اسوقت پہر دن چڑہا ہوگا گرمیون کا آفتاب سرزمین ہند سے نمایان ہوا ہے اور اسکی حرارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہندو راجاؤن کا قاصد بنکر آیا ہے اور اس عہد کی ہندوستانی پبلک سے مسلمانون کی روک تہام کے لیے جو گرم جوشیان ظاہر ہوتی تہین اونکا نمونہ دکہا رہا ہے صحرا کی بالو

گرم ہوکر اُٹھنے لگی ہے اور اس خیال سے کہ ترکی سوار آکر پامال نکر سکین زہریلی لوؤنکی پیٹھہ پر سوار ہوکر زندگی ہی مین آسمان سفر پر آمادہ ہوگئی ہے شاید سرزمین ہند کی قدیمی خاصیت سے اپنے ہندو فرمانرواؤنکی ساتھہ نمک حرامی اور بیوفائی کرنیکو تیار ہوئی ہے اور انھین کیطرف زبان حال سے اشارہ کرکے کہہ رہی ہے کہ مسلمانون سے لڑنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے اسی حال مین شمال کیطرف سے ایک فوج نمایان ہوتی ہے یہ اس تیزی سے بڑھتی چلی آتی ہے کہ جس سین مین یہ آتی ہے یا تو ابھی آسمان کی شمال سے ملی ہوئی تھین یا عین وسط مین آگئی سوارونکی اور اونکے ہاتھہ پاؤن کی بناوٹ بتارہی ہے کہ یہ صورتین سرزمین پر سیر کررہی ہین وہان کی خاک سے یہ پتلے بنے ہین ۔ سرخ و سفید چہرے چوڑے چوڑے بڑے بڑے عجیب ہاتھہ پاؤن تیز آنکھین جن سے غصہ کے وقت شعلے نکل پڑتے ہین یہ سب چیزین ایسی ہین کہ جو ہندوستان کے باشندون سے ان کو جدا کررہی ہین یہ سوار شمار مین چھہ سو سے زیادہ نہونگے ان کا سردار جو ایک خوش ادا اور نو عمر آدمی ہے شجاعت اور جوانی کے جوش مین بھرا ہوا سوارون کے آگے جارہا ہے معمولاً سپاہی اپنے افسر کا حکم مانتے ہین مگر اس جوان کے پیچھے جس وضع سے جارہے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابع فرمان ہونیکے علاوہ اوسکی وقعت اور ادب بھی کچھہ انکے دلون مین موجود ہے اوس قدیم زمانہ مین یہ ضابطہ اور انتظام کہان مگر صرف جوان کے رعب وداب نے سوارونکو اسقدر باضابطہ بنادیا ہے اور کسیطرح ممکن نہین چلتے چلتے

نوجوان نے بہ آواز بلند پکارا ۔ یحییٰ! یحییٰ!!

ایک قد آور شخص جو سب سوارون کے ساتھہ جارہا تھا آگے بڑھا اور ادب سے سلام کرکے خاموش کھڑا ہوگیا ۔

نوجوان ۔ تم ان راستون سے واقف ہو یہی راستہ ہے نہ؟

یحیے ۔ حضور یہی راستہ ہے اور اسمین کچہہ شک نہین کہ بہاگ کر اسی راہ سے گیا ہے۔

نوجوان ۔ ابہی تک تو کہین پتہ نہین ہے مگر ہماری تلوارون سے بہاگ کے کہان جا سکتا ہے۔

یحیے ۔ یہ تلوارین ہمیشہ عرصہ کارزار مین اپنے جوہر دکہاتی رہین اور دنیا کو آخر کفر اور شرک سے انہین تلوارون نے پاک اور صاف کیا ہے۔

نوجوان ۔ مگر ابہی ہندوستان باقی ہے۔

یحیے ۔ اسکو ہمارے سلطان اور آپکی ذات پر منحصر رکہا ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپکی بلند حوصلگی اس ملک مین بہی فتح اور نصرت کیساتہہ اسلام کے جہنڈے اوڑا کئے۔

نوجوان ۔ ہان محمد بن قاسم کے بعد سے پہر تو کسیکو ادہر کا رخ کرنیکی جرأت نہوئی۔

یحیے ۔ حضور یہان کے راجہ اور راجپوت سپاہی بڑے بہادر ہین اونکی سرتابی کی سزا دیکر غزنین کو واپس جائین۔

نوجوان سلطان کو فتوحات کا بڑا شوق ہے اس ملک کو ضرور فتح کرینگے اب نہین تو پہر

یحیے ۔ ہان یہ صحیح ہے مگر مین تو واپس جانیکے بالکل خلاف ہون اعلان کلمۃ اللہ مین ہمین کسکا خوف ہے۔ یحیی ۔ خدا ہمین فتح و نصرت ہی عنایت کریگا راجپوت ہزار بہادر ہون مگر ہمارے سپاہیون کا مقابلہ تہوڑی کر سکتے ہین۔

یحیے ۔ بجا ہے بارہا تجربہ ہوا اور ہمیشہ ترکون اور افغانون نے راجپوتون پر عرصہ کارزار بند کر دیا مگر اصل یہ ہے کہ ابہی تک سرحد ہی پر لڑائیان ہوئین جب سلطانی فوج ظفر موج دریائے سندہ سے آگے بڑہیگی اور اسوقت راجپوتون سے لڑائیان ہونگی۔ اور معلوم ہوگا کہ راجپوتون کے دل کسقدر مضبوط ہین۔

نوجوان ۔ تم کو ہمارے سپاہیون کا یقین نہین ہوا ہے راجپوت ہزار شجاع اور بہادر ہون مگر ان لوگون کے سامنے اونکی کچہہ ہستی نہین ہان یہ بہی مین مانتا ہون

کہ وہ پورے سپاہی ہوتے ہین لیکن ان ترکونکے سامنے ایکدن سے زیادہ نہین ٹھہر سکتے ابتو چلنے مین جلدی کرنی چاہیئے۔ چلو۔

یہ کہکر نوجوان گھوڑا دوڑا دیتا ہے اور اُسکے ہمراہی تمام سوار باگین ڈھیلی کردیتے ہین اور تُخمند گھوڑے ہوا سے باتین کرتے ہین۔ جوان کے ہاتھہ مین جو جھنڈا ہے وہ ہوا مین لہراکر یک بیک ٹھہر جاتا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ اُسنے اپنے گھوڑے کو چلتے چلتے روک دیا۔ نوجوان کچھہ دل مین سوچکر اپنے سوارونکی طرف متوجہ ہوکر کہتا ہے بہادرو امتحان اور نبرد آزمائی کا موقع آگیا۔ کافر سامنے آ رہے ہین۔

نوجوان۔ دیکھیے اب ہندو راجپوت زیادہ بہادر ہین یا میرے جانباز ترک۔
ہان بہادرو یہی وقت امتحان کا ہے اور ان سے لڑنا ہی کیا بھاگے ہوئے کو مارنا بھی کوئی مشکل کام ہے؟ جسوقت نوجوان نے یہ تقریر کی تھی اُسوقت کچھہ ہندو سوار نظر آسے تھے جو اب صاف نظر آتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ شمار مین بھی بہت ہین۔ جتنی دیر مین نوجوان نے تقریر ختم کی اتنی ہی دیر مین وہ مستعد کارزار ہوگئے انھون نے تلوارین میان سے نکال لین اور اس جوش و خروش سے بڑہے کہ گویا جان دینے ہی کی غرض سے بڑہے تھے بلکہ مسلمانون کے حملہ کا انتظار بھی نہ کیا اور حملہ خود ہی کردیا کہ بہادر راجپوت تلوارین ہلاتے چلے آتے ہین اور بھاٹ انکی مدح خوانی مین اپنی فصاحت اور نادرالکلامی کے جوہر دکھا رہے تھے ادہر سے نوجوان کے سپاہی بڑہے اور دونون فوجون کے بڑہتے ہی گویا دونو طرف ہر سپاہی ایک قضا کا فرشتہ بنگیا۔ راجپوت شمار مین پانسو سے زیادہ نہ تھے مگر اس ثابت قدمی سے لڑے کہ دن آخر ہو چلا اسوقت مسلمان سپاہی زیادہ خونریزی کرنے لگے کہ آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ہی حریف کو پسپا کردین۔ ناگہان ہندوؤن کے دو سپاہی جو کسی ضرورت سے ادہر آنکلے تھے اپنے ہم مذہبون کی مدد پر آمادہ ہوگئے

فوراً حملہ کر دیا۔ مسلمانون کے دلون مین ایک قسم کا خوف پیدا ہو چلا تہا مگر جوان نے ایسی پر جوش تقریرین کرکے راجپوتون کے مقابلہ مین داد شجاعت دی اودہر ہندوون کے قدمون کو لغزش ہوئی اب کیا تہا ترکی سپاہی یک بیک ٹوٹ پڑے اور دشمنون کو قتل کرنے لگے کچہہ بہاگ گئے جنکے تعاقب مین نوجوان گہوڑا لیکر بہاگا باقی سب قتل ہوئے۔ اور گرفتار ہوئے لڑائی کا بحر امواج جسوقت ٹہیرا ہے اُسوقت یہ سمان نظر آیا کہ میدان بہادرون کے خون سے سرخ ہے اور وہ خواب مرگ کا مزا اوٹہا رہے ہین اور غریب راجہ بہی مسلمانون کا قیدی تہا جسکے تعاقب مین مسلمان آئے تہے اوسکی آزادی چہن گئی تہی اور مسلمانون کا دوسرا افسر یحیی اُسکو اپنے خیمہ مین لیگیا اور انتظار کرنیلگا کہ نوجوان سردار جو بہاگنے والون کے پیچہے چلا گیا ہے آئے تو راجہ سے اُسکی سرکشی کی بازپرس کیجائے رات گذرتی جاتی تہی اور اُسی کے موافق یحیی مین بہی اضطراب پیدا ہوا تہا آخر یحیی مین زیادہ بیصبری پیدا ہوئی وہ گہبرا کر راجہ سے پوچہنے لگا۔

یحیی۔ آخر تمہین بغاوت کی سزا ملگئی کیا تمکو نہین معلوم تہا کہ ہمارے سپاہیون کی جانبازیان ایسی نہین کہ تم مقابلہ کرنا کیسا اُنکی تلوارون سے جان بہی بچا سکو اگر ہمارے سلطان کو اپنا بادشاہ نہین مانتے تہے تو اپنے قدیم بادشاہ دہلی ہی کی اطاعت کی ہوتی مینے سنا ہے کہ تمنے اُسکے مقابلہ مین بہی علم بغاوت بلند کیا تہا یہ انہین کور نمکیون کا نتیجہ ہے حالانکہ اب سلطان محمود غزنوی کے مقابلہ مین کوئی بادشاہی دعوی نہین کر سکتا ایک روز آنیوالا ہے کہ دہلی کا بادشاہ بہی یونہی سلطان کے مقابل مین بندہا کہڑا ہوگا۔

راجہ۔ یہ دہمکی دینے کا وقت نہین ہے پرمیشور کی یہی مرضی تہی مجہے تقدیر سے کوئی شکایت نہین میرے دل مین استقلال ہے چاہے سلطان محمود ہو یا اور کوئی بادشاہ ہو میری نظر مین اوسکی کچہہ ہستی نہین ہان اتنا افسوس ہے

کہ اگر دلی کے راجہ سے ملا رہتا تو مناسب تھا کیونکہ اس صورت مین تم ملیچھوں کو یہ جرأت نہوتی کہ ہماری زمینوں کو آکر ناپاک کرو۔

بیجے۔ اصل یہ ہے کہ تمہاری اس متعصبانہ بت پرستی نے تم کو خراب کیا سلطان نہایت ہی دیندار اور خداترس بادشاہ ہے اگر تم لوگ بت پرست نہوتے تو وہ تمہاری زمین کو یون شکارگاہ نہ بناویتا۔ دیگر عنقریب ہندوستان مین تمام جھنڈے سرنگون ہونگے اور ہماری تلوارین اگر یون نہ مانوگے تو جبراً اللہ اکبر کی آوازین بلند کرائینگی۔ اب زیادہ رات جا چکی اور بیجی کے دل مین ایک تشویش پیدا ہوئی جو ساعت بساعت بڑھتی جاتی تھی کیونکہ نوجوان سردار ابھی ابھی تعاقب سے واپس نہ آیا تھا اسنے اپنے چند ماتحت افسرونکو بلا کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ بظاہر کل مسلمان سپاہی آ چکے صرف نوعمر بہادر سردار فوج منصور ابھی تک نہین آیا۔ بیجی نے حکم دیا کہ پچاس ہزار سوار جا کر تلاش کر لائین سوار ادھر ادھر روانہ ہوئے اور یہ دلمین سوچنے لگا کہ بڑا افسوس ہوا گو اپنی فوج کشتی مین ہم کامیاب ہوئے اور بجے رام کو گرفتار کر لیا مگر ہمارے لائق اور بہادر منصور کا پتہ نہین۔

خدا جانے کہان چلے گئے اسوقت تک واپس نہ آنا بے سبب نہین ہوسکتا افسوس اگر اون کا پتہ نہین لگا تو سلطان کو بڑا صدمہ ہوگا انکو منصور سے بہت محبت ہے اپنے بیٹے کی جگہہ سمجھتے ہین۔

علاوہ برین اپنی خاندانی اور نیز جرأت کیوجہ سے دل مین جگہہ کرلینا کیسا سلطان کو خود اپنا کر لیا ہے۔

اگر ہم یونہی واپس گئے تو سلطان ہم سے سخت ناراض ہونگے اور کیا عجب جو ہم لوگون کو الزام دیا جائے اور سختی سے بازپرس کیجائے۔ اور سلطان کی برہمی بھی بیجا نہوگی۔ کیونکہ منصور جیسا شریف النسل نوجوان جانباز ملنا دشوار ہے۔ بیجی اسکے بعد راجہ گرفتار کیطرف متوجہ

بعد سنہ ۸۶ھ مین ایک عرب سردار نے آکے کچھ فتوحات حاصل کی تہین کہ سنہ ۹۳ھ محمد بن قاسم ثقفی نے آکے تمام سرزمین سندھ کو تاخت و تاراج کرکے سنہ ۹۵ھ مین ملتان پہونچا یا تہا کہ حجاج بن یوسف کے مرنیکی خبر آئی تہی جسکی جانب سے محمد بن قاسم روانہ کیا گیا تہا مگر اسکے بعد بہی محمد بن قاسم برابر فتوحات حاصل کرتا رہا یہانتک کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک مر گیا اور اس کا بہائی سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا۔ سلطان نے محمد بن قاسم کو معزول کرکے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو والی سندھ مقرر کیا محمد بن قاسم رعایائے سندھ مین اس درجہ ہر دلعزیز ہو گیا تہا کہ اسکی معزولی پر سبکو صدمہ ہوا یزید اٹہارہ ہی دن والی سندھ رہنے پایا تہا کہ قضا نے اس کا فیصلہ کر دیا۔ خلیفہ سلیمان نے اوسکی جگہ پہلے فاتح سندھ مہلب کے بیٹے حبیب کو سندھ کا گورنر معین کیا۔ اسکے بعد سے اگرچہ محمد بن قاسم کے عہد کی ایسی عظیم الشان فتوحات کسیکو نصیب نہین ہوئین مگر بنی امیہ کے آخر دور تک سندھ پر اہل اسلام کا قبضہ رہا بلکہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین سندھ کا قدیم راجہ مسلمان ہو گیا اور سندھ والون کی اخلاقی حالت پر عربی طرز معاشرت کا بہت کچھ اثر پڑ گیا تہا بعض اوقات ایسا بہی ہوا کہ عربی قوت بالکل ضعیف ہو گئی اور برائے نام صرف سواحل کے بعض بلاد ان کے قبضہ مین رہ گئے لیکن جبتک بنی امیہ کی خلافت دنیا مین رہی اسوقت تک اہل سندھ کو مسلمانون کے نکال دینے کی جرات نہوئی۔

خلافت خاندان بنی عباسیہ مین عربونکو سندھ کی حکومت چہوڑنا پڑی اور جو عربی خاندان یہان آئے ہوئے تہے اونپر طرح طرح کی مصیبتین آگئین بعض تو جہازونپر سوار ہو کر فارس و عرب کو واپس گئے بعض یہان سندھ ہی مین رہ پڑے جنمین سے اکثر تدریجاً قتل ہوئے اور شاید دو ہی تین خاندان ایسے تہے جنہون نے سندھ کے شہرون کو چہوڑ کر پہاڑون مین بہی اطمینان سے بیٹھنا نصیب نہوتا تہا مگر وہ بہادر جنگ جو نسل کی یادگار اپنے خاندان کی چہوٹی چہوٹی

جماعت سے تمام بلاد دکن کو فتح کر لیا اور تمام مصیبتوں کو اس ہونہار [illegible]
گئے جبکہ سبکتگین نے ہندوستان کے متفرق دروں سے سر نکالا ہندوستان میں
آنے سے پہلے ہم دونوں محمد بن قاسم بصرہ میں ایک نوجوان رئیس کی طرح زندگی بسر
کرتا تھا اور اپنی زندگی سے آزادانہ طور پر بسر کے لطف اٹھاتا تھا ان دنوں اگرچہ
وہ خود ایسا شخص نہ تھا کہ کوئی اوس کی عداوت پر آمادہ ہو مگر حجاج یوسف کے مظالم
نے تمام رعایا کو حجاج ہی کا دشمن بنایا تھا بلکہ اوس کے خاندان کے ہر بچہ کو بھی لوگ
دشمنی کی نظر سے دیکھتے ہیں محمد بن قاسم حجاج کا چچا زاد بھائی تھا لہذا حجاج کے جور و
ستم کی وجہ سے محمد بن قاسم بھی ہر وقت اپنے دشمنوں سے خائف رہتا تھا
بلکہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ خدا ہی کو اسکی زندگی منظور تھی ورنہ وہ مارہی ڈالا گیا

ایک روز محمد بن قاسم گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے کسی دوست سے ملنے کیلئے
کوفہ کیجانب روانہ ہوا بصرہ سے کچھ دور نکلا تھا کہ چند سوار آئے محمد بن قاسم
اون کے قریب پہنچا تو اون میں سے ایک نے اسکی طرف اشارہ کرکے اپنے
ساتھیوں سے کہا دیکھو حجاج کا بھائی ہے جسکے ظلموں کا بدلہ ہم یونہی لے سکتے
ہیں کہ اس شخص کو قتل کریں اور حجاج کو اسکے بھائی کا غم دیں اتنا سنتے ہی سب سواروں
نے ایکساتھ محمد بن قاسم پر حملہ کیا کچھ دیر تو وہ اکیلا اون سے لڑتا رہا اور
آخر زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا محمد بن قاسم کا سر کاٹ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرے
ناگہان دور سے کسی نے پکار کے کہا اے سوارو ذرا ٹھیر جاؤ مجھے اس شخص سے ایک
ضروری امر دریافت کرنا ہے اس آواز نے اس کا ہاتھ روک دیا وہ شخص اپنا گھوڑا
دوڑاتا ہوا آیا اور محمد بن قاسم کو بیہوش پا کے ان لوگوں سے پوچھنے لگا۔ تم کون ہو
اور کیوں اس شخص بیگناہ کو قتل کئے ڈالتے ہو

سب سوار۔ تمہارے نزدیک یہ بیگناہ ہو جاتے بھی ہو یہ کون ہے؟ یہ
حجاج کا بھائی ہے اور حجاج کے ظلم کوئی ایسا ہی ہے جسکے نہ سنے ہوں

وہ شخص۔ ہاں حجاج کے ظلموں کا حال میں جانتا ہوں مگر اسنے تو کوئی ظلم نہیں

کیا ہے اس غریب کی کوئی خطا نہین حجاج کے جور کا بدلہ اسکے کسی عزیز سے لینا بے انصافی ہی نہین بلکہ بزدلی بھی ہے۔

یہ جواب سنکے وہ لوگ جھلا اوٹھے اور غضب آلودہ نگاہون سے اُس شخص کیطرف دیکھہ کے کہنے لگے یہ ابتو اپنے سر سے بزدلی کا الزام یونہی اوٹھا سکتے ہین کہ تمہین بھی اس شخص کے پاس لٹا دین۔

وہ شخص۔ تم سے ایسی امید تھی کیونکہ تمنے تو اپنی وضع سے ثابت کر دیا ہے کہ دشمن سے ڈرتے ہو اور چوری چھپے اوسکے کسی عزیز سے اسکی دشمنی کا بدلہ لیتے ہو

سب سوار۔ تو آؤ تمہین اپنی جرات کا مزہ چکھا دین یہ کہکے سب نے تلوارین کھینچ لین اور اوس پر حملہ کر دیا اوس نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا اور ان سوارون سے مقابلہ کیا آندھی ابر کیطرح وہ لوگ تھوڑی دیر تک اوسے گھیرے رہے اور اوس کا نیزہ بجلی کے مثل اُن کے ہجوم مین چمکتا رہا آخر اس شخص نے ثابت کر دیا کہ وہ بڑا بہادر تھا اور اوسکے حریف بالکل بودے تھے پانچ چھہ شخص اُن مین سے زخمی ہوکر گر پڑے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اس سوار نے میدان صاف کر کے اپنا نیزہ ہوا مین گھمایا اور اُن چند زخمی لوگون کیطرف خطاب کر کے کہا "مین نہ کہتا تھا کہ تم بودے ہو" اس کے بعد اُس شخص نے گھوڑے سے اُترکر محمد بن قاسم کو اوٹھایا مگر دیکھا تو ابتک نوجوان محمد بن قاسم بیہوش تھا بڑی دقتون سے اوٹھا کے ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیگیا اور کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح جلد ہی ہوش مین آ جائے کامل ایک گھنٹے کے بعد محمد بن قاسم نے آنکھ کھولی اور اپنے سرہانے ایک اجنبی شخص کو دیکھکر کہنے لگا کیا ابتک تمنے میرا پیچھا نہین چھوڑا۔

شخص۔ "تم مطمئن رہو مین تمہارا دوست ہون۔ تمہارے دشمنون کے کئی آدمی قتل کر کے مین تمہین یہان اوٹھا لاؤن۔ اب یہ بتاؤ تمہاری طبیعت کیسی ہے" کچھہ سکون ہوا؟ ذرا بھی قوت ہو تو میرے سہارے چلو کوفہ قریب ہے وہان کسی طبیب کا علاج کیا جائیگا اور خدا نے چاہا تو بہت جلد زخم اچھے ہو جائینگے۔

محمدؐ بن قاسم نے پہلے تو اُس شخص کو حیرت سے دیکھا پھر کہنے لگا "آپ آدمی نہین فرشتہ ہین۔ خدا نے آپکو اس بیکسی کے وقت میری مدد کو پہونچایا۔ آپ میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیجئے مین چلا جاؤنگا مگر شانے پر ایسا زخم آیا ہے کہ داہنا ہاتھ۔ بالکل بےقابو ہے اگر کسیطرح باندھ دیا جائے تو بہت اچھا ہوتا۔

اس شخص نے اپنا عمامہ اوتارا اور محمدؐ بن قاسم کا شانہ خوب کسکے باندھنے لگا۔

محمدؐ بن قاسم۔ آہ بڑی تکلیف ہے اور اس کے باندھنے سے اور تکلیف ہوتی ہے مگر اس تکلیف مین محبت کی بو آتی ہے اب مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کون شخص ہین

شخص۔ آپ مجھے نہین جانتے اور اب چلیے کوفہ ہی مین چلکے جب اطمینان سے بیٹھونگا اُسوقت بتاؤنگا کہ مین کون ہون۔

محمدؐ بن قاسم کو اُس شخص نے گھوڑے پر سوار کرکے خود اپنے گھوڑے پر سوار ہو دونون آہستہ آہستہ روانہ ہوئے کوفہ پہونچکے محمدؐ بن قاسم نے اپنا علاج کیا اور چار ہفتون مین اچھا ہو گیا۔ وہ شخص اس مدت مین محمدؐ بن قاسم ہی کے پاس رہا اور اوسکے علاج مین ایسی سرگرمی دکھائی کہ محمدؐ بن قاسم سے صبر نہو سکا اور ایک روز اصرار کرکے کہنے لگا کہ مجھمین زیادہ انتظار کی تاب نہین خدا کے لئے اس طلسم کو توڑیے اور بتایئے کہ آپ کون شخص ہین آپکا احسان ایسا نہین ہے کہ زندگی بھر کسیوقت بھی فراموش کر سکون۔

شخص۔ اپنا حال کیا بیان کرون مین بھی ایک مصیبت زدہ شخص ہون مین نسل انصار سے ہون اور عبداللہ بن ایوب انصاری میرے دادا تھے۔ ہم دو بھائی ہین یوسف اور یعقوب۔ یوسف میرا نام ہے اور یعقوب میرا دوسرا بھائی ہے ہمارے جد کے زمانہ مین عبداللہ بن ایوب انصاری قسطنطنیہ کی دیوارون کے نیچے شہید ہوئے اور ان کے بعد سے ہمارے خاندان پر تباہی آگئی۔ بعد آنحضرت صلعم کیساتھ ہمدردی کرنیوالا کوئی نہین رہا تھا اور اکثر انصار کے خاندان مدینہ چھوڑ چھوڑ کے دور دور کے مقامات مین آباد ہوئے میرے والد نے کوفہ کی سکونت اختیار کی مگر یہان بھی کسی

تباہی پڑی کہ میرے بھائی یعقوب دس گیارہ برس ہوئے پریشان ہو کے خراسان چلے گئے سنتے مجھے خبر نہین کہ ابتک وہ زندہ ہین یا انتقال کیا مین یہان چلا ہون اور نہین معلوم کہ کیا انجام ہوگا اکثر گھبرا کے شہر سے نکلجاتا ہون اور دو دو تین تین روز صحراؤن مین مارا مارا پھرتا ہون آج ہی روز یہی ابھی وحشت مین نکل آیا تھا کہ اتفاقاً آپ سے ملاقات ہوئی رسول مقبول صلعم کی دعا سے خدا نے ہم لوگون مین ہمدردی کا مادہ زیادہ پیدا کیا ہے اور اسیوجہ سے آپکی بیکسی اور مظلومیت پر مجھے ترس آگیا۔

محمد بن قاسم۔ افسوس آپ ایسے جلیل القدر خاندان کی یادگار ہین اور خلیفہ ولیعہد کو ایسی بے پروائی ہے۔ اگر آپ اجازت دین تو مین خود آپکو خلیفہ ولیعہد کے دربار مین لیچلون اور وعدہ کرتا ہون کہ انشاءاللہ فوراً آپکو کوئی معزز عہدہ ملجاویگا۔

یوسف۔ بہتر ہے۔

محمد بن قاسم۔ اچھا تو چلئے اپنے بھائی حجاج والی بصرہ سے ملا دون وہ آپ کے ساتھ کوئی نہ کوئی مراعات ضرور کرینگے۔

یوسف۔ معاف کیجئے حجاج کے مظالم دنیا بھر مین مشہور ہین ایسے ظالم شخص کی کبھی کسی رعایت کا امیدوار نہونگا ظالم کے ہاتھ سے فیاضی کرانا گویا اوسکو ہمدردی کرنا ہے حالانکہ ایسے شخص ہمدردی کے قابل نہین۔

محمد بن قاسم۔ تو پھر کیا کیا جائے۔

یوسف۔ کچھ نہین بس میری قسمت پر چھوڑ دیجئے۔ اب خدا نے آپکو عزت مرحمت فرمائی مین بھی رخصت ہوتا ہون۔

محمد بن قاسم۔ یہ نہوگا اپنے اتنے بڑے دوست کو ہاتھ سے کھو دینا انسانیت کے خلاف ہے آپ کہین نہ جائیے۔ بس آپ میری ہی ہمراہ رہئے جو حالت میری ہوگی وہی آپکی ہوگی۔

یوسف۔ یہ بھی مروت کے خلاف ہے کہ اپنا بار آپکے سر ڈالون اب آپ مجھے رخصت ہی کر دیجئے۔

محمدؐ بن قاسم۔ یہ کسیطرح ممکن نہین ہے اب آپکا دامن زندگی بہر نچہوڑونگا آپ کے خاندان کے مصارف کا مین متکفل رہونگا۔

یوسف۔ مین زیادہ اصرار نہین کرسکتا۔ مگر اسکی کوئی ضرورت نہین ایک ستم زدہ شخص کا بار اپنے اوپر لے لینا مصلحت کے خلاف ہے۔

محمدؐ بن قاسم۔ جو کچھہ ہو اب آپ یہین رہیئے۔

اسکے بعد سے یوسف محمد بن قاسم کے ہمراہ رہنے لگا اور اُس نے ایسے ایسے وفاداری کے برتاو کئے کہ محمدؐ بن قاسم اوس کا عاشق ہوگیا محمدؐ بن قاسم بہی ایک سخت طبیعت کا شخص تہا۔ حجاج کی درشت مزاجیون کی ایک جہلک اسکے اطوار سے بہی ظاہر ہوتی تہی باوجود ان سب باتون کے وہ یوسف کا نہایت ادب مانتا تہا اور شاید کبہی کسی بات مین اوس نے یوسف کی مخالفت نہین کی۔

آخر محمد بن سنہ ۸۹ھ مین والی سندہ مقرر ہو کے آیا اور یوسف کو اپنے ساتہ لیتا آیا۔ ہندوستان مین جو فتوحات محمدؐ بن قاسم کو نصیب ہوئی اُن مین زیادہ حصہ یوسف کی بہادریون کا تہا۔ یوسف نے ہر میدان مین اور ہر شہر پر بہادری کے دکہائے اور محمدؐ بن قاسم کو اور زیادہ اپنا ممنون احسان بنالیا۔

یوسف اپنی بی بی اور بچون کو بہی ہمراہ لیتا آیا تہا اور ہندوستان مین اوس نے مسافر کی طرح نہین بلکہ ایک مقیم شخص کیطرح سکونت اختیار کی تہی۔ یوسف سنہ ۹۶ھ مین کئی اولادین چہوڑ کے مر گیا۔ اور اسکے دو ہی ایک برس بعد سلیمان عبدالملک دمشق تخت خلافت پر بیٹہا اور خلیفہ ہوتے ہی اُس نے اپنی گرفتاری کے زمانہ مین یوسف کو یاد کرکے رویا کرتا تہا۔

اس زمانہ کے بعد جب سندہ مین اسلامی قوت ٹوٹ گئی اور مسلمان خاندان بہی آباد تہا۔ ان لوگون نے دیکہا کہ اب سندہ کی سکونت مین ہر روز کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہو جانا پڑتا ہے اور نہ یہ بن پڑتا ہے کہ کسیطرح چہپ کے بہاگ جائین۔ اسلئے کہ سواحل اسلامی جہازون سے خالی ہوگئے تہے۔ اور اجازت نہ تہی کہ کوئی

کہ کوئی مسلمان کا جہاز بندرگاہون کے قریب لنگر انداز نہ ہوسکے آخر ان سب کے سبھون نے شمال کیطرف رخ کیا اور سندھ کی شمالی حدود پر جہان جیسلمیر کا ریگستان شروع ہوا ہے دامن کوہ مین ایک چھوٹا سا گاؤن اپنی سکونت کیلئے اختیار کیا اس گاؤن کے نیچے دریائے اٹک موجین لیتا ہوا بہہ رہا تھا اور مشرق ریگستان پناہ گزین سے اپنے دامن مین چھپا لینے کا وعدہ کرتا تھا۔ راجپوتانہ کی راجاؤن کی حکومت تھی مگر اس بے انتظامی کے زمانہ مین حکومت کا اثر ان پناہ گزینون تک نہین پہنچتا تھا اگرچہ آخر مین کوئی دقیقہ نہین اوٹھا اور جو کوئی گروہ اون کے مقابلہ کو آیا اونھون نے اوسکو زک دیدی بار بار راجپوتانہ اور سندھ کے راجاؤن کی طرف سے سو دو سو جوانون کے گروہ آئے اور خود ہی انصاری خاندان سے شکست کھا کے واپس گئے۔ دو ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ ان اضلاع کے راجاؤن نے کوشش کی کہ ہندوستان مین اس اسلامی خاندان کو بالکل تباہ کر ڈالین اور دو تین ہزار سوارون کی فوج ان کے مقابلہ کو روانہ کی گئی۔ لیکن ایسے موقعے پر انہون نے اپنے گھرون کو چھوڑ دیا اور مع اہل وعیال کے یا تو دریائے اٹک کے پار اتر کے ان پہاڑون مین چھپ رہے جو ہند و ہندوستان کو بلوچستان سے جدا کرتے ہین زیادہ دور جانے کی ضرورت نہین ہوئی تو راجپوتانہ کے ریگستانون مین نکل گئے جن دنون مسلمانون نے ہندوستان پر دو بار راجہ انندپال اور جے پال کو فاش شکستین دین ان دنون تمام ہندوستان مین عداوت اسلام کا ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا تھا۔ اس خاندان کو اس آخر زمانہ مین اپنی حفاظت زیادہ دشوار ہو گئی تھی اب یہ خانہ بدوشی کی حیثیت سے رہا کرتی تھین سبکتگین کے عہد مین اس تمام خاندان کا سرگروہ محمد بن صالح نامی ایک معمر شخص تھا محمد بن صالح کی عمر اسی برس سے بھی کچھ تجاوز کر گئی تھی اور اسیوجہ سے وہ بزرگ خاندان مانا جاتا تھا۔ خدا نے ابن صالح کی اولاد مین بھی برکت دی تھی۔ آٹھ بیٹے اور تیس پوتے تھے جنکی جرات سے اوس کے خاندان کو بڑی تقویت تھی یون محمد بن صالح کے سب ہی لڑکے خاندان مین

سرولعزیز تھے مگر تیسرا لڑکا جسکی عمر تقریباً چالیس برس کی ہوگی اسسے زیادہ وقعت کی نگاہون سے دیکھا جاتا تھا کہ اول تو خود لیاقت اور خلق و مروت مین یکتا تھا۔ دوسرے خدا نے اوسکی مراد کو علم و فضل و سپہگری حسن و جمال تمام باتون مین بیمثل پیدا کیا تھا محمد بن صالح نے دیکھا کہ سندہ و راجاون کے دلین آتش تعصب بھڑک رہی تھی اور اب ممکن کہ ہمارا خاندان دریاے اٹک کے پاس اطمینان سے رہ سکے۔ ایکطرف تو سندہ کی فوجین امنڈی چلی آتی ہین اور دوسری طرف راجپوتانہ کے راجاون نے سوارونکو ہمارے ہی مسکن کے قریب فراہم کیا ہے۔ اس امر نے اسکو تشویش مین ڈالا [illegible] شبانہ روز وہ اسی فکر مین غلطان و پیچان رہا دوسرے دن صبح تڑکے اوس نے اپنے خاندان کے کل لوگونکو فراہم کیا اور سبکی طرف مخاطب ہوکے کہنے لگا۔

آپ صاحبون کو معلوم ہوگا کہ اسوقت تک تو جسطرح بنا ہمنے یہان زندگی بسر کی مگر اب جہانتک خیال کیا جاتا ہے دشوار ہی نظر آتی ہے۔ یہان کا آسمان یہان کی زمین یہ دریا یہ پہاڑ حتی کہ آب و ہوا جس چیز کو ہم دیکھتے ہین اپنا دشمن ہی پاتے ہین مسلمانون کی فتوحات ایکدن ہمکو ہر طرح سے مطمئن کردینگی۔ مگر اسوقت کیا علاج ہے اگر ہم یونہی غفلت مین پڑے رہے تو یقین جانئے کہ سندہ و سوار ہمین بڑی بیعزتیون کے ساتہ قتل کرینگے۔ مین کل سے اسی فکر مین ہون آخر آج مجبور ہوکے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ بہی اس امر مین غور کیجئے۔

یہ تقریر سنکے چار پانچ نوجوان جو آزادانہ زندگی بسر کرتے رہے تھے چلا اوٹھے کچھ پرواہ نہین۔ سب چیزین دشمن ہین تو خدا مہربان ہے۔ ہم قسم کہاکے کہتے ہین کہ اگر کسی نے بہی ہماری طرف قصد کیا تو یہی تیر و کمان جس سے ہم شکار کہیلا کرتے ہین اوسکو بہی ہم شکار بنا دینگے۔

محمد بن صالح - تمہاری شجاعت سے مین انکار نہین کرسکتا مگر چند آدمی سلطنت کا مقابلہ نہین کرسکتے۔

ایک سن رسیدہ شخص نے کہا بیشک آپکی رائے ٹہیک ہے میرے نزدیک تو

ہمین اس موقعہ پر بھی وہی کارروائی کرنی چاہیئے جو اکثر کرتے رہے ہین مغربی پہاڑ اور بلوچستان سنگستانی درے ہمارے قدیم دوست ہین اور اونھون نے بارہا ہمکو اپنے دامن مین چھپایا ہے چلئے ہم سب معہ اپنے خاندان کے مغرب کیطرف کوچ کرین اگر راستہ مین کسینے مزاحمت کی توان نوجوانون کی شجاعت مدد کریگی اور اگر بیخوف وخطر نکلگئے تو سمجھینگے کہ ہم بوڑھونکی تجربہ کاری کام آئی۔

اسی رائے پر سب نے عمل کیا۔ دن بھر تیاریان ہوتی رہین اور شام کو کوچ کردیا یہ لوگ معہ مال واسباب اور اہل وعیال کے روانہ۔ رات بھر چلکر صبح کو ایک صحرا مین نماز پڑھی اور ٹھیر گئے کہ شام کو پھر روانہ ہونگے۔ نوجوان تیر وکمان لیکے گئے اور بہت کچھ شکار مار لائے جسکو سبھون نے شکر کرکے کھایا اور نماز پڑھی۔ ظہر کے بعد محمد صالح کا ہونہار لڑکا محمد قاسم جسکے حسن وجمال اور علم وفضل کا خاندان بھر مین شہرہ تھا اپنے چند احباب کے ساتھ شکار کو نکلا اور اسے واپس آنے مین بہت دیر ہوئی۔ نماز عصر کا وقت آخر ہو چلا اور محمد بن صالح مجبور ہوا کہ نماز عصر بجماعت ادا کرنے مین ان لوگون کا انتظار نکرے۔ آخر یہ لوگ نماز پڑھنے لگے۔ ابھی دو رکعتین پڑھی تھین کہ ایک ہنگامہ اور شور وغل کی آوازین کان مین آئین اس ہنگامہ مین یونس بن محمد اور اوسکے ہمراہیون کی آوازین تھین کہ ان لوگون کو عبادت الٰہی مین پورا لطف نہ آتا ہوتا تو بیشک نیتین توڑ دیتے۔ امام نے جلد جلد نماز ادا کی اور سلام پھیرتے ہی سب لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے ہر شخص نے اپنی تلوار ہاتھ مین لی اور شور کیطرف متوجہ ہوا۔ اب معلوم ہوا کہ یونس بن محمد اور اوسکے ہمراہی راجپوتون کے ایک گروہ سے مقابلہ کررہے ہین۔ اس گروہ مین قریب پچاس راجپوت تھے جو گھوڑون پر سوار تھے اور اسلحہ سے لدے ہوئے تھے۔ باقی مسلمانون نے بھی حملہ کردیا اور تھوڑی دیر کے لئے نہایت تیزی سے تلوارین چلنے لگین یونس پہلے ہی نہایت شجاعت کیساتھ مقابلہ کررہا جب اوسکی کمک کو مسلمان پہونچ گئے تو اوسنے زور سے ایک حملہ کیا اور راجپوتون کے گروہ پر دوچار ایسی [illegible]

کی کہ سب کو منتشر کر دیا راجپوتون کا منتشر ہونا تھا کہ ہر طرف سے مسلمانون نے اور پھر چڑھائی کر دی اور تین گھنٹہ مین راجپوت سوارون مین بہت ہی کم زندہ بچے باقی سب قتل ہو چکے تھے اس انصاری کے خاندان کے لوگ جس وقت راجپوتون کا زور توڑ چکے تھے اور باقیماندہ لوگون کو گھیرے ہوئے تھے۔ اسوقت دیکھا ایک نوجوان شخص نہایت جرات اور شجاعت سے بڑھ کے حملے اور ہر حملہ مین سپاہیانہ اصول کے مطابق جوہر دکھا کے دو ایک راجپوتون کو ضرور قتل کر ڈالتا ہے اسکی بے نظیر شجاعت نے سبکو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ مگر اب ان لوگون کو حیرت ہوئی۔ جب دیکھا کہ وہ شخص ان کا کوئی قریب نہین ہے۔ یہ خیالات محمد بن صالح کے گروہ مین ہر شخص کے دل مین ہوئے تھے بعضون نے لڑائی کی طرف خیالات پھیر لئے تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے تھے کہ یہ کون شخص ہے سب الگ اسی تحقیق مین تھے اور اس نوجوان نے جسقدر راجپوت باقی رہتے تھے سب کا کام تمام کر دیا تھا۔ فیصل انصاری کا قبیلہ اسطرح حلقہ باندھے رہا اور وہ نوجوان تمام راجپوتون کو قتل کر کے لاشون کے انبار کے قریب بیٹھکر سستانے لگا اور وہ تمام لوگ اسے استعجاب کی نگاہون سے دیکھ رہے تھے اور وہ سر جھکائے ہوئے زمین پر بیٹھا تھا۔

آخر قاسم بن محمد نے اپنے باپ محمد بن صالح کے پاس جاکر با ادب سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بڑھ کے دریافت کرون کہ یہ کون شخص ہے۔

محمد بن صالح ہان بیشک دریافت کرنا چاہئے یقیناً یہ کوئی مسلمان جوان ہے نہ معلوم جانے کسطرح اس کفرستان مین پہنچ گیا۔ قدیم رسم عرب اور اس مقدس دین اور خالصتہ اپنے آبا و اجداد انصار کی رسوم کے بموجب ہمارا فرض ہے کہ اس غربت زدہ مسلمان کو اپنا مہمان بنائین جو ایسے وقت مین ہمین نظر آیا ہے کہ [illegible] کے لئے کسی طرف جا رہا تھا [illegible] ہمارا [illegible] نے ہماری مدد کے واسطے [illegible] قاسم بن محمد نوجوان کے قریب آگیا اور با ادب کہا

"اسلام علیک" جواب مین نوجوان نے کہا "وعلیکم السلام" اور حیرت زدہ ہوکر ان سبکو دیکھنے لگا۔ یونس نے ہاتھ بڑہا کے مصافحہ کیا اور پوچھا "آپ کون ہین اور کیونکر آئے"

نوجوان۔ مین سلطان محمود کی فوج کا ایک سپاہی ہون۔ اگرچہ خدا نے مجھے سطرح ان کافرون پر فتحیاب کیا۔ مگر تقدیر برخلاف تھی کہ فتح و نصرت کے مین ان کافرون کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ یہ سب شاید مجھے ملک سندہ مین لیے جاتے تھے خدا کو میری بیکسی پر رحم آیا اور آپ لوگون نے نجات دلوائی۔

جب ہندو سپاہی تھوڑے رہگئے اوسوقت مجھے موقعہ ملا اور مین نے ایک مقتول ہندو کی تلوار اوٹھائی اور باقیماندہ لوگون سے لڑنے لگا۔ مجھے سب سے زیادہ یہ خیال متحیر کیے ہوئے تھا کہ خدا نے آپکو یہان کیونکر پہونچا دیا۔

یونس بن۔ ہم لوگ مدت سے اس سرزمین مین مقیم ہین خلفائے بنو امیہ کے عہد مین جب دوبارہ سندہ پر فوجکشی کی گئی تھی اوس زلزلہ مین ہمارا خاندان یہان آیا تھا سو برس کے بعد مسلمانون کا زور ٹوٹ گیا اور ہم لوگون نے آبادی چھوڑ کے صحرائی مقام مین سکونت اختیار کی صرف خاندانی قوت سے زیادہ دریائے سندہ کے کنارے ہم آزادی کیساتھ رہا کیے۔ اب ان دنون مین سلطان محمود غزنوی کی فوجکشی نے جوش و خروش پیدا کیا اسکی وجہ سے ہمین صحرائی سکونت بھی دشوار معلوم ہوئی اب مقصد ہے کہ سرزمین ہند کو چھوڑ کر مغرب کیطرف بلوچستان کے پہاڑون مین جا رہین۔ جب خدا کو منظور ہوگا چلے آئینگے یہ سنتے ہی نوجوان اوٹھا اور یونس لپٹ گیا اور سب نوجوان سے ملے اور اپنی فرودگاہ مین لے گئے۔

بزرگ بن صالح نے نوجوان کو خاص اپنا مہمان کیا اور سلطان محمود غزنوی کے حالات بیان کرنے لگا۔

بن صالح۔ سلطان کا ارادہ کیا ہے وہ تمام ہندوستان پر فوجکشی کرینگے۔

نوجوان۔ ارادہ تو یہی ہے مگر اس سال غالباً وہ غزنی کو واپس جائینگے۔ اور اس سفر مین وہ آگے بڑھنے کے ارادے سے نہ آئے تھے کیونکہ بجے رام جو مغربی

سندھ کا ایک راجہ تھا اسنے دلی کے راجہ سے بغاوت کی اور سلطان کے مقابلہ پر بھی آمادہ ہوگیا صرف اسکو سزا دینے کے لیے اُس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا سفر کیا۔

بن صالح۔ پھر نبجے رام کا کیا انجام ہوا۔

نوجوان۔ وہی جو سلطان چاہتے تھے۔ پہلے ہی لڑائی مین نبجے رام شکست کھاکے بھاگا اُس کے تعاقب کے لیے سلطان نے پانسو سوارون کے ساتھ مجھے روانہ کیا مین نے ایک میدان مین ان لوگون کو پالیا۔ اور کل مفسدین کو جو مقابلہ پر آمادہ ہوگئے تھے منتشر کردیا۔ ہمارے سوارون کی تلوارون سے جو لوگ بچ رہے انھون نے پھر راہ فرار اختیار کی اور مین نے تن تنہا اُن کا تعاقب کیا اور اپنی فوج سے دور نکل آیا تھا کہ اتفاقاً ایک گھاٹی مین میرے گھوڑے نے ٹھوکر لی اور مین اس زور سے گرا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور کئی جگہ سے بدن چھلگیا اور اوپر طرہ یہ ہوا کہ ہنوز بخوبی سنبھلنے نپایا تھا کہ چند سندھو سوارون نے آکے باندھ لیا اور جنوب کی طرف روانہ ہوئے آگے بڑھکر اُن کے بھاگے ہوئے سوار ملگئے اور تدریجاً چالیس پچاس سوارون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا مگر نبجے رام خود نہ تھا۔ خدا جانے کہین بھاگ گیا یا میرے سوارون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا اور مین اس امید مین کہ راجہ نبجے رام بھی اپنی آزادی کے موافق ملک سندھ مین پہنچیگا۔ مجھے زندہ لیچلے کہ وہان پہونچ کے مجھے اسکی خدمت مین پیش کرینگے لیکن ابھی میری زندگی باقی تھی کہ راستہ مین آپ لوگ ملے اور خدا نے مجھے ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دلوائی۔

بن صالح۔ جلشانہ کیا تقدیری معاملات ہین۔ کہان سلطان محمود غزنوی کہان آپ کہان نبجے رام اور کہان ہم لوگ واقعی یہ سراسر سرخروئی حاصل ہوگی اس کفرستان مین ہم اور کیا خدمت کرسکتے ہین۔ سوا اسکے کہ آپکو لیکے اُنکی خدمت مین حاضر ہونگے ہان آپ کا اسم شریف کیا ہے۔

نوجوان سے مجھے منصور کہتے ہین اب آپ اپنے دل مین تشویش نہ کرین وہ زمانہ آگیا کہ اسلامی پھریرا ہندوستان کے سبزہ زارون پر اوڑے ہمارے سلطانکو جسوقت آپکے حالات معلوم ہونگے وہ آپ کی بڑی تعظیم کرینگے اور اپنی تمام گذشتہ مصائب کا حوصلہ آپکو سلطان کے ہاتھون ملجائیگا۔

محمد بن صالح۔ دیکھیے سلطان کے دربار مین ہماری کبتک رسائی ہو۔

منصور۔ بہت جلد مین انکی خدمت مین پہنچ جایا چاہتا ہون۔

بن صالح۔ انشاء اللہ۔

تیسرا باب

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

پچھلی رات ہے اور تارے آسمان کا دورہ نہایت خوشی کیساتھ طے کر رہے ہین اور بزم فلک کے چراغ جھلملانے لگے ہین۔ ابتدائی شخص کے اُن جاگے ہوؤن پر نیند کا خمیازہ زیادہ غالب ہے جو کل ایک سخت لڑائی فتح کرکے تھکے ہوئے بستر پر آئے تھے اک لق و دق میدان سے جسکے مغربی کونے کو بلوچستان کے پہاڑ دبائے ہوئے تھے یا تو چند اصلی خیمہ مین جو وسط صحرا مین قریب قریب نصب ہین ان خیمون کے گرد کچھ لوگ ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین باقی ہر چہار طرف پڑے خراٹے لے رہے ہین۔ ماہتاب آسمان کا پورا دورہ طے کر لیا ہے اور مغرب کیطرف اسقدر جھک پڑا ہے ایک قریب کی پہاڑی جو سر شام سے منتظرانہ وضع مین سر اٹھائے ہوئے تھی اب اُس کا کنارا منہ چوما ہی چاہتی ہے۔ اب اس آخر شب کی چاندنی کی شعاعین پہاڑ کے شرقی پہلو سے اترتی ہوئی آتی ہین اور ریگستان سے نقشے دورون سے

آئینون مین ماہتاب کی چھوٹی چھوٹی تصویرین دکھتی ہوئی ۔ اور گویا صحرا مین جواہرات کا فرش بچھاتی ہوئی خیمون کے نیچے پہنچی ہے ۔

ان شعاعون نے کئی خیمہ بھی طے کر لئے ہین اور ایک درمیانی کی وسیع صحن مین پہنچی ہین اور کسی حوروش کے چہرے پر کچھہ اس کشش اور جذب سے پہنچ رہی ہین کہ معلوم ہوتا ہے وہ نازنین تو محو خواب ہے اور یہ شعاعین اس غفلت کے عالم مین اس کے چہرے کا نور چرا چرا کے ماہتاب کو دے آتی ہین صحن کے گرد اک قناعت کھچی ہوئی ہے اور ماہتاب کی روشنی اس قنات کو پھاند پھاند کے آتی ہے اور گستاخیان کرتی ہے اس پریجمال نازنین سے مدہوشانہ خواب مین کچھہ ایسی گستاخیان کرتی ہے کہ ماہتاب ہی نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ آسمان کے سب تارے اسکے جمال جہان آرا کو آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھہ رہے ہین ۔ وہ چادر جو نازک جسم کو چھپائے ہوئے تھی اب نسیم نے اوسکے آنچل کو بھی الٹ دیا آخر چاند کی شعاعون اور نسیم کی دست درازیون نے اوسے جگا ہی دیا یکایک اوسکی آنکھہ کھل گئی آنکھہ کھلتے ہی ماہتاب ایسے گھورنے والے کو سامنے دیکھکے وہ شرمائی اور چادر سے منہ بند کر لیا ۔ کہ پھر نیند آجائے رات بھر محو خواب رہنے کے بعد آنکھہ کھلی تھی ۔ اب نیند کہان کچھہ دیر تو ادھر ادھر کے کروٹین بدلین آخر گھبرا کر پھر منہ کھولا اور کسی پاس لیٹنے والے کی طرف دیکھکر پکارنے لگی ۔ لیلا ۔ لیلا ۔ مگر کوئی جواب نہ ملا پھر زور سے آواز دی اور چلا کے کہا لیلا اوٹھو ۔ دیکھو مین اکیلی ہون جو عورتین اوس کے پاس سو رہی تھین اون مین سے ایک نے دو چار کروٹین بدلین اور ایک دفعہ زور سے سانس لیکے کہنے لگی "کیا ہے"

نازنین ۔ ذرا جاگو ۔ میری آنکھہ کھل گئی اور دیر سے بڑی گھبرا رہی ہون کچھہ باتین کرو کہ یہ تنہائی کی الجھن دور ہو ۔

لیلا ۔ چپکی لیٹی رہو نیند آجائیگی ۔

نازنین ۔ دیر سے بن بن کے لیٹتی ہون مگر کسی طرح نیند نہین آتی اس جنگل مین تو مجھے ڈر لگتا ہے ۔

لیلا ۔ ڈرنے کی کونسی بات ہے چارونطرف مرد ہین کچھ آدمی پہرا بھی دے رہے ہین اب اس پر ڈر معلوم ہو تو اُس کا کیا علاج ہے

نازنین ۔ میری طرح گھڑی دو گھڑی جاگی ہوتین تو تم بھی ڈرنے لگتین رات کا سناٹا ہے اور ہو کا عالم ہے اور اس مین بعض بعض اوقات درندون کی مہیب آوازین بری لگتی ہین تم تو سو رہی تہین تمھین کیا خبر ابھی ابھی کہین قریب ہی شیرون کا ڈکار رہا تہا ۔ اسے سے کیسی ڈری ہون ۔ اور کل جو جری لڑائی ہوئی تہی اور بہت سے ہندو مارے گئے تہے ۔ اونکو جب سے دیکھا ہے دل قابو سے نکلا جاتا ہے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ ہندوونکی لاشین جنکو سر شام مین نے اپنی آنکھون سے خیمے سے ذرا فاصلہ پر کھڑا دیکھا تہا ابتک اوسی طرح پڑی ہونگی ۔

لیلا ۔ عذرا ہان تم ابھی کمسن ہو تم نے ایسے سامان کم دیکھے ہین اسی سے ڈرتی ہو کوئی بارہ تیرہ برس ہوئے جب تم کوئی دو ہی برس کی تہین ان ہندوون ایک اور لڑائی ہوئی تہی میرا سن کوئی چھہ سات برس کا تہا اور میرے ہوش کا زمانہ تہا اس لڑائی مین اوس سے کہین زیادہ خون و قتل ہوا تہا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ہندو راجہ نے تین چار سو سپاہی بہیجدیے تہے کہ ہم سبکو قتل کر ڈالین مجھے یاد ہے کہ پہلے دیر تک تمہارے مرد لڑتے رہے اور آخر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو خدا انھین بخشے تمہاری دادی جان نے کنبہ کی تمام عورتون کو جمع کیا سبکو زرہ بکتر پہنادیا اور لڑنیکو نکل کھڑی ہوئین جب میری مان بھی چلین تو مین اونکی کمر سے لپٹ گئی اور ضد کرتی تہی کہ مجھے بھی لے چلو انھون نے میرے آنسو پونچھے ۔ تمہارا چھوٹا بھائی کوئی تین چار روز کا تہا اسلئے تمہاری امان جان نے تمہاری مان کے پاس بٹھادیا اور میری چھوٹی بہن جو کہ برس دن کی تہی اوسے میری

گود میں اٹھا دیا اور مجھے رونا چھوڑ کے چلی گئیں عذرا گھبراؤ نہیں ہم لوگوں کا یہی کام ہے اور جو زیادہ ڈرتی ہو تو لو میں اوٹھی بیٹھی ہوں اور ڈرنے کی کون بات ہے وہ لاشیں اور شمع بجھنے سے تو رہیں۔ ہمارے مرد خیموں کے گرد چکر لگا رہے ہیں ہاں دیکھو تم سچ کہتی تھیں وہ شیر ڈکار رہا ہے۔

عذرا۔ اب تو دور چلا گیا پہلے کہیں قریب ہی بولا تھا۔

لیلا۔ ہاں بولا ہوگا۔ تعجب کی کون بات ہے جنگل ہی تو ہے یہاں تو اس قسم کے درندے رہتے ہونگے۔

عذرا۔ اسکو کیا کروں کہ شیر کی آوازیں سنکے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جسم سے کانپنے لگتی ہوں۔ اے ہے دیکھو پھر آواز آئی اب تو یہاں کہیں قریب سے کمبخت کی کیسی بھیانک آواز ہے۔ لیلا یہ شور کیسا ہو رہا ہے دیکھو سنو۔

لیلا۔ ہاں کئی آدمیوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ خدا جانے کیا ہوا میں جاتی ہوں ذرا دریافت کر آؤں۔ تم ڈرنا نہیں۔ میں ابھی آتی ہوں۔ یہ کہکے لیلا خیمہ میں گئی اور اپنا برقعہ اوڑھنے لگی۔

عذرا۔ لیلا تم جاتی ہو یہاں تنہائی میں میرا دم ہی نکلا جائیگا۔

لیلا۔ اسقدر ڈرنا برا ہوتا ہے۔ ہمارے گھرانے میں یہ عیب ہے۔ اور یہاں تمہارے پاس تو بہت آدمی سو رہے ہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مجھے دیر نہ ہوگی یہ کہکر لیلا باہر چلی گئی۔

عذرا۔ (آپ ہی آپ) لیلا بھی اب چلی گئی کیا کہوں مجھے تو بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے لیلا کی اور بات تھی اور کسی سے کہوں تو نام بدنام ہو یہاں عورتیں ڈرنے کو بڑا عیب جانتی ہیں اور یہاں جتنی بوڑھی ہیں وہ اکثر میدانوں میں اسکے تجربہ کار ہو چکی ہیں۔ میں کیا کروں مجھے تو دل کڑا نہیں کیا جاتا۔ اب کسی اور کو جگاؤں تو گھر بھر میں بدنام ہو جاؤنگی کہ ذرا سی بات میں ڈر جاتی ہوں کیا کہوں کچھ نہیں بنتا اور لیلا گئی تو جاکر بیٹھ ہی رہی تھی مجھے تو حیرت ہے کہ لیلا اسے جایا کیونکر سہا ہوگا۔ میں بولی تو تنہا تم

سے باہر نکلتے ہی دم نکلتا تھا کیا کرون کہ میرے دل سے ڈر نکلتا ہی نہیں (لیلا اٹھ آجاتی ہے)

عذرا - لیلا دریافت کر آئین؟ کچھ معلوم ہوا کہ شور وغل کیسا تھا؟ -

لیلا - بیان کرونگی تو تمکو اور ڈر معلوم ہوگا - اب سو رہو صبح کو بیان کرونگی -

عذرا - میری لیلا جلدی بیان کرو اب کیون ڈرنے لگی تھی - تم تو پاس بیٹھی ہو مجھے اکیلے مین البتہ ڈر معلوم ہوتا ہے -

لیلا - تم تو اسوقت ایسا سانحہ ہوا کہ خود مین دل ہی دل مین کانپتی جاتی ہون -

عذرا - خدا کے لئے جلدی کہو اب سے مجھے اسمین اولجھن ہوتی ہے کہ انسان بات چبا چبا کے کہے جو کچھ کہنا ہو جلدی کہو -

لیلا - اے ابھی شیر کی آواز تمنے سنی ہی تھی - بس وہ شیر بالکل قریب آگیا اور اُن لوگون پر جھپٹا جو خیمے کے گرد پہرا دے رہے تھے ان مین سلمہ کے ابا تھے اونکی پیٹھ پر ایک تھپیڑ مارا - اور سخت زخمی کر دیا -

عذرا - آئے ہے سلمی کے ابا کو (ذرا تامل کے بعد) ہان لیلا پھر کیا ہوا -

لیلا - بس ادھر ہماری طرف سے ایک بہادر نوجوان نے بڑھ کے حملہ کیا اور دو تین تلوارون مین مار ڈالا -

عذرا - مار ڈالا بڑا کام کیا کس نے مارا؟

لیلا - تم نے سنا ہوگا کل لڑائی مین ایک مسلمان ہمین بلاتا تھا جس نے بڑی بہادری سے سندھی راجپوتون کو قتل کیا اور تمہارے دادا جان نے اُسے اپنا مہمان بنایا

عذرا - ہان مین نے [illegible] تلوار سے لڑتے اپنے خیمے سے جھانک کے دیکھا تھا خوبصورت سا آدمی تھا -

لیلا - ہان بس اسی آدمی نے حملہ کر کے تین چار تلوارین ایسی مارین کہ شیر کو مار کے ڈالدیا

عذرا - سچ پوچھو تو بڑی بہادری کا کام کیا - شیر کی صورت دیکھ کے آدمی کے ہاتھ پاؤن بھول جاتے ہین اور آسکے دن حواس جاتے رہتے ہین اور کوئی ہوتا تو وہین

دودہی سے بہاگ کہڑا ہوتا۔

عذرا۔ حقیقت مین بڑا کام کیا یہ بہی کچہ معلوم ہوا کہ وہ کون شخص ہے۔ ہمان ہندوستان مین کہان سے آگیا سنتی ہون کہ نام کو بہی مسلمان نہین۔ تو یہان

لیلا۔ ہان اتنا معلوم ہوا کہ سلطان محمود غزنوی کی فوج کا سردار ہے کسی ہندو راجہ کے تعاقب مین آیا تہا اسکے ساتہ والون نے اس راجہ کو پوری شکست دیدی اور اپنی شجاعت کے جوش مین دور تک اونکے پیچہے لڑتا چلا آیا۔ آخر کسی مقام پر ان راجپوتون نے جو کل مارے گئے تہے گہیر کے گرفتار کرلیا اور سندہ کی طرف لئے جاتے تہے اور ہمارے سردار نے اُن راجپوتون کے ہاتہہ سے نجات دلوائی۔

عذرا۔ بہن خیر جو ہمارے لوگون نے اوسپر احسان کیا تہا۔ مگر اوسنے ہمپر بہت بڑا احسان کیا یہ کام جو اُس نے کیا ہے اور کسی سے نہو سکیگا۔

لیلا۔ ہان اس مین کیا شک ہے مگر عذرا یہہ احسان نہین ہے مسلمان کے ساتہہ جو بہلائی کرے اُسے احسان نہین کہتے بس یہ سمجہہ لو کہ ہمارا فرض تہا کہ اس نوجوان کو ان ظالم بت پرستون کے ہاتہہ سے چہڑائے اور اسیطرح جب شیر نے حملہ کیا اس نوجوان کا فرض تہا کہ ہم سبکو اُسکی مضرت سے بچانیکی تدبیر کرے وہ بہادر تہا اُس نے شیر کو مار ڈالا اور کوئی ہوتا تو سب کو جگا دیتا کہ سب ملکے شیر کو مار ڈالین۔

عذرا لیلی کی زبانی یہ تقریر سنکے تہوڑی دیر تک خاموش رہی اور اوسکے بعد بولی ہان لیلا اس نوجوان کا نام کیا ہے۔

لیلا۔ منصور۔

عذرا۔ کچہہ یہ بہی معلوم ہوا کہ کس خاندان سے ہے۔

لیلا۔ اس کا حال تو ابہی نہین سنا رات تہوڑی رہگئی ہے بس اب سو رہو

عذرا۔ رات کیسی صبح ہوگئی۔ جنگل کی چڑیان چہچہا رہی ہین۔ پہاڑی کوسے

بولنے لگے۔ اے چاند کی روشنی تو دیکھو۔ تارون کی روشنی کیسی پھیکی ہوگئی۔

لیلا۔ مگر ابھی تک کسی نے اذان نہین دی۔

عذرا۔ اب کوئی گھڑی مین اذان کی آواز بھی آئیگی۔ اسی سے تو کہتی ہون کہ اب سوکے کیا کروگی۔ چلو وضو کرین۔

لیلا۔ تم بیٹھی رہو مین پانی لئے آتی ہون یہین وضو کرلینا۔

اس کے بعد لیلی اُٹھکے گئی اور دونون لوٹون مین پانی لے آئی۔ دونون لڑکیان بیٹھکے وضو کرنے لگین وضو کرکے عذرا کہنے لگی اے سب تو ابھی پڑے سو رہے ہین اب انھین جگاؤ۔ اذان کی آواز آتی ہے۔ جلشانہ۔ وہ اذان کی آواز آئی۔

لیلا۔ کون اذان دے رہا ہے۔

عذرا۔ ہاے کوئی نئی آواز ہے ہمیشہ اذان سنتی رہی ہون اور ہمارے خاندان مین سے تو کوئی نہین جسکی آواز مین نے کبھی نہ سنی ہو یہ سمجھہ مین آتا ہے کہ کون اذان دے رہا ہے اور نہ ایسی موثر اور دل مین پیوست ہوجانیوالی آواز جبتک سننے مین آئی۔

لیلا۔ یہ کون ہے۔

لیلا۔ (ذرا تامل کرکے) ہان ہان یہ وہی نوجوان ہوگا۔ منصور۔ اسی سے تو کہتی ہون کہ نئی آواز ہے بہن عذرا کیا اچھی آواز ہے جی چاہتا ہے سنے ہی جائیے خدا کرے نماز بھی یہی پڑھاے تو وہین کی جماعت کے ساتھہ نماز پڑھونگی عذرا تم بھی چلو۔

عذرا۔ بہت دیر تک سناٹے مین رہی اور بہت دیر تک دل ہی دل مین کچھ سوچکے کہنے کو سر اوٹھایا کہ لیلا کہنے لگی۔ کیون سوچتی کیا ہو نہ چلوگی۔

عذرا۔ متفکرانہ لہجے مین۔ ہان چلونگی مگر......

لیلا۔ مگر کیا۔

عذرا۔ کچھ نہین (چونک کر) ہان تم جانتی ہو کہ مجھے خیمہ سے قدم باہر نکالتے

ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اب وہ سناٹا موقوف ہوگیا۔ باہر سے لوگون کی آوازین آنے لگین جو خیمون سے نکل نکل کے وضو کر رہے تھے۔ سفیدۂ صبح کے اثر نے بڑہ کے تمام عالم علوی پر قبضہ کر۔ چاند کے چہرے پر جیسے ہوائیان چھٹنے لگین اور تارے شرما شرما کر صبح کی سفید چادر سے منہ چھپانے لگین عذرا کے خیمہ مین جو عورتین سو رہی تھین وہ بھی اوٹھین اور وضو کرکے نماز کو تیار ہوگئین۔ جب عذرا کی مان نے اوٹھ کے بیٹی کو باوضو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی۔ عذرا کب اوٹھی۔

عذرا۔ امان جان مین دیر سے جاگ رہی ہون آپ تو سو رہی تھین یہان بڑے تماشے ہوئے۔

مان۔ تماشے کیسے؟

لیلا۔ جی ہان لیکن سچ پوچھیے وہ تماشا ہی تھا اور اوس وقت ڈر کے مارے بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی۔

عذرا۔ ہان اوس وقت تو مین ڈرتی تھی مگر اب جب یاد کرتی ہون ہنسی آجاتی ہے

مان۔ اے ہے یہ تو کچھ معلوم ہو کہ ہوا کیا۔

عذرا۔ امان جان ایک شیر ڈکار رہا تھا۔ اور اوسکی آواز سنکے مین کئی دفعہ ڈر ڈر گئی آخر وہ شیر بالکل خیمہ کے قریب آگیا اور اون لوگون پر جو پہرا دے رہے تھے جھپٹ پڑا اور سلمی کے ابا کو زخمی بھی کیا۔ مگر پھر مار ڈالا گیا۔

مان۔ اے ہے بڑا غضب ہوا تھا۔ عذرا پھر اوس شیر کو کسنے مارا؟

عذرا۔ خاموش ہو جاتی ہے۔

لیلا۔ اب نہ بتائینگی چچی جان یہ تو ڈر کے مارے آپے سے گذری جاتی تھین۔ مین نے جا کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اوس نوجوان نے مارا جو کل سے مہمان ہے۔

عذرا کی مان۔ بڑا کام کیا وہ جاگ رہا تھا۔

لیلا - نہین چچی جان وہ پہرا دے رہا تہا۔

عذرا کی ماں - پہرا دینے سے پہرہ سے کیا واسطہ؟ وہ تو مہمان تہا اوسلئے اُس سے پہرہ دلوایا۔ خدا جانے اب لوگون مین کیا ہوگیا ہے کہ جیسے مہمانداری رسمین بہول گئے۔ عذرا کے ابا آئین تو ان سے کہون کہ یہ کیا شامت ہے کہ جو لوگ اولٹی مہمانون سے خدمت لیا کرتے ہین واہ واہ اچہی خاطرداری کی ہے۔ آخر سب عورتین نکل کے چلین کہ نماز مین شریک ہون اسوقت یہ قدیم دینی رسم باقی تہی کہ عورتین بہی جماعت مین شریک ہوا کرتی تہین۔ خیمہ کی حراست کے لئے دو چار عورتین بٹہا دی تہین۔ لیلی عذرا کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی۔ عذرا چلو بہن نماز کو چلین (کان مین) خدا کرے وہی نوجوان نماز پڑہائے کیسی اچہی آواز تہی۔

عذرا - نہین مین تو نہین چلونگی مجہے رہنے دو مین اپنے یہین نماز پڑہ لونگی۔

لیلا - واہ روز جایا کرتی تہین آج کیا ہوا نہین مین تو لیکے چلونگی سے بس اب چلو۔

عذرا - تہین کیا آج میرا جی نہین چاہتا۔

لیلا - یہ نئی عذر ہے مین نے جو کہا اس سے جی نہین چاہتا۔

عذرا - ہان جو کچہ ہو مین تو نجاؤنگی۔

لیلا - نہ جاؤ نہ سہی۔

خیمہ مین جتنی عورتین تہین سب جا چکین۔ لیلا سب کے بعد روانہ ہوئی اور عذرا نے دو تین عورتون کیساتہ نماز فجر ادا کی اور نماز سے فراغت کرکے عذرا تنہا بیٹہ کے اپنے دل سے باتین کرنے لگی وہ کہہ رہی ہے میرا دل آجتک کسی خیال کو زیادہ ٹہیرنے نہین دیتا تہا یہ کیا معاملہ ہے کہ اب ایک خیال میرے دل مین اس مضبوطی سے ٹہیر گیا ہے کہ کل رات سے باربار یاد آتا ہے۔ کوئی مشکل ہر وقت آنکہون کے سامنے پہرتی ہے۔ کسکی شکل ابہی نام نہ لونگی۔ نہین ہرگز نام نہ لونگی کوئی سنیگا۔ کتنے بڑے عیب کی بات ہے میرا خیال یہ کہین

اماں جان کو معلوم ہو جائے تو غضب ہی کردین مجھسے لڑین اور کسیکی شکل اور صورت کو ہر گھڑی اپنے خیال مین رکھے یا اللہ یہ خیال مجھے بھولجائے ورنہ مجھپر معیبت کا الزام آجائیگا۔ خدا سے چاہتی ہون کہ اوسے بھولجاؤن جسے یاد کرتی ہون آہ اوسکی صورت تو آنکھون کے سامنے سے ہٹتی نہین۔ اب کیا کرون مجھسے امکان مین جو کچھ تھا وہ نذر کرچکی۔ اب اسکو کیا کرون کہ اذان کان مین آئی اور عتاب ہوگئی۔ مین تو اس آواز سے بھاگتی ہون دیکھو لیلی خفا ہوگئی مگر نماز کو نہ گئی کیا عجب کہ وہی آواز دلفریب کان مین پھر آجاتی۔ وہان اس شکل سے دوچار ہونیکا بھی خوف تھا آہ اسمین کیا بات ہے کہ میرا دل بے اختیار نکلا جاتا تھا۔ بس ایک نگاہ مین میرے سارے دل کا فتح کرلیا اوسکے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتح کرنیوالا ہے کیا نام ہے؟ "منصور" یہ بحال عذرا نے جوش مین یہ نام اس زور سے لیا کہ باواز منہ سے نکلگیا۔ یہ نام لینے کو لے لیا مگر فوراً چونک پڑی اور گھبراکر چارونطرف دیکھنے لگی کہ کسینے دیکھہ تو نہین لیا مگر صد شکر کہ کوئی نہ تھا اب سب عورتین اور عذرا کی بہان واپس آگئین اور کوچ کا سامان ہونے لگا۔ عورتین محافون مین سوار کرائی گئین۔ خیمے ڈیرے بھی اوکھاڑکے اونٹونپر لادے گئے تھے اور گھوڑونپر سوار ہوگئے اور باربرداری اور زنانی سواریون کے گرد حلقہ باندھ کے مغرب کیطرف روانہ ہوئے۔

چوتھا باب

بارگاہ سلطانی

افغانستان اور پنجاب کے سرحدین جس مقام پر ملی ہین وہ بالکل پہاڑی سرحدین ہے پہاڑیان ہر طرف گھیرے ہوئے ہین اور مسافرون کو دھمکاتی رہتی ہین کہ تم سب ہماری قید مین ہو اور ممکن نہین کہ اس قید سے کوئی نکل جاسکے وہان کے کوہستان نے صدہا ملکے ہزارہا دنگو آوارہ کررکھا اور بہتیرا انکا اسکے کار ڈالا۔ سوا اون

الوالعزم فاتحون کے جنہون نے ان پہاڑون سے سر نکال کے سندھ و ستلج تک زرخیز سبزہ زارون کو اپنے گھوڑون کا جولانگاہ بنا دیا اور جتنے لوگ ادہر آئے ممکن کہ سرگردان پھرتے پھرتے جان سے تنگ نہ آ گئے ہون۔

جسوقت ہمارا خیال اس مقام پر پہنچا ہے۔ ٹھیک دوپہر کا وقت ہے آفتاب کی جنبش نے تمام کوہستان کو آتش کدہ بنا دیا ہے چٹانون پر آفتاب کی تیز شعاعین پڑتی ہین اور اونکی ننگی سطح سے شعلے نکل رہے ہین باد سموم کے جھونکے آتے ہین اور ان شعلون کو اور بھڑکاتے ہین۔ صحرائی چرند جو شکاریون کے خوف سے بھی آزاد رہتے ہین اونکو آفتاب کی گرمی نے پریشان کر دیا ہے اور پہاڑی درختون کے نیچے ہانپ رہے ہین کوہستان کے درون کھوون مین جابجا چرند چھپے بیٹھے ہین جن طیور سے اوڑا گیا وہ تو اوپر چڑھتے چڑھتے اتنی بلندی پر پہنچ گئے کہ دنیا کی گرمی سے محفوظ رہین باقی اونہین درختون کی ٹہنیون پر چھپ چھپ کے بیٹھے ہین جنگلے نیچے پرندون نے جا کر پناہ لی ہے اسی کوہسار مین ایک مقام پر بہت بڑا لشکر اوترا ہے خیمے نصب ہین اور سپاہی جو شدت حرارت سے لشکر کے گرد چکر لگا کر پہرہ نہین دے سکتے وہ اپنے اپنے خیمون کے دروازون پر تھکے ہوئے سے بیٹھے ہین کہ اگر کسی طرف سے حریف کی فوجین نظر آئین تو فوراً تلوارین کھینچ کے اوٹھ کھڑے ہوئے۔ سب خیمون کے درمیان ایک بڑا خیمہ ہے جس کے آس پاس اس شدت سے اور حرارت اور تپش مین بھی دس بارہ بہادر سپاہی ننگی تلوارین لئے ٹہل رہے ہین اور انکی تلوار و خنجر دوپہر کے آفتاب کی شعاعین تڑپ رہی ہین جس اثر سے ایک طرف تو حرارت کو ازسرنو ترقی ہوتی ہے اور دوسری طرف اک رعب و داب کا سامان ہو گیا ہے جسکو کسی فاتح شہنشاہ کے فرودگاہ پر ضرور ہونا چاہیئے اوسیوقت دو بہادر اور ایک آدمی [illegible] کے خیمہ سے نکلے اور باتین کرتے ہوئے اس عالیشان بڑے کیطرف روانہ ہوئے جو یقیناً شاہی خیمہ ہے۔

پہلا۔ ہان تو کچہہ تدبیر ضرور ہونا چاہیے۔

دوسرا۔ اور کیا عجیب ہے جو سلطان کو اب غزنی کا عزم فسخ کرنا پڑے۔

پہلا۔ ہان سلطان کو منصور کیساتہہ بڑی رغبت ہے اور حقیقت مین ایسا ہی نوجوان ہے جسکے دلین بہادری کی خوبو ہوگی اوسکی صورت کا عاشق ہوگا۔

دوسرا۔ یہی سمجہہ مین نہین آتا کہ منصور غائب کہان ہوگیا نیکے رام گرفتار ہوکر آگیا جو آج سلطان کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ تمام راجپوتونکو ایسی شکست ہوئی کہ بالکل بدحواس اور بے سروپا ہوگئے ان فتوحات کے بعد منصور کا گرفتار ہوجانا حیرت سے خالی نہین۔

پہلا۔ لو اب سلطانی خیمہ آگیا۔ وہان چلکے سلطان کے سامنے اس امر مین غور کرتا کہ شاہی گارد کے لوگون نے فوجی آداب سے ان دونون کی سلامی کی جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بہی کوئی معمولی سپاہی نہین بلکہ فتوحات اسلامی کی نامور اور سردار ہین ان دونون سردارون نے عساکر عثمانیہ نے سلطانی خیمے نصب ہوتے ہی دربار کے موافق سر نیاز جہکا دیا پہر سر اوٹہاکر دعائے دولت دی اور جب سلطانی تخت شاہی کے سامنے داہنی طرف کی کرسیون پر بیٹہہ گئے تخت شاہی اگرچہ اس شان وشوکت کی کوئی بات ہی نہین پائی جاتی تہی جس نے آخر خاندان مغلیہ کو عشرت پسند بنا دیا مگر بالکل سادہ بہی نہ تہا۔ افغانستان اور وسط ایشیا کے اعلیٰ خیالات کے موافق آہنی تخت تہا جسپر جابجا چاندی کے پترون سے گلکاری بنائی تہی خیمہ مین مخملی فرش تہا اور خاص تخت کے نیچے اس فرش پر ایک نہایت ہی نفیس اونی قالین تہا اوسپر آہنی تخت رکہا ہوا تہا خیمہ مین اس زمانہ کی کاریگری کے لحاظ سے فنیچر بنایا گیا تہا جنکی اعلیٰ خوشنویسی بتا رہی تہی کہ آخر زمانہ کے لوگ اس قسم کی تحریرون کو ڈہونڈہینگے اور نہ پائینگے۔ ان فرمون مین سے بعض تو آیات قرآنی اور حدیث نبوی کی پرجوش کلمات لکہے ہوئے تہے خاص تخت کے سامنے جو فریم تہا اوسمین نہایت جلی حرفون مین لکہا ہوا تہا "نصر من اللہ وفتح قریب" داہنی طرف

یہ کتبہ زیر ایوان تھا "و الجنۃ تحت ظلال السیوف" بائین طرف تھا "و فی سبیل اللہ" اس قسم کے چند اور قرینون کے علاوہ باقی قرینون مین وہ اشعار لکھے ہوے تھے جنکے ذریعے سے خاص سلطانی دربار کے معرکہ آرائی شعرا نے سلطان کی مدح سرائی مین جودت ذکاوت کے جوہر دکھائے سلطان کے لباس مین بھی کچھ ایسے تکلف سے کام نہین لیا گیا تھا۔ ایک نرم اور عمدہ پوستین کی قبا تھی اور سپید چمڑے کی پٹی کسی ہوئی تھی جسمین لوہے کی ڈوری لگی ہوئی تھی اور اس ڈاب پر سنہری پھول بنے تھے سر پر ایک عمامہ تھا جسمین کلغے کے نیچے ایک بیش قیمت لگا ہوا تھا جو گذشتہ فتح پر جیپال کے خزانے سے ہاتھ لگا تھا۔ سلطان کے بشرے سے الوالعزمی اور بلند حوصلگی کے آثار نمایان بڑی بڑی آنکھین چوڑی اور کشادہ پیشانی سرخ و سفید رنگ اسکے علاوہ لمبی نورانی ڈاڑھی ان سب چیزون نے شاہی رعب داب کے سین مین ایک ہیبت بڑھا دی تخت کے سامنے کرسیون پر دونون طرف دو قطارین تھین داہنی طرف وزرا و افسران فوج زرہ بکتر سے آراستہ بیٹھے تھے اور بائین طرف کرسیون پر شعرا بیٹھے ہوے تھے جنکا نام ہر لایق اور مہذب سوسائٹی مین عزت کیساتھ لیا جاتا ہے۔ فردوسی۔ غضاری۔ منوچہر۔ بلخی۔ لبقی۔ حکیم عنصری سب اپنے رتبہ کے موافق قرینے سے دربار مین ایک جوش خروش پیدا کر دیتے تھے سلطان نے یکبیک فردوسی کیطرف نگاہ اٹھا کے دیکھا اور فردوسی نے کھڑے ہو کے اپنے پرجوش لہجہ مین یہ قطعہ پڑھا۔

جہاندار محمود شاہ بزرگ   بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ
چو کودک لب از شیر مادر بشست   بگہوارہ محمود گوید نخست

سلطان نے اپنی شاہانہ متانت کیساتھ فردوسی کی نازک خیالی اور قادر الکلامی کی داد دی جسکے ساتھ تمام اہل دربار خصوصا شعرا نے نعرہ تحسین و مرحبا بلند کیا اور فردوسی آداب شاہی بجا لا کے بیٹھ گیا اسکے بعد سلطان منوچہر بلخی کیطرف متوجہ ہوا اور منوچہر اوٹھ کھڑا ہوا اور یہ قصیدہ نہایت خوش الحانی سے پڑھنے لگا۔

بوئے چمن برآمد و برف از جبل گداخت   گل باشگفتن آمد و بلبل بہ بوستان

آن دور شد کہ ناخن درندہ تیز بود   وان روزگار رفت کہ گرگی کند شبا
بیقعہ آنچنیم ارادت کند خدائے   فرماندہے کند خلق مہربان
وان ہم چو حضرت شہ محمود نامدار   جم مرتبت پناہ جہان قیصر زمان
شاہے کہ عرض لشکر منصور گر دہد   از قیروان سپہ بکشد تا بقیروان
سلطان روم روس بمنت دہد خراج   جیپال ہند و سندہ بگردن کشد کلان
شکے بدین لیاقت و عکس بدین نسق   ننوشتہ اند بر ہمہ شہنامہ داستان
اے آفتاب ملک سے روز ماہتاب   وے سایۂ خدائے سے سالہا بمان
خالی مباد گلشن خضرائے مجلست   ز آواز بلبلان سخن گوئے مدح خوان

ان اشعار پر تمام دربار سے آفرین اور سبحان اللہ کی آوازین بلند ہو رہی تہین مگر خدا جانے کیا بات تہی کہ صرف سلطان نے چار ہی پانچ شعر شوق سے سُنے ہونگے کہ کچھہ سوچ مین آگیا۔ اس امر کی طرف اہل دربار کا خیال اُسوقت سلطان کے چہرے سے غصہ و غم کی آثار نمایان تہے پیشانی پر شکنین پڑی ہوئی تہین۔ آنکھین سرخ تہین اور اونکو آثار غضب کے ساتھہ ایک سکوت تہا کہ جو کسی صدمے کی یا غم کی خبر دے رہا تہا۔ اس سکوت نے ذرا اور تمام افسران فوج کو بہی سناٹے مین کر دیا۔

سلطان کی چتونون نے کل اہل دربار پر ایسا رعب طاری کر دیا کہ سب خاموش تہے اور مجال نہ تہی کہ کسیکی زبان سے کوئی لفظ نکل جائے احمد بن حسن میمندی جو وزارت اور مدار المہامی کے عہدے پر ممتاز تہا اور بخلاف اور سفرون کے اس سفر مین سلطان کے ہمرکاب تہا اس نے اپنے نکتہ رس عقل اور اپنے تیز ذہن سے کام لیا اور دل ہی دل مین خیال کرنے لگا کہ سلطان کا مزاج یکا یک کیون برہم ہو گیا اُس نے اپنے دل مین کہا اس قصیدہ مین کیا بات تہی جسنے سلطان کے مزاج پر ایسا اثر کیا وزیر احمد بن حسن میمندی کو خدا جانے علاوہ فہم و ذکا کا حافظہ بہی بہت تیز دیا تہا جو اشعار منوچہر بلخی نے پڑہے اوسکو یاد ہو گئے تہے اون اشعار کو اس نے اپنے دل ہی مین پڑہا اور غور کرنے لگا کہ ان مین کیا لفظ تہا

جو خلاف مزاج ہوا احمد بن حسن نے چار شعر پڑھے جب پانچوان شعر پڑھا فوراً سمجھ گیا کہ سلطان کا سکوت اور ملال کسوجہ سے ہوا پانچوان شعر تہا۔

شاہیکہ عرض لشکر منصور گر دہد — از قیروان سپہ بکشد تا بہ قیروان

احمد بن حسن دلمین کہنے لگا کہ اس منصور کے لفظ نے یہ آفت ڈہالی منصور سے سلطان کو بڑی محبت تہی اوسکی خاندانی وقعت اور اوسکے جوہرون کو سلطان نہایت غایت نظر سے دیکہتا تہا اب کس پہلو سے گفتگو شروع کرون کہ سلطان کا غم غلط ہو احمد بن حسن اسی پس و پیش مین تہا کہ سلطان نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہوکر کہا کیا اب منصور کیطرف سے نا امید ہوجانا چاہیے۔

وہ دونون افسر جو ابہی آکے شریک دربار ہوئے تہے دونون لشکر سلطانی کے پرجوش سردار تہے انمین سے ایک تو عرب تہا جو سلطان کی عربی فوج کا سپہ سالار تہا اور جسکی تلوار نے ترکستان خراسان اور نیز ہندوستان مین بڑے بڑے جوہر دکہائے تہے اور دوسرا ایک ترکی بہادر تہا جو دربار دولت مین بڑے اعلی عہدہ پر ممتاز تہا اور وزیر جنگ کی خدمت کو انجام دیتا تہا پہلے کا نام عبد اللہ طائی اور دوسرے کو التونتاش کہتے تہے جسوقت سلطان نے یہ حسرتمندانہ جملہ کہا تو اوسوقت دونون افسر کچہہ اور عرض کیا چاہتے تہے مگر عبد اللہ طائی نے سبقت کی اور کہڑے ہوکر پہلے دعائے دولت دی پہر عرض کیا حضور ہم دونون منصور کی جستجو مین وفاداران تخت اور جان نثاران سلطنت خواب و خور اپنے اوپر حرام کردینگے اور جسطرح بن پڑیگا بہادر نوجوان منصور کو ڈہونڈہ لائینگے۔ کسی ہندو راجہ کی اتنی مجال نہین کہ منصور کیساتہہ برا سلوک کرے اگر خدا نخواستہ منصور کیجانب سے کوئی صدمہ پہنچا تو ہمارے سوار پورس کی سرزمین ہلا دینگے اور ہمارے گہوڑے ہندوستان کی سرحدون اور بڑی سلطنت کو روند ڈالینگے۔

سلطان۔ عبد اللہ تم لوگون کی جرأت اور تمہارے حوصلون سے مجہے امید ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ اسوقت تک جب مینے ہندوستان پر حملہ کرنے ک

لئے تلوار ہاتھ مین لی ہے اور رکاب پاؤن مین رکھا ہے صرف جہاد کی خالص نیت سے اور خدا کے مبارک دین کی خدمت کے لئے اور اسی وجہہ سے خدا نے میری مدد کی اور کفار کو ذلیل وخوار کیا مین یہ نہین پسند کرتا کہ اپنی اس خالص نیت کو خراب کردون اور آئندہ فوجکشی سے دین اسلام کے علاوہ منصور کا بدلہ لینا بہی میری غرض ہو۔ اس پر اہل دربار نے بادشاہ کی نیت کی داد دی اور سلطانی خیمہ مین یکایک خداترسی کا ایک جوش پیدا ہوگیا عین اس جوش وخروش کی حالت مین بہادر ترک اور التونتاش نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہماری التماس ہے کہ حضور اپنے عالی ہمت دل مین کسی قسم کی فکر اور تشویش کو جگہہ نہ دین سلطان پاک نیت نے کہا الحمدللہ کہ ہماری فوج کے ہر سپاہی کی نیتین خالص اور پاک وصاف کردین ہین ہر جان نثاری کے امتحان اور ہر جانبازی کے میدان مین اللہ جلشانہ کا جلال ہماری نظرون کے سامنے ہوتا ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ رہیگا لیکن اس خالص نیت کیساتھ اپنے بہادر نوجوان افسر منصور کو ڈہونڈہ نکالینگے اور اسی کوشش جہاد مین خدا ہمارے ہاتہون سے یہ بہی کام کردیگا کہ ہم منصور کی تلاش بہی کرینگے اور اسکے ہر پاک قطرۂ خون کی جگہہ ہزار ہا راجپوتون نے بلکہ کافر اور بت پرست راجاؤن کے خون کا سیلاب بہادینگے حضور میری رائے مین تو مناسب ہے کہ عساکر سلطانیہ اب آگے بڑہین تاکہ کفرستان ہند پر ہماری تلوارون کا دباؤ پڑے اور دشمنونکو خوف ہو۔

سلطان۔ میرے بہادرو اس امر مین اب تمہاری کیا رائے ہے میرا تو قصد تہا کہ اس مرتبہ غزنی کو واپس چلو اور آئندہ سال آکے بازار جہاد گرم کرون۔

احمد بن حسن۔ اسمین کوئی شک نہین کہ اب ہماری فوجین تہک گئی ہین اور اس ماندگی کے زمانہ مین انکو جہاد کی تکلیف مین ڈالنا مناسب ہے آثار صحابہ سے بہی یہی ثابت ہے کہ جہاد مین سپاہیون کی راحت رسانی بلکہ اون کے متعلقین تک کے خیالات کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے جناب فاروق رضی اللہ عنہ

سنے صرف ایک عورت کے خیالات کا اندازہ کرکے تمام امرائے عساکر کے

سلہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین تصریح کر دی ہے کہ ایک بار خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کیوقت حسب عادت مدینہ کی گلیون مین سیر کر رہے تھے کہ آپکا گذر ایک مکانپر ہوا اوس مکانین پر دے پڑے ہوئے تھے اور پردون کے اندر سے روشنی کی شعاعین باہر نکل رہی تھین اور کوئی جوان عورت اپنی شیرین و لطیف آواز سے درد کے لہجہ مین کچھ اشعار پڑھ رہی تھی جناب فاروق ٹھر کر سننے لگے تو یہ اشعار تھے۔

تطاول ہذا اللیل تسری کواکبہ   وارقنی ان لا ضجیع الاعبہ

رات کیسی تاریک اور لمبی ہو گئی اور تارے کسطرح سیر کر رہے ہین اور مجھکو اس امر نے حیران کر دیا کہ کوئی ہمبستر نہین جس سے لطف صحبت اور دلچسپی حاصل ہو اس مضمون کے دو اور شعر پڑھکے یہ شعر پڑھا۔

فواللہ لولا اللہ تخشی عواقبہ   لزعزع من ہذا السریر جوانبہ

یعنی اوسی خدائے پاک کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ اگر انجام مین خدا کا خوف نہوتا تو اسوقت چارپائی کی چولین ہلتی ہوتین اس کے بعد اوس نے ایک شعر اور پڑھا جسکا دوسرا مصرعہ یہ ہے

وود اکرامہ لبعلی ان تنال مراکبہ

یعنی اے شخص وہ جو عالم خیال مین ہے میرا مخاطب ہے سُنلے کہ میرے معزز و محترم شوہر کی سواری پر دستک دی۔ عورت سے پوچھا کون ہے آپ نے اپنا نام لیا اور دریافت کیا کہ شعر کیون پڑھتی ہے اسپر عورت نے خوفزدہ ہوکر معذرت کی اور کہا میرا شوہر جہاد پر گیا ہے اوسکی مفارقت مین اپنے نفس پر جبر کر رہی ہون اور جب دل نہین مانتا تو یہ اشعار پڑھکر دل بہلاتی ہون۔

جناب فاروق یہ سنکر دیر تک متفکر رہے کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی کہ ایسا نہو کہ جہاد سے برے نتائج پیدا ہون آخر دیر کے بعد آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ عورتین کتنی مدت تک مفارقت شوہر پر صبر کر سکتی ہین اوس نے کہا عورتون کا حال مین کیا جانون مگر اپنی طبیعت سے مین کہہ سکتی ہون کہ چھ مہینے کے بعد مجھسے صبر نہین ہو سکتا۔ اسکے بعد جناب فاروق اوسکے دروازہ سے

بیٹھ آسکے اور ہم کو کل امرا و عساکر کے نام فرمان بھیجکر کہ ہر سپاہی کو ہمیشہ چھ مہینے کے بعد دائمی طور پر ایک ماہ کی رخصت دیجایا کرے ۔

نام فرمان جاری کر دے کہ ہر سپاہی کو خواہ کسی مرتبہ کا ہو ہمیشہ چھ مہینے کے بعد ایک ماہ کی رخصت دیجایا کرے ۔

عبد اللہ بن الجبالی ۔ مگر حضور منصور کی منصور الجبری نے ہمارے ہر سپاہی کے دل میں ایک جوش پیدا کر دیا ہے ۔ اگر وہ تھکے بھی ہیں تو اپنی زندگی کو بھول گئے ہیں اور اگر جہاد پر مستعدی ظاہر کیجائے تو سب لوگ بڑے جوش و خروش کیساتھ موجود ہو جائینگے ۔

التو قماش ۔ میں اپنے ساتھ جان نثاروں کیطرف سے بھی ایسے ہی امید رکھتا ہوں کہ وہ ذرا اشارہ پاتے ہی لڑائی کے لئے مستعد ہو جائینگے ۔

سلطان ۔ بیشک میں اپنے اُن وفادار سپاہیوں کی مستعدی اور سچی شجاعت کا شکرگذار ہوں ۔ لیکن قماش اگر وہ اپنے جوش شجاعت میں اپنی ماندگی کا خیال نہیں کرتے یا اپنی گذشتہ مشقتوں کو بھول گئے ہیں تو کیا مناسب ہے کہ میں بھی خیال نکروں تم سب لوگ سنلو منصور میری فوج کا ایک سپاہی تھا اُسکو کوئی ترجیح نہیں میری نظر میں میرا ہر سپاہی وہی وقعت رکھتا ہے ۔ مجھے گوارا نہیں ہو سکتا کہ اُس ایک شخص کے لئے میں اپنے بہادر اور وفادار سپاہیوں کی اکثر جانیں بے سلیقگی سے اور بیجا طور پر کٹوا دوں ۔ یہ جملہ کہہ کے سلطان نے زبان روک کے سب کی طرف دیکھا اور سب افسروں نے کھڑے ہو کر ادب سے سر جھکایا اور کہا ہم سب تخت کے جان نثار اور شاہی احکام کے فرمان بردار ہیں بندگان عالی اپنے کریمانہ اخلاق سے جو فیاضی اور قدردانی ہماری حقیر خدمات کے معاوضہ میں فرماتے ہیں اس کا شکریہ پورے طور پر ادا کرنیکی قوت ہماری زبان اور ہماری قوت میں نہیں ہے ۔ اتنا کہہ کے پھر سب اپنی اپنی کرسیٔ پر بیٹھ گئے ۔

سلطان- ہان ہان سچ کہتا ہون۔ اگر منصور کا کچھ بھی خیال ہے تو صرف اسوجہ سے کہ وہ بڑے محترم اور واجب التعظیم خاندان سے ہے وہ خاندان انصار ہے اوسکے اجداد نے سرورکائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام خاندان مہاجرین کو ایسے وقت مین پناہ دی تھی اور اُنکی ہمت کی مدد کی جبکہ دنیا مین سوائے خدا کے اُس مقدس گروہ کا پناہ دینے والا اور مددگار نہ تھا ہمارے پیغمبر صلوۃ علیہ و علی آلہ وسلم اُسکے اجداد کے مہمان رہے تھے اسوقت سلطان کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے ہین اور دربار مین ایک دینی رقت پیدا ہوجاتی ہے بس اگر منصور کا خیال ہے تو اسقدر۔

عبد اللہ طائی- حضور یہ کوئی معمولی آدمی نہین پیغمبر کا کلمہ پھیلانا ہمارا مقصود ہے اوسکے ستربان اور جان نثار انصار کی نسل کا بہادر نوجوان ہے۔ خدا جانے کن ظالمون کی قید مین گرفتار ہے اور ہم مطمئن بیٹھے ہین۔

سلطان- افسوس ہے کہ رام نے بھی ہمارے ہاتھ گرفتار ہوکے خودکشی کر لی ورنہ اس سے حال معلوم ہوجاتا اور نہ بھی معلوم ہوتا تو اُسکے عوض مین شاید ہم منصور کو جلدی پا جاتے اچھا پھر اب کیا کارروائی کیجاوے؟ میرے ذہن مین تو کوئی بات نہین آتی۔

التوقماش- حضور اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین کہ سلطانی فوجین جلد ہندوستان کی طرف بڑہین۔ اگر حضور کے ارادہ کی ذرا بھی خبر ہندو راجاؤن کے کان مین پہنچ جائیگی تو تمام راجہ تھرا اوٹھینگے اور جس کسیکے قبضہ مین منصور ہوگا حضور کی خدمت مین بھیجکر عفو تقصیر کرائیگا۔

سلطان- بہتر اگر تم سب کی یہ رائے ہے تو یہی سہی۔ اچھا تو اب اس امر کا فیصلہ ہونا چاہیے۔

احمد بن حسن- سوا اس طرف سندہ کے اور کدہر فوج بڑہائی جاسکتی ہے کیونکہ منصور اسطرف سے گئے تھے اور اسی ملک کی حدود پر پہنچکر غایب ہوگئے ہین۔

سلطان اسکے بعد دونون سرداران فوج التونتاش اور عبداللہ طائی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا خیر اب مین نے واپسی غزنین کا ارادہ ملتوی کیا تم دونون جا کے اپنے ہمراہیون کو اطلاع دو کہ کل صبح اوّل ہی نماز کے وقت سندھ کیطرف کوچ کرنا ہوگا اور مستعد ہو جائین کہ اُن کی سپہ گری اور شجاعت کا امتحان لیا جائیگا۔

دونون افسرون نے تلوارین میان سے نکالین اور کہڑے ہو کے جوش و خروش کے لہجہ مین عرض کیا خدا حضور کے اقبال کو بلند کرے اور دشمن ہمیشہ ذلیل و خوار رہین ہماری تلوارین اب دکہاوینگی کہ ہم کیسے وفادار اور جان نثار ہین اسکے بعد سلطان نے شاہانہ متانت کیساتھ بہادر افسرون کی وفاداری اور فرمان برداری کا شکریہ ادا کیا۔ یہ افسر شاہی خیمہ سے باہر نکلے اور دربار برخواست ہو گیا۔ ان دونون نے باہر آتے ہی تمام افسران فوج کو شاہی حکم سنا دیا۔ اور تمام عساکر اسلامیہ مین ایک جوش و خروش پیدا ہو گیا اور سب اوسیوقت سے کوچ کی تیاریان کرنے لگے۔ اب رات ہوئی اور خلاف معمول اس رات کو فوج اسلام کو وہ سکوت نہ نہ تہا جو ہمیشہ ہوجایا کرتا تہا کیونکہ افسر سپاہی لڑائی اور جہاد کی خوشی مین رات بہر جاگتے تہے۔ افسرون اور سپاہیون نے جوش و سرور کی بیداری مین رات گذرانی تارے جو ہمیشہ سے جاگنے کے مشتاق رہے ہین پچہلی رات کو انکی آنکہین بہی جہپک چلین مگر ان جانبازون کی آنکہ نہ جہپکی تہی۔ گویا آجکی رات ہر سپاہی نیند بہول گیا تہا اکثرون نے اس بیداری کو یاد الٰہی مین بسر کیا اور صبح کے سہانے وقت مین جبکہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے عموماً عربی و ترکی سپاہی درگاہ رب العزت مین نہایت الحاح و عاجزی سے فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تہے کہ خیمے ڈیرے اونٹون پر لدنے لگے اور افسرون نے ایک وسیع میدان مین اپنی افواج کو نہایت عمدہ صفون مین مرتب کرایا۔ سلطان محمود غزنوی بہی اپنے خیمے سے برآمد ہوا اور اوس کی صورت دیکہتے ہی ہر طرف سے دعائے دولت کے نعرے ہونے لگے جب سلطان اپنی فوج کے آگے کہڑا ہوا تو عبداللہ طائی کی فوج کے ایک افسر

عربی لہجہ مین صبح کی اذان دی اور سبھون نے جماعت سے نماز ادا کی نماز سے فراغت ہوتے ہی طبل جنگ بجنے لگا اور فوجی باجون نے ہر سپاہی کو کوچ کی اطلاع دی سب لوگ صفین باندھ کے جنوب کی طرف روانہ ہوئے اور جس شان و شوکت سے جا رہے تھے اس سے صاف عیان تھا کہ زمین ہند اون کے جلال و سطوت سے ڈر ڈر کے اپنے سبزہ زار اور اپنے صحراؤن کو ان کے سپرد کرتی جاتی ہے۔ آخر یہ فوج جاتے جاتے نظر سے غائب ہو گئی۔

پانچوان باب

اجمیر ش

ہم جس زمانہ کا بیان کر رہے ہین اُن دنون ہندوستان کے وسیع سبزہ زارونکو مختلف قومون اور سلطنتون نے اس کثرت سے بانٹ لیا تھا کہ مجموعی قوت کبھی یکجا نہو سکتی تھی اور اگر بالفرض کبھی قوتین یکجا پیدا ہو سکتی تھین تو اسکو اتفاق پیدا نہین ہو سکنے تھے جو لوگ دعوے کرتے ہین کہ اگر کل ہندوستان کی سب قومین یکجا ہو جاتین تو مسلمان کو ہرگز کامیابی نہوتی اُن کا یہ دعوی ایک حد تک مان لیا جائے اگرچہ مسلمانون کا یہ جواب کافی ہے کہ قیصر و کسریٰ جیسے جھنڈونکے سایہ مین دنیا کے بہت بڑے بڑے ملک موجود تھے انھون نے اپنی اس مجموعی قوت کیساتھ کیا کر لیا جو ہندوستان کی سلطنتین باہم اتفاق کر کے اور پوری شجاعت کیساتھ مزاحمت کرتے تو مسلمانون کو یون آسانی سے کامیابی کا موقع نہ ملتا خیر جیسے ہو کچھ ہوا اسمین شک نہین کہ یہان تھوڑی زمین پر ایک ایک راجہ تھا جو اپنے حلقہ کے اندر آزادی اور خودمختاری کیساتھ ایک شخصی سلطنت کے شہنشاہ کا رتبہ رکھتا اجمیر ش کے کوہ دہلی سے لیکے دامن وندھیاچل تک کی تھوڑی زمین کئی سلطنتین [illegible] تھین۔ اودے پور۔ اجین۔ اندور۔ اور خود راجہ اجمیر ش کی سلطنتین اس تھوڑی زمین کو اپنے حصے مین بانٹے ہوئے تھین اجمیر ش اور اجین اُن دونون سلطنتون

سے راجاؤن مین آپس مین بڑا اتفاق تہا اس اتفاق کی ایک وجہ تو یہ تہی کہ دریاے چمبل کے کنارے دونون راجاؤن کی سرحد ملی تہی اور دوسرا خاص باعث اتحاد ایک عزیزدارا تعلق تہا جو شاہی خاندانون مین پیدا ہو گیا تہا یہ دونون خاندان نہایت شریف بہادر آرین قوم کا وہ خالص خون جو نسلاً خاندان والون کی رگون مین چلا آیا تہا وہ ملک مین نہایت قیمتی خیال کیا جاتا تہا اور اسی وجہ سے ان خاندانون مین بہی سپہ گری کی رگ وپے مین شجاعت اور دلیری موجود تہی جس سے امید ہو سکتی تہی کہ ہندوستان شاید انقلاب سے محفوظ رہجائیگا اور آئی مسلمانون کے روکنے مین ان کی کوشش راجہ دہلی کی کوششون سے کم نہ تہی خصوص جبکہ اجمیر شر کے راجہ نے اپنی بیٹی اجین کے نوجوان راجہ کے عقد مین دیدی تو ان دونون سلطنتون کے اتفاق سے یہ امید اور قوی ہو گئی کہ مسلمانون کو شاید قدم بڑہانیکا موقع نہ ملے۔

راجہ اجمیر شر کے محل مین ایک اور لڑکی حسین تہی جس سے راجہ کو انتہا درجہ کی الفت تہی یہ لڑکی اپنے حسن وجمال کے اعتبار سے تو ایسی تہی کہ آراستہ نازک اور سجیلی مورت مین اور رسیلی اور شرمگین آنکھون کی دور دور شہرت تہی اسکی تمنا اور آرزو تو بڑی بات تہی صرف ایک جلوہ دیکہ پانے کے لیے اکثر شہزادے شاہی سلطنتون کے آتے تہے اور ناکام اور نامراد واپس جاتے تہے بچپن ہی سے اسکو مقدس زبان سنسکرت کی کتابین پڑہائی گئین اور اوسکے تیز ذہن اور نکتہ رس طبیعت نے نو دس برس ہی مین اوسکو ایک بہت بڑے پنڈت کے رتبہ کو پہنچا دیا اسکے بعد خاندانی رسوم کے موافق اوسنے سپہ گری کی تعلیم پائی اور اس حد تک سے بہائی کمال کو پہونچ گئی کہ گہوڑے پر سوار ہوکے ایک اعلی درجہ کی سپہ گری کی طرح پہرتی اور چالاکی سے لڑائی کے کرتب دکہاتی تہی اون دونون کی باہمی لڑائی اور آپس غیر منتظمی کے عہد کی روزانہ خونریزی نے اسے ایک شجاع اور بہادر سپاہی بنا دیا تہا جب وہ گہوڑے پر سوار ہوکے اور کالی کالی زلفین شانون پر بکہیر کے نکلتی تہی تو شاہی فوج دونون طرف سے سلامی لیکے دعائے دولت دیتی تہی۔ اسیوقت

کا عالم بہت سے لوگون کو بیتاب کردیتا تہا اور ان نئی بیتابیون نے ملک مین ایک شورش پیدا کردی تہی سوہنا اس پریجمال لڑکی کا نام تہا اور باپ کو اسیقدر پیاری تہی کہ گہڑی بہر کو اوسکی مفارقت گوارا نہین کرتا تہا خصوص اوسکے ذاتی جوہر سپہگری نے اُسے باپکی نظرون مین اور معزز بنا دیا تہا اُس زمانہ تک ہندوستان مین پردہ کی رسم جاری نہ تہی اور سوہنا ہمیشہ تخت کے بائین جانب دربار مین نہایت شان وشوکت سے جلوہ آرا نظر آیا کرتی تہی ۔ راجہ نے خود ہی بیٹی سوہنا کو اپنی شادی کا ایک حد تک اختیار دیدیا تہا اور یہی وجہ تہی کہ اب اسکو اٹھارہوان سال تہا اور ہنوز شادی کی نوبت نہین آئی تہی بہت سے شاہزادے اور راجہ سالہا سال کوششون کے بعد مایوس ہوئے تہے خود راجہ کے وزیر کا نوجوان اور بہادر بیٹا جے رام بہی ایک مشہور سپاہی تہا ۔ میدان جنگ اسکی نظر مین شکارگاہ سے زیادہ وقعت نہین رکہتا تہا اور بہت بڑے معرکون مین وہ نیکنامی حاصل کرچکا ۔ اگر اومین کوئی فرق ہو تو صرف اسقدر کہ مزاج تیز تہا اور ہر کام کو بے سوچے سمجہے کر گزرتا تہا عرصہ سے اس نازنین کے دل کو اپنے قابو مین لانیکی تدبیرین کر رہا تہا بلکہ خود راجہ بہی چاہتا تہا کہ جے رام ہی کیساتہہ شادی ہوجائے مگر اس امر نے راجہ کو بہی مجبور کر دیا تہا کہ خود سوہنا کو منظور نہ تہا باوجود ان سب باتون کے جے رام ہمت نہین ہارتا تہا اور ابہی تک وہ اپنی تقدیر آزمائی مین مصروف تہا ۔

جے رام کے زیادہ فریفتہ ہونیکی وجہہ یہ تہی کہ خود بہی جانباز سپاہی اور بہادر سمجہا جاتا تہا اور یہی وصف کو اوسنے کمال کیساتہ اپنی معشوقہ مین بہی پایا تہا سرحدی ۔ لڑائیون مین سوہنا نے جتنی مرتبہ اپنی شجاعت دکہاکے غنیم کی فوجونکو پسپا کر دیا اور اتنے ہی مرتبہ اوسنے جے رام کے دل پر ایک نیا تیر عشق مارا سلطان محمود غزنوی نے جب ہندوستان کو زیر وزبر کرنا شروع کیا ۔ اسوقت تمام بہادر راجاؤن کی رگ حمیت جوش مین آگئی سر ہوگئے بڑے بڑے ہندوستانی دربار مین سلطان غزنوی کی یورش اور تاخت و تاراج کا چرچا ہو رہا تہا خصوص جیپال کی

شکست اور بجے رام کی ناکامی نے سب راجہ کی آنکہین کہولدی تہین جو بودے تہے وہ منتظر بیٹھے تہے کہ محمود کے سپاہی ان کی حدود کے قریب پہنچین اور وہ سر نیاز جہکا دین لیکن بہادر راجپوتون کو خون جوش کہا گیا کہ جہانتک جلد ممکن ہوسکے اور تاتاری سپاہیون کے سامنے صف آراہون اور داد شجاعت دین

یہی ذوق وشوق راجہ اجمیر کے بہادر درباریون مین بہی ہو گیا تہا خصوصاً اجمیر مین زیادہ جوش تہا اسلیے کہ اس سے پہلی لڑائی مین راجہ اجمیر نے جیپال کی مدد کے لیے فوج روانہ کی تہی جو پسپا ہوئی اور بادشاہی سے کئی ناسور افسر اقبال ہوا جسپر بجے رام کے ناکام ہونیکی خبر آئی اسوقت راجہ اجمیر دربار مین بیٹہا تہا اور بڑے بڑے پنڈت اور نامور بہادر چہتری صف بستہ کہڑے تہے راجہ کی عالم افروز بیٹی راجہ کے تخت کے برابر سونیکی چوکی پر اسلحہ جنگ سے آراستہ بیٹہی تہی۔ وزیر اور تمام اہل دربار سامنے دست بستہ کہڑے تہے اور انہین کی جماعت مین وزیر کا بیٹا بجے رام کہڑا تہا اگرچہ شاہی رعب وداب کی وجہ سے اسکی آنکہین نیچی جہکی ہوئی تہین اور مجال نہ تہی کہ چوری چہپے بہی کبہی سوہنا کی کاکل پیچان اور رخسارون کی طرف نگاہ لیجائے لیکن دل ہی دل مین ہزارون شوق اور آرزوؤن کے ساتہ سوہنا کے خیال سے باتین کر رہا تہا اور اپنے خیال جوش و خروش مین اسقدر محو تہا کہ عالم خیال مین گستاخی گستاخیان کرنے لگتا تہا۔ آؤ دیکہین راجہ اپنے دربار سے کیا باتین کر رہا ہے۔

راجہ۔ ہان تو پہر راجہ جیپال نے چہوڑ دیا اس کا مجہے افسوس ہے۔

وزیر۔ حضور کا وہ کیا کرسکتے ہین دو دفعہ اونہون نے بہت کچہ اہتمام سے فوجین جمع کین اور ترکون کا مقابلہ کیا مگر دونون مرتبہ اونہین کو شکست ہوئی آخر رسم زمانہ کے بموجب اونہون نے تخت چہوڑ دیا اور اپنے بیٹے انندپال کو تخت پر بٹہا دیا۔

راجہ۔ کیا ترک بڑے بہادر ہین۔

وزیر - حضور ہم سب لوگ کی نااتفاقی سے ترکون کا وسیلہ بڑھ گیا ورنہ مجال نہ تھی کہ محمود ہندوستان کی حدود پر یون آفت مچا دیتا ہماری پست ہمتی کر دیوتاؤن کی ہمپر غضب نازل ہوا ہے اور بس یہی سبب ہے کہ ملیچھون سے مقابلہ مین ہمین پیہم شکستین ہوتی جاتی ہین۔

ایک فوجی افسر - اور اس موقعہ پر زیادہ خرابی میری راے مین سنجے رام کی وجہ سے ہوئی کہ محمود کے آنیکی خبر سنکے اوسنے اپنے آقا جیپال کو چھوڑ دیا

راجہ - کیا وہ محمود سے ملگیا۔

فوجی افسر - مہاراج پہلے تو لوگون کا یہی خیال تھا کہ وہ ترکون سے ملگیا ہے مگر اس دفعہ محمود نے اوسپر حملہ کیا اس سے لوگون کی راے بدلگئی اور سب کہتے ہین کہ اگر اوسنے راجہ جیپال کا ساتھ چھوڑا تو ترکون سے بھی نہین ملا۔

راجہ - پھر محمود کے اس حملہ کا کیا نتیجہ ہوا کیا ترکونکو شکست ہوگئی؟ یہ جملہ کہکے راجہ نے جواب سننے کے لیے ایسا شوق ظاہر کیا کہ اوسکی صورت سے صاف ظاہر تھا۔

فوجی افسر - ان دنون کے معرکہ مین مہاراج سنجے رام کو شکست ہوئی اور وہ سندھ کیطرف بھاگ گیا۔

راجہ - (طیش کھا کے) بھاگ گیا اور اپنے چھتری برن مین داغ لگایا۔

وزیر - سری مہاراج چھتری برن مین تو اوسی روز داغ لگا دیا جب اوسنے راجہ جیپال کے ساتھ بیوفائی کی۔

راجہ - اب ترک کہان ہین اور ان کا کیا ارادہ ہے۔

سردار فوج - مہاراج سنا گیا ہے کہ سنجے رام کے تعاقب مین محمود نے اپنی فوج روانہ کی ہے۔ ابھی کچھ حال نہین معلوم ہوا کہ اس تعاقب کا کیا انجام ہو لیکن اب سمجھ لینا چاہیے کہ سندھ اور پنجاب کی حالت بہت نازک ہے اب وہانکے

راجہ ضعیف ہوگئے ہین اور ترکون کا زور شور ہے تاخت وتاراج کا بازار گرم ہے غریب رعایا کی جان ومال پر تنگی ہے جسوقت یہ تقریر ہو رہی تہی راجہ اپنے دل مین طیش کہا رہا تہا اسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ اوسکے بیتاب کئے دیتا ہے۔ آخر جہلا کر تمام اہل دربار کیطرف خطاب کرکے کہا افسوس ہماری غفلتون کا یہ نتیجہ کہ آج ملیچھ بے ایمان۔ ڈاکو اور لٹیرے مسلمان ہمارے ملک مین آگئے اور ہماری [illegible] ڈہا رہے ہین وہ راجپوتون کی بہادری اور شجاعت کیا ہوئی کیا سارے آریہ ورت مین ایسا کوئی نہین رہا ہے جو پرمیشر کی دیا پر آسرا لگائے اور ان ظالم لٹیرون کو روکے۔ راجہ کی زبان سے یہ نکلتے ہی بہت سے بہادرون کی آنکہ مین خون اتر آیا جے رام بڑہ کے تخت کے آگے آیا سجدہ کیا اور بہت دعا دینے کے بعد عرض کرنے لگا مہاراج یہ ترک بہی کوئی چیز ہین جنکی تلوارون سے ہم چہتری لوگ دب جائین فقط ہماری نااتفاقی کا سبب تہا جو انکو سندہ کے قریب تک پہنچنے کا حوصلہ ہوا ورنہ انکی کیا مجال تہی کہ ادہر کا رخ بہی کرتے سنتا ہون محمود کا ارادہ ہے کہ ہندوستان بہر مین جتنے دیوتا بہرے ہین اور جتنے بتخانے ہین سب کو مسمار اور منہدم کردے

جے رام۔ مہاراج حقیقت مین وہ بہت متعصب ہے اور ایسا متعصب ہے کہ حضور کو بہی اوسکی گوشمالی کا بندوبست کرنا چاہئے۔

راجہ۔ مین کیا بندوبست کرون؟ میری سرحد کے قریب آگیا تو البتہ دکہادونگا کہ میرے بہادر کس مردانگی اور شجاعت سے لڑتے ہین۔

جے رام۔ حضور میری رائے مین تو اسوقت اسکو زک دینے کا اچہا موقع ہے اور ممکن نہین کہ ہم شکست نہ دیدین اوسکی فوج سندہ کیطرف بڑہتی چلی جاتی ہے اور ساعت بساعت اوس مقام سے دور ہوتی ہے جہان سے کمک پہونچ سکتی ہے اگر اس موقع پر میری مہاراج کی کوئی فوج ملک سندہ مین پہنچ جائے تو ترکون کو معلوم ہو کہ ہندوستان کے لوگ کیسے بہادر ہین۔

ایسی صورت مین سوا اسکے کہ سب اپنی زندگی سے ہاتھ دھوئین اُن سے اور کچھہ نہ بنیگا۔

راجہ۔ جے رام میں بہی یہی چاہتا ہون کہ جس طرح ممکن ہو ان ترکون کو ہندوستان سے باہر نکالدیا جائے اور آریہ ورت کو ان ملکشون سے پاک صاف کرون اور دیوتاؤن کی نظرون مین نیکنامی حاصل کرون۔

وزیر۔ مہاراج محمود کے سپاہی اکثر معرکون مین فتحیاب ہوکے تجربہ کار ہوگئے ہین میری راے مین تو اسوقت تک سبقت نکرنا چاہیے جبتک کہ حضور کی طرف قصد نہ کرے ہم سب وفادار ہین تخت [illegible] اور اس راہ پر مرتے ہوجانا اپنا فخر سمجھتے ہین لیکن حضور کو ایسے بھڑ کے چھتے مین ہاتھ جب ہی ڈالنا چاہیے جب مجبوری ہو اور صلح کی کوئی صورت نہ نکل سکتی ہو۔

راجہ۔ کیا تیرے دل مین ترکون کا خوف بیٹھہ گیا۔ میرے جان نثار ایسے نہین ہین کہ محمود کے ترکی سپاہیون سے دب جائین۔

وزیر۔ حضور محمود کو چھیڑنا مصلحت کے خلاف ہے۔ راجہ جیپال نے ہندوستان کے بہت بڑے راجاؤن سے اور دیکھئے کتنی بڑی فوج کرلی تہی خود حضور کے جان نثارون کا ایک بہت بڑا گروہ پشاور کے قریب مہاراجہ جیپال کے جھنڈے کے نیچے ترکون سے لڑ چکا ہے۔ لیکن کیا ہوا"

راجہ۔ وہ اتفاق تہا اور ہندو مختلف فوجون کی بے انتظامی سے شکست پاگئے جب میرے سپہ سالار میرے چھتری سپاہی جوش و خروش سے حملہ کرینگے تو محمود کی گذشتہ کامیابیون کو خاک مین ملا دینگے۔ اتنا کہہ کے راجہ نے اپنے فوجی سرداران کیطرف دیکھا۔

جے رام۔ سری رام میرا فخر بڑھ جائے اگر اس مہم پر روانہ کیا جاؤن حضور بہت جلد سُن لینگے کہ مین نے ان مسلمانون کو خاک مین ملا دیا سنا گیا ہے کہ بجے رام ادہر بہاگ گیا ہے اور سندہ کا راجہ بہی مسلمانون سے بہت جلا ہوا ہے۔

دونوں کو ملا لونگا اور مسلمانوں کو گھیر کے مارونگا اگر پرمیشر نے چاہا تو پہلے محمود کے سوار کا اور پھر خود محمود کا سر حضور کے قدموں کے آگے پڑا ہوگا۔

راجہ ـ بیجے رام تمہاری ہمت اور تمہارے حوصلہ نے میرا دل خوش کر دیا تم جاؤ اور بیس ہزار فوج منتخب اپنے ساتھ لیلو بعد اسکے راجہ دربار کے افسروں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ میرے بہادر بیجے رام کے ساتھ اب کون جانے کو پسند کرتا ہے۔

اس پر سب افسروں نے ہاتھ جوڑ کے سر جھکا دیا اور عرض کیا مہاراج ہم سب جانے کو حاضر ہیں۔ حضور جسکو حکم دیں وہ ترکوں کے مقابلہ کو روانہ ہو"

اس کے بعد شاہزادی موہنا جو تخت کے بائیں طرف بیٹھی تھی اٹھی اور جھٹ سے باپ کے قدموں پر گر پڑی باپ نے اس کے سر کو اٹھا کے سینے سے لگا لیا اور پوچھنے لگا۔ موہنا بیٹا تو کیا چاہتی ہے کیا تو نہیں چاہتی کہ میرے بہادر ترکوں کے مقابلہ کو روانہ ہوں۔

موہنا ـ نہیں نہیں میں یہ نہیں چاہتی میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے بھی جانیکی اجازت ہو ـ میں نے اکثر لوگوں کی زبانی میں نے سنا ہے کہ مسلمان بڑے بہادر اور لڑنے والے ہوتے ہیں ایک عرصے سے انکی بہادری کے دیکھنے کی مشتاق ہوں مہاراج چند دنوں کے لیے مجھے اپنے قدموں سے جدا ہونے کی اجازت دیجئے کہ جاکے دیکھوں کہ وہ کیونکر لڑتے ہیں اور کیسی جرأت دکھاتے ہیں۔ راجہ یہ سنتے ہی ہنسا اسکے بعد کہنے لگا بیٹی تیری بہادری کا حال میں خوب جانتا ہوں مجھے اور کسی بات کا کھٹکا نہیں صرف اتنا خیال ہے کہ تجھے تکلیف ہوگی جس حال میں یہ راجپوتانہ کی ریگستان تیری پیاری سی صورت کمہلا دیگی۔

موہنا ـ مہاراج حضور کی خوشنودی اور رضامندی کی صورت میں ان سب باتوں کو بخوشی خاطر گوارا کر لونگی اور مہاراج یہ تو دھرم کا کام ہے۔ مسلمان ہندو دھرم کو نقصان پہنچا رہے ہیں مجھکے دل میں محبت کی اور دھرم ہوا اس کا طرفدار ہیں

کہ جان پر کھیل کر لڑینگے۔ ہم ان ملیچھون کو پاک آریہ ورت سے نکال باہر کرینگے۔ یہ سنکے راجہ کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور تمام دربار پر ایک سناٹا طاری ہوگیا۔ آخر راجہ نے دل سے اوٹھتے ہوئے جوش کو دل ہی مین دبا دیا اور اپنی جگر پارہ سوہنا کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا سوہنا بیشک ہم سب کے دلمین ایک جوش پیدا ہوگیا اور ہم لوگون مین غیرت نہین رہی کمبخت ظالم مسلمانون کو لوٹ کھسوٹ کا حال سنکے تیرے دل مین ایک جوش پیدا ہوگیا اور ہم لوگون مین جیسا چاہیے ویسا جوش نہین ہے تو زیادہ پریشان نہو اور قدم گھر سے باہر نہ نکال جے رام جاکے مسلمانونکو خاک مین ملادیگا اور گھر بیٹھے تیرا کلیجہ ٹھنڈا کردیگا۔ اپنی بہادری تو اس دن کے لئے اوٹھا رکھ جب دھرم کا جھنڈا لیکر اجمیر سے نکلونگا۔ تو میری جگر پارہ ہے اگر تو مجھ سے جدا ہوگی تو پھر میرا کسی بات مین دل نہ لگیگا۔ پردیس جانیکی مین تجھکو کیونکر اجازت دون ترکون کے ظلم کا حال سب ہی جانتے ہین۔ پرمیشور ہی کو معلوم ہے کہ اس لڑائی کا کیا انجام ہوگا اگر تو ان کے ہاتھون مین پڑگئی تو میری زندگی دشوار ہوگی۔

سوہنا۔ مہاراج مین ہوشیاری سے مقابلہ کرونگی اور مسلمان کی اتنی مجال نہین کہ مجھے گرفتار کرلین مین پھر ہاتھ جوڑکے عرض کرتی ہون کہ اب مجھے لڑائی پر جانیکی اجازت دیجائے اگر راجپوت بچی نے کرپان لی تو میرے بارہ مین آپکو صدمہ پہنچا۔ شاہزادی سوہنا کا یہ اصرار دیکھ کے راجہ پس و پیش مین آگیا۔ وہ یہ تکلف دل ہی دل مین کہنے لگا کوئی حرج نہین سوہنا کسی غیر کیساتھ نہین جاتی ہے سنتری کا لائق بیٹا جے رام ہمراہ جاتا ہے۔ کیا عجب کہ اس سفر مین وہ سوہنا کو اپنے حسن و اطوار خدمات سے دوست بنالے۔ مین بھی یہ کسی عرصہ سے چاہتا ہون کہ جے رام کیساتھ سوہنا کی شادی کردون مگر خود سوہنا کے انکار سے یہ معاملہ اٹکا رہا ہے اگر جے رام نے سوہنا کو رام کرلیا تو مجھے بڑی خوشی ہوگی واقعی اس سے عمدہ اور کوئی موقع نہین ملیگا کہ جے رام سوہنا کے دلکو اپنے اختیار مین کرسکے راجہ سوہنا کی طرف متوجہ

دوا اور کہنے لگا۔ اے موہنا تیری بھی کسیطرح جدائی گوارا نہین کرنے دیتی مگر اب مجھے اصرار ہے اور میرے وزیر کا لائق بیٹا جے رام تیرے ہمراہ جاتا ہے لہذا مین دل پر جبر کرکے تجھے اجازت دیتا ہون۔ بیٹی جا مگر خبردار ہوشیاری سے رہنا ایسا نہو کہ تجھے کوئی ضرر پہونچے اور مین تیرے غم مین زندگی سے بیزار ہوجاؤن۔

مہاراج مین بہت ہوشیار رہونگی اور دیوتاؤن کی مدد سے مجھے ملکشون پر فتح ہوگی مین مسلمانون کے سردار کا سر کاٹ لاؤنگی اور آپ کے قدمون پر ڈالدونگی

راجہ۔ جے رام مین اپنی جگر پارہ موہنا کو تیرے ساتھ کرتا ہون۔ خبردار اسکے دلکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اور اوسکی خاطر مدارات کو اپنا فرض سمجھنا۔ دیکھو موہنا پر کوئی آفت نہ آنے پائے اور اگر ایسا ہوا تو خیریت نہوگی۔ یہ سنکے جے رام راجہ کے قدمون پر گر پڑا اور راجہ کی اجازت سے اٹھکر عرض کرنے لگا۔ میرے مہاراج مین شاہزادی موہنا کو آپکی جگہہ خیال کرونگا۔ اگر شاہزادی کی ضرورت اور خدمت مین میرا سر کٹ جائے اور میری جان جاتی رہے تو مجھکو بھی دریغ نہوگا

راجہ۔ ہان جیسا کہا ہو ویسا ہی کر دکھانا اور مجھے تجھسے ایسی ہی امید ہے کہ تو ہمارے راج کے قدیم جان نثارون مین سے ہے اور تیرے آبا و اجداد کے خدمات نے مجھے ثابت کردیا ہے کہ تو اجمیرش کے راجہ کا وفادار خادم ہے۔ یہ سنکے جے رام نے سر نیاز جھکا دیا۔

راجہ۔ جے رام اب تم اسوقت سے جاکے فراہمی فوج کا سامان کرو۔ کل تمہین بیس ہزار فوج کیساتھ تڑکے ہی روانہ ہونا چاہیے۔ تمہارے بعد مین اور انتظام کرونگا اور ضرورت کے موقع پر فوراً یہان سے کمک پہونچے گی جے رام دیکھو محمود کے مقابلہ مین ہمیشہ شریفانہ برتاؤ کرنا اگر وہ ظالم ملک لوٹ کھسوٹ کرتا ہے تو کرنے دو مگر تم شرافت اور پاک نفسی کو نچھوڑنا بیوفائی اور بدعہدی نہونے پائے جبتک حریف لڑائی پر آمادہ نہو تمہاری طرف سے سبقت نکیجائے مظلوم پر تلوار نہ بلند کرنا۔ مسلمان کا کوئی سردار یا کوئی شہزادہ گرفتار ہو تو اوسکی عزت

کیسا ہی سخت کیسا ہی جرم کیا ہو اور یہاں دیانت کے ساتھ میرے پاس لے آنا سو اسکو سزا دینے اور حوالات میں رکھنے کی غرض قید ہو نہ کوئی جبر کیا جاوے مگر ہاں محمود کیفیت سے اگر ان اصول کے خلاف کارروائی کیجائیگی تو مجھے بھی اختیار ہے کہ جو پسند کرے اور جس قسم کی شدت سے چاہے پیش آئے لیکن اس میں اپنی شرافت سے نہ گرنے پانا اور سوہنا تو عورت ہے اسکے دل میں رحم کا جوش زیادہ ہے تو ہمیشہ اسیران مصیبتوں کا خیال رکھنا [illegible] بس اب جاؤ اور کوچ کی تیاریاں کرو کل تاروں کی چھاؤں میں تیری فوج کا جائزہ لینے آؤنگا اور اسیوقت تجھے اور اپنی بیٹی پیاری سوہنا کو رخصت کرونگا۔

سوہنا تو بھی جا اور سفر کی تیاریاں کر اپنی ماں اپنی سہیلیوں سے رخصت ہو لے بس اب میں بھی جاتا ہوں۔

اسکے بعد سب لوگ رخصت ہوئے اور راجہ محل میں گیا اور ہر شخص نے گھر کا راستہ لیا۔

چھٹا باب

نہ شاہد ماند نہ این شاہد آرا

سندھ کے دو انتہائی ریگستان جہاں ہندوستان کی حدیں تمام ہوتی ہیں اور بلوچستان کے پہاڑ شروع ہوتے ہیں بالکل سنسان پڑے ہیں موسم خزاں کی ہوا کے جھونکے آتے ہیں اور مسافروں کے عوض ریگ رواں کو ہر چہار طرف کی سیر کراتے پھرتے ہیں درختوں کا سبز زیور افسردگی لیے موسم اتار اتار کے خاک ملا رہا ہے ہاں جا بجا مصیبت زدہ دشت نوردوں کے پرانے امین ببول کے درخت اپنی معمولی سبزی تر و تازگی سے کھڑے ہیں اور آبلہ فگن کانٹوں کو دامن میں چھپائے ہوئے ہیں کہ دھوپ کا مارا مسافر ان کے نیچے آکے پناہ لے تو اسے چھیڑ چھاڑ کے ذرا لطف اوٹھائیں ایک طرف بہت سی لاشیں پڑی ہیں جو آفتاب کی تمازت میں زیادہ رہنے سے پھول گئی ہیں ان لاشوں قدیمی مہمان گدھوں کا غول

آسمان پر سے انکی طرف جھک پڑا ہے اور وہ مردار خوار جانور نہایت اطمینان کے ساتھ لاشون پر چکر باندھتے ہوئے اتر آتے ہین۔ ایک پہاڑون کی درمیان مین چھوٹی جھیل ہے جسمین بلوچستان کے پہاڑون سے کئی آبشار بہتے ہوئے آگے گرتے ہین اور اوسکے گرد جو تھوڑی تھوڑی دلدل ہے اس مین نرکلے اور مختلف قسم کے طیور اپنے پنجے گڑائے کہڑے ہین آسمان ٹھیک سمت الراس پر ہے اور دہوپ کی سرچشمہ پر تھوڑا بہت اثر کر رہی ہے۔

مین اوسوقت مشرق اور جنوب کی طرف سے چار پانچ سو سوارون کا ایک مختصر گروہ نمودار ہوا ان سوارون کیساتھ بہت سے اونٹون پر بار برداری کا سامان لدا ہوا ہے اونٹون کو ہر چہار طرف سے لوگ گہیرے ہوئے آہستہ آہستہ آرہے ہین ہر سوار پورے اسلحہ سے آراستہ ہے مگر نیزے جو سرون سے اونچے ہین اور جنکی نوکون پر آفتاب کی کرنین تڑپ رہی ہین ایک نہایت لطف کا تماشہ دکھا رہے ہین عمامے سب کے سرون پر ہین اور وضع لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو زمانے نے بہت ستایا ہے اور نہایت افلاس کی حالت مین گہرائے مگر اسکے ساتھ ان اسلحہ کی درستی بتا رہی ہے کہ زمانہ انقلاب اور مصیبت سے اپنے آپکو بچانے کے لئے خوب مستعدی اور ہوشیاری سے کام لیتے رہے ہین بہت سے اونٹون پر محمل مین نہ ہین اور اونکے پردے اگرچہ خوب کس کس کے ڈوریون سے باندھ دئے گئے ہین۔ مگر ہوا انکو جا بجا سے آواز دیتی ہے محمل والے اونٹ بھی سوارون کے حلقہ مین ہین اور باد صرصر کے جہونکے ساتھ ساتھ اوڑتے چلے آتے ہین اس گروہ کے آگے بطور مقدمۃ الجیش کے دو شخص ہین دونون کے ہاتھ پاؤن اور دونون چہرون کی وضع ثبوت دے رہی ہے کہ انکی شجاعت اور بہادری اپنا مثل نہین رکہتی۔ صورت و شکل کے اعتبار سے بہی دونون اعلی درجہ کے حسین ہین سفید عمامے سر پر ہین تلوارین میان مین ہین مگر ایک جسکے حسن کو نوجوانی اور بہار کے دکہا رہی ہے۔ اس کا

میان سنہرا ہے اور دوسرے کی تلوار چمڑیکی میان مین ہے یہ دونون آپسمین باتین کرتے ہوئے اپنی چھوٹی سی فوج آگے آگے چلے آرہے ہین۔

نوجوان ۔ یہ مردار خوار جانور یہان کس چیز پر گر رہے ہین۔

دوسرا ۔ ہان مجھے بھی حیرت ہے معلوم ہوتا ہے یہان کوئی لاش پڑی ہے

نوجوان ۔ ایک لاش نہین معلوم ہوتی ہے بہت سی لاشین معلوم ہوتی ہین ورنہ اتنے ایک جانور نہ اوترتے۔

دوسرا ۔ چلو دیکھ لین۔ دونون قدم بڑھا کے چلتے ہین اور پہاڑی کے نشیب و فراز مین پہنچکر حیرت مین آجاتے ہین مردار خوار جانور ان کی صورت دیکھتے ہی اوڑ جاتے ہین۔

نوجوان ۔ شاید کوئی یہان لڑائی ہوئی ہے ورنہ اتنی لاشین کہان سے آگئین یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ پیچھے سے شور کی آواز آئی دونون حیرت زدہ ہوکر اپنے ساتھیون کو دیکھنے لگے مگر اسکے سوا کچھ نہ معلوم ہوا کہ اوسکے ساتھی گھبرا کر انھین پکار رہے ہین دونون نے اپنے گھوڑون کی باگ موڑی اور زور سے ایڑ بتا کے ہوا کی طرح پھرتی سے اپنے ساتھ والے سپاہیون کے پاس جلد پہونچے۔

نوجوان ۔ کیون کیا ہوا؟

کئی سپاہی ۔ ذرا ایکطرف اشارہ کرکے ادھر دیکھو وہ بہت بڑی فوج کسی ہندو راجہ کی آرہی ہے۔ بڑا غضب ہوا اس بیشمار فوج سے ہم کیونکر مقابلہ کرینگے اوہ ہمارے یہ تھوڑے سے سپاہی بہادر دم بھر مین نذر اجل ہوجاوینگے۔

نوجوان ۔ ہمکو خدا کے فضل سے ناامید نہونا چاہیے جس خدا نے ہمین یہانتک صحیح وسالم پہنچایا ہے وہی خدا اس نازک وقت مین بھی ہماری مدد کریگا اور ہندوؤن سے ڈرنا کیا یہ لوگ تو ہمارا شکار ہین۔ یہ لوگ پہاڑی چوہے یا ان یا صحرائی ہرن ہین ہمارا یہی چھوٹا سا گروہ انھین گھیر کے ماریگا۔

ایک سپاہی نے صاحب دیکھئے یہ لوگ بہت قریب ہوتے جاتے ہین اب آپ اپنے سپاہیونکو نیند سے کھڑا کیجئے اور اپنی صفون کو درست کیجئے ورنہ پسپا ہو کر ہلاک ہونگے۔ اسیطرح گھبرائین اور اضطراب مین رہین اور یہ سب ہمپر آپڑین یہ سنتے ہی نوجوان نے بہادر اور نامی سپاہیون کے نام لے لیکے پکارا اور سبکو فراہم کرکے لڑائی اور اپنی عزت بچانے پر آمادہ کیا۔ عملدار اور باربرداری کے اونٹ پیچھے کر دئے گئے اور تمام سوار اور پیادے غنیم کیطرف صفین باندھے کھڑے ہوگئے ابھی دشمن کی فوج دور تھی مگر لڑائی کے پرجوش شوق نے ایک ایسا سکوت پیدا کر دیا تھا کہ کسی کی بھی آواز نہین نکلتی تھی۔ ہان کبھی کبھی وقت محلون سے اُن بچون کے رونے کی آوازین نکلتی تھین جو اپنی ماؤن کی گود مین تھین اور کسی ضد پر مچل مچل جاتے تھے۔ دشمنون کی فوج آخر قریب آگئی اور اس نے ایک سیلاب کیطرح تمام مشرقی حصہ صحرا کو بھر دیا گرد اڑکے آسمان کو پہنچی اور اس گرد کے دامن مین نظر آتا تھا کہ ہر طرف آدمیون کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ جو ابھی زمین سے نکلا اور تمام حصہ دنیا پر طاری ہو گیا وہ بہادر نوجوان اور اس کا ساتھی جو ابھی پہاڑی کے نیچے لاغر نکو حیرت و استعجاب سے دیکھ رہے ہین دونون صفون کے آگے کھڑے تھے اور اپنے خیال ہی خیال مین خدا کی درگاہ مین دعا کر رہے تھے کہ ان کے ساتھیون کو اس بلا سے نجات ملے۔

یکایک ایک پیر مرد انکی صفون مین سے نکلا اور نوجوان کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا منصور تمہارا نام منصور ہے۔ خدا تمہین ہر جنگ مین فتح دیگا۔ ہماری عمر اب آخر ہو گئی اے میرے قوم کے بہادر وا اب یہ تمہاری شجاعت کا وقت ہے اور فتح تقدیری معاملات مین دیکھو ایسا نکرنا کہ تمہارا اور اس مبارک نسل کا جس مین ہم سب ہین نام بدنام ہو شہادت کے شوق نے تمہین کہان کہان پہنچایا اور کہان کہان کامیاب کیا تم مین کا ایک بہادر قسطنطنیہ کی دیوارون کے نیچے آرام کر رہا ہے تم مین سے بہت سے لوگ روم و شام و مصر و ایران کی زمینون مین محو خواب شہادت مین مرغزار اندلس بھی تمہارے نامورون سے خالی نہین اب ہندوستان کی

زمین کو اپنے نام سے عزت دینے کیلئے تم یہان آؤ وہی کرنا جو تمہاری شایان ہے۔ اگرچہ ہندوستان مین ہمکو بڑی بڑی مصیبتون سے سابقہ پڑا یہ مصیبت اُن سے بڑی ہے لیکن تمہارے بزرگون نے جیسے جیسے کام کئے ہین یہ مصیبت اُن سے بڑی نہین ہم تمہاری قوم کی بوڑھیون تمہاری عورتون تمہارے بچون سب کی نجات اور سبکی عزت اسی عزت اور تحمل و شجاعت پر منحصر ہے جو اب تم سے ظاہر ہوگی۔

منصور۔ جناب آپ سب کے سب بزرگ اور واجب التعظیم ہین آپ آرام سے بیٹھیے جبتک کہ ہم مین سے ایک کے بدن مین جان ہے ممکن نہین کہ ہماری عورتون اور ہمارے بچون اور آپ ایسے بابرکت لوگون کیطرف آنکھ اٹھاکر دیکھے اے یادگاران نسل انصار جنت آپکے سامنے ہے حورین آپکی منتظر ہین کیونکہ دیکھو غنیم کی فوج قریب آگئی ہوشیار ہو ہوشیار ہو یہ یاد رہے کہ تمہاری ہی تلوارون کے سایہ کے نیچے جنت ہے بڑھو اور اُن لوگونکو اس شجاعت کا نمونہ دکھاؤ جو عرب کے خون کا نتیجہ ہے اور اسلام کی گود مین پلی ہے۔

جو فوج سامنے نظر آئی یہ مہاراج اجمیر کی فوج تھی۔ یہ لوگ اصل مین تو محمود کے مقابلہ کو روانہ ہوئے تھے مگر قسمت نے ان غریب مسلمانون کے مقابلہ لاکے کھڑا کردیا۔ جو ایک عرصہ سے خانہ بدوشی کے عالم مین زمانہ گذران رہے تھے اجمیر کے بیس ہزار راجپوت جو پورے اسلحہ سے عجیب شان و شوکت ظاہر ہوتی تھی پانسو ہاتھی آگے صف باندھے کھڑے تھے جنکے جھومنے کیساتھ عرصہ رزمگاہ مین خوف کی حرکت ہوجاتی تھی اکثر ہاتھیون پر طلائی اور گنگاجمنی جھولین پڑی تھین ایک بہت بڑا ہاتھی جسپر سونیکی مرصع عماری آفتاب کی جھولین پڑی تھین اوسپر راجہ کی بیٹی سوہنا بیٹھی ہوئی تھی اور اپنے راجپوت سپاہیون کا جوش خروش کو دیکھ دیکھ کے مسرور ہو رہی تھی اور اس کے برابر ایک دوسرے ہاتھی پر بہادر وزیرزادہ جے رام پورے اسلحہ سے آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور بڑے ذوق شوق سے راج کنواری سوہنا کی ہر آرزو پر کان لگائے تھا کہ اوس کی

زبان سے کوئی جملہ نکلنے اور تعمیل پر مستعد ہوجائے جب یہ فوج کچھ دیر تک سکوت کے عالم مین رہی اور معلوم ہوگیا کہ یہ مسلمان بے لڑے اپنے آپکو بہادر راجپوتون کے سپرد نہ کرینگے۔ تو وزیرزادہ جے رام پورے اسلحہ سے تنہا شہزادی کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا شہزادی صاحب اب آپ ہوشیاری سے اپنے ہاتھی پر بیٹھکے لڑائی کا تماشا ملاحظہ فرمائین مین گھوڑے پر سوار ہوکے جاتا ہون تاکہ فوج میری بہادری سے مقابلہ کرکے ان ملکش ترکون کو خاک مین ملادے یا گرفتار کرلے۔

موہنا - جے رام مین تماشہ دیکھنے کے لئے تیرے ساتھ نہین آئی ہون۔ بلکہ میری غرض اس سفر سے بہادری کا شکار کھیلنا ہے میرا گھوڑا منگا کہ مین بھی لڑکے مقابلہ کرون اور اپنی قوم کی شجاعت ان ظالم ملکشون کو دکھادون۔

جے رام - [illegible] کی فوج سے مقابلہ ہوگا اسوقت آپ [illegible] کا نام لیجئے گا اور ان چند آدمیون کے مقابلہ مین آپکو تکلیف کرنیکی کوئی ضرورت نہین اگر مین ہاتھیون ہی کو ریل دون تو دم بھر مین یہ سب کچل کے پامال ہوجائین مگر مجھے نہین منظور ہے کہ انکو بھی اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کا پورا موقعہ ملے اگرچہ یہ ملکش ظالم اور ناخداترس ہین مگر مجھے ان کے ساتھ ہمدردی ضرور ہے کہ اگر انمین کوئی شجاعت کا دعویٰ رکھتا ہو تو میرے مقابلہ مین آئے اور دیکھے کہ ہم راجپوت انکی بہادری کو کسقدر ذلیل سمجھتے ہین۔

موہنا - مین تیری اس فیاضانہ شجاعت سے خوش ہوئی۔ حقیقت مین تو ایسا ہی بہادر ہے جیسا کہ مین نے سنا تھا۔ لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ تیری طرح مین اُن لوگون کی شجاعت کا امتحان کرون۔

جے رام - حضور یہ چند آدمی کیا مقابلہ کرینگے اور نہ ہی کوئی شجاعت ہے جو ہم اُن چند متنفسون کے مقابل مین بھیجا جا سکے اسلئے اگر آپ اپنے ہاتھی سے اترینگی تو ہماری ذلت کا باعث ہوگا اب مین جاتا ہون تھوڑی دیر مین حاضر ہوجاؤنگا۔

سوہنا - جے رام میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ خود ہی جا کر مقابلہ کرون مگر اب اصرار کیساتھ منع کرتا ہے تو اچھا تو ہی جا اس کا خیال رہے کہ ان لوگون کا مارنا بہادری نہین بہادری اگر ہے تو یہ سب لوگ زندہ گرفتار کر لئے جائین۔

جے رام - شہزادی صاحبہ مین بھی یہی چاہتا ہون اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کیگئی ہے صرف اس خیال سے تو مین خود جاتا ہون ورنہ تھوڑے سی مسلمانون کے لئے مین اپنے ہاتھی سے نہ اترتا - ہمارے ہاتھی اور ہمارے سوار خود ہی ان سے دنیا کو پاک کر دیتے۔

سوہنا - جے رام تو اگر پاک اور رحمدلی کی نیت سے جاتا ہے تو جلدی جا آہ مسلمان کیسے ظالم ہین اور اُن کے مقابل مین ہمارے چھتری برن کے لوگون ہین کتنی شریفانہ شجاعت ہے لیکن نہین معلوم دیوتاؤن کا ہمپر کیا غضب ہے کہ یہ ملکش مسلمان راکشون سے بھی بڑھ گئے جنکو ہمارے آریہ ورت بزرگون نے خاک مین ملا دیا تھا۔

جے رام - شہزادی صاحب مین اب جاتا ہون آپ ہوشیاری سے رہیگا یہ کہکر جے رام ہاتھی سے اترا اور ایک نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا ڈھال اسکی پیٹھ پر پڑی ہوئی ہے سر پر ایک بڑا عمامہ تھا جسپر وزرات کی ایک کلغی لگی ہوئی تھی ہاتھ مین جے رام کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی تمام ہندؤن نے ایک جیکارے کی آواز بلند کی اور طبل جنگ اور تمام فوجی باجے بجنے لگے جسنے مسلمانون کو بھی خبردار کر دیا کہ اب حملہ ہوا چاہتا ہے بھاٹ لوگ لڑائی کی بانیان کہتے اور چھتری برن کی قدیم بہادریان یاد دلاتے ہوئے آگے بڑھے۔

عربون کے مفلس قافلہ مین سوائے ذاتی شجاعت کے اور کون سامان تھا کہ وہ ان باجون کی آوازون اور اس شان و شوکت کا جواب دیتے ہان اُنہون نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کر کے ہندو بھاٹون کا کام پورا کرنے لگے لیکن ساجھوتون نے دریائے سوان جسنے اون کے دلون پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہندو فوج نے حملہ کیا۔

اور برابر اُن سے قریب ہوئی جاتی تھی مگر وہ ایک خاموشی کے عالم مین کھڑے تھے کہ ہندو سپاہی اُن کے سر پر پہنچ جائین تو اسلحہ اور اپنی بہادری سے کام لین آخر راجپوت اسقدر قریب پہنچ گئے کہ عرب لوگ اُن پر نیزون سے وار کر سکتے تھے اسوقت ایک طرف سے منصور اور دوسری طرف سے رئیس قوم محمد بن صلح کے بیٹے نے زور سے تکبیر کہی اور جسوقت تمام سپاہیون نے ایک ساتھ نیزے جھکا لئے ہندوؤن پر وار کرنا شروع کئے۔

ہندوؤن کے پاس نیزے کم تھے اور اسمین کوئی شک نہین کہ جبتک اونہون نے زبردستی ہندوؤن کو نہ بڑھنے دیا اور نیزون ہی کے زور پر رکھا اُسوقت تک وہ بہت کامیاب رہے اور اس تھوڑے عرصہ مین ہندوؤن کو بہت نقصان ہوا لیکن جب ہندوؤن نے اپنے مذہبی جیکارے بھر کے زور سے حملہ کیا تو مسلمان نہ رُک سکے اور تلوار چلنے لگی دونون طرف سے سپاہی نہایت جرات و استقلال سے لڑتے رہے عرب لوگ چونکہ ایک مقام پر مجتمع ہوکے لڑ رہے تھے اور ہندوؤنکی متواتر کوششین اونکے چھتے کو نہ توڑ سکین اس امر نے ہندوؤنکو بیقدر پریشان کردیا کیونکہ وہ صرف فتح کے امیدوار تھے اور یہان لڑائی طول کھینچتی جاتی تھی۔

جبکہ رام ویرسنگ یہ رنگ دیکھکر متفکر ہوگیا اسلئے کہ اتنی مختصر فوج کو پسپا کرنے کے لئے زیادہ زمانہ نہ چاہیے تھا۔ آخر اُس نے حکم دیا کہ ہاتھی بڑھائے جائین اور ہاتھیون کے ذریعہ سے مسلمان کی فوج منتشر کرکے پامال کردیجائے یہ تدبیر پورے طور پر کارگر ہوگئی اور مسلمانون کی اس جماعت سے جو اب مختصر حصون پر بٹ گئی تھی تباہی کے آثار ظاہر ہونے لگے عرب عورتین جو اکثر ایسے موقعون پر لڑتی تھین یہ عالم دیکھکے اپنے محلون مین بیتاب ہوگئین اور اکثر تلوارین ہاتھ مین لے لے کے اونٹون پر کود پڑین۔ عورتون کی اس کارروائی نے مردون مین اور جوش پیدا کردیا۔ لڑائی پھر تھوڑی دیر کے لئے جوش و خروش سے ہونے لگی۔ منصور نے جو اسوقت تک اپنی شجاعت سے جوہر دکھاتا رہا زور سے تکبیر کہی اور مسلمانونکو للکار کے بڑھایا

اوسکی آواز کچھ دیر تک لڑائی کے ہنگامہ پر غالب رہی اور آخر اوسکے اشارے کے بموجب مسلمانون نے یورش کی اور ہر طرف سے تکبیرین ہونے لگے تو اوسکی پرجوش آواز مختلف شور کی صداؤن مین غالب رہی اور جنگ و جدال کے بازار مین بڑی سر گرمجوشی پیدا ہوگئی یہ سب تدبیرین ہوئین مگر اس کا علاج کہ راجپوتون کا شمار بیس ہزار تھا اور مسلمان پانچسو تھے۔ ہندوؤن کی طرف دو ہزار آدمی مارے گئے لیکن اون کے مقابل مین مسلمانون سے جو تین سو پچاس سپاہی نذر اجل ہوئے اونہون نے مسلمانون کی قوت کو بالکل ضعیف کر دیا تھوڑی دیر لڑائی اور ہوئی ہوگی کہ راجپوتون نے مسلمانون کو گھیر لیا اور ان کے جوانمردون کو تھکا تھکا کے گرفتار کرنے لگے۔ انصار کا تمام قافلہ درہم برہم ہوگیا جو مرد عورتین قتل ہونے سے بچ رہے تھے وہ کامیاب ہوا اور راجپوتون کے ہاتھون گرفتار ہوئے اجمیر کے بہادرون نے مسلمانون کو گھیر لیا اور اُن کے مفلس قافلہ انصار کے اونٹ کا سامان لوٹ لیا گیا جے رام یہ خبر خوشی کے لیکے راجکنواری سوہنا کے پاس لے گیا اور کہنے لگا شاہزادی صاحب یہ آپکی برکت تھی کہ پرمیشور نے اتنی جلدی ملکشون کو ان کے ظلم کا بدلہ دیا۔

~~جےرام~~ سوہنا ۔ مجھے تعجب ہے کہ اس لڑائی پر تو خوشی ظاہر کرتا ہے یہ چند مسلمان اگر اتنی دیر تک بہادری دکھا کے تیرے بیس ہزار سپاہیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے تو تیرے لئے کوئی فخر کا موقعہ نہین تو نے کیا نہین دیکھا کہ ان کی عورتین بھی اونٹون سے کود کود کے لڑنے لگین نہین جو کام ان لوگون نے کیا اگر ان کے مقام پر تو یا تیری طرف کے کچھ لوگ ہوتے تو ان سے ہرگز نہ ہوتا یہ فخر و ذلت کا فخر ہے۔

جے رام ۔ شہزادی صاحبہ جی مین تسلیم کرتا ہون مسلمانون نے اس موقعہ پر بڑی بہادری سے کام لیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہم کامیاب ہوئے اسپر بھی آپکی مرضی ہے کہ ہم خوشی بھی نکرین۔

سوہنا ۔ یہ خوشی کا محل نہین بلکہ میرے دل مین تو ان مسلمانون کی محبت پیدا ہوگئی۔

انہون نے اپنی حیثیت اپنی قوت اپنی حالت سے زیادہ کام کیا تو افسوس کر کہ تیری نسبت ان ایسے شریف لوگون پر ظلم کرنا تھا۔

جے رام۔ شہزادی صاحب مین ہر طرح آپکا تابع فرمان ہون اور آپ جو فرماتی ہین اوس سے مجھے انکار نہین ہو سکتا اگر آپکی یہی راے ہے کہ مسلمانون کی جماعت قابل ہمدردی تھی تو مین منظور کرتا ہون۔ مگر لڑائی مین جب دشمنون کو شکست ہوئی ہے خواہ اونکی شکست تھوڑی ہی ہے یا زیادہ اور خواہ وہ کیسی ہی بہادری سے لڑے ہون پسپا ہو کر گرفتار ہوے ہون لیکن یہ عام قاعدہ ہے کہ اسپر مسرت نما ہو جاتی ہے دشمنون کیساتھہ کبھی ہمدردی نہین ہو سکتی سانپ کے بچہ کو بھی اگر مار ڈالے تو یہی خوشی ہے کہ دشمن مارا گیا۔ اس موقعونپر خوشی کرنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے مجھے تو یقین ہے کہ آپکے دل مین بھی خوشی کا ایک جوش اسوقت ضرور پیدا ہو گیا جب ہمارے سپاہی مسلمانونکو گرفتار کر رہے تھے۔

موہنا۔ ہان اُسوقت اپنے دل مین ایک خوشی کا اثر پاتی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ عقل کا کام نہ تھا بلکہ نفس کا کام تھا اب مجھے ان بیچارے گرفتارون کیساتھہ ایک قسم کی ہمدردی ہے اور جے رام مین سچ کہتی ہون کہ اگر تیری جگہہ پر مین ہوتی تو ان غریبون کو رہا کر دیتی۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب عموماً عورتون کے دل مین مردون سے زیادہ رحم ہوتا ہے شاید یہ اوسی کا نتیجہ ہے۔

موہنا۔ جے رام اگر تو اس قسم کے مردون مین سے ہے جنکے دل مین رحم اور ترس نہین تو مجھے بھی تیرے ساتھہ کسی قسم کی ہمدردی نہین وہ اصل مین عورتون سے بھی زیادہ بودے ہین۔

اس جملہ نے جے رام کے دل پر بہت بڑا اثر کیا۔ اسکی تمام امیدون اور آرزوون کو صدمہ پہنچ گیا دل مین کہنے لگا اب کیا کرنا چاہیے اگر دشمنون کیساتھہ ہمدردی

کرون تو مہاراجہ مہا چنگ کو کیا منہ دکہاونگا اگر سختی کیجائے تو پیاری موہنا کی ناراضی کا باعث ہوگا آخر اوسنے سر اوٹھاکے کہا۔ شہزادی صاحب اگر آپکی یہہ مرضی ہے کہ یہ لوگ چھوڑ دئے جائین تو آپ کے حکم سے مجھے انکار نہین۔ جسطرح چڑیان اکثر صدقے کرکے چھوڑ دیجاتی ہین اسیطرح ان بلبلون کو آپ کے دلربا چہرے اور آپکی سیاہ زلفون پر تصدق کرکے چھوڑ دونگا۔

موہنا۔ نہین اب یہ گرفتار ہوئے ہین تو رہنے دے اب انہین لیجاکے کسی اطمینان کے موقعہ پر رکہہ کہ مین خود جاکے دیکہونگی کہ یہ کیسے اور کس خیال کے لوگ ہین انکی بہادری نے میرے دل مین جگہہ کرلی ہے اور اگر ان لوگون نے قبول کیا تو مین عمدہ طور سے اون کی میزبانی کرونگی اور خود انکو اپنی زبان سے اونکی شجاعت پر مبارکباد دونگی اب تو جلدی کسی عمدہ سبزہ زار مین چلکے خیمہ نصب کرا اور اپنی فوج کو ستانیکا موقع دے کیونکہ سفر اور لڑائی دونون چیزون نے سب کو تہکا دیا ہے اب جلدی کسی مقام پر ٹہیرنے کے لئے تجویز کر۔

جے رام۔ بہتر ابھی پڑاؤ کا سامان ہوا جاتا ہے۔

پہاڑون کے دامن مین لاشون سے دور ہٹ کے جہان آبشارون اور نہرون نے جگہ جگہ کے زمین کو شاداب بنادیا تہا اور منظر بہی ایک قدرتی پرجوش کیفیت پیدا کردی تہی۔ اور چہار طرف سرسبزی اور شادابی کے آثار پائے جاتے۔ اس سے عمدہ کوئی اور مقام ٹہیرنے کیلئے تلاش کرنے سے بہی نہین ملسکتا تہا۔

اس مقام پر تمام فوجی خیمے نصب کردئے گئے اور پہاڑی کی بلندی پر جہان سے کل فوج کے خیمے اور چند کوس تک کا سین ہر وقت نظر کے سامنے رہا کرتا ایک مسطح تختہ تجویز کیا گیا کہ وہان شہزادی موہنا کا خیمہ نصب کیا جائے درمیان مین ایک اُس کا خیمہ اور اوسکے گرد اوسکی سہیلیون اور خدمتگارون کے خیمے نہایت عمدہ ترتیب اور خوبصورتی سے کام کردئے گئے۔ یہ سب انتظام

کر کے شاہزادی سوہنا کے پاس جے رام آیا اور سر نیاز جھکا کے کہنے لگا۔ شاہزادی صاحب حضور کے حکم کے موافق سامان کر دیا۔ اور حضور کی بارگاہ اور جلو کے خیمے سب ایک عمدہ سر سبز اور بلند ٹیکرے پر قایم ہین تشریف لے چلکے ملاحظہ فرما لیجیے۔ آفتاب کی تیز شعاعین اور میدان کی اوڑتی ہوئی گرد نے حضور کو پریشان کر دیا ہوگا

سوہنا۔ جے رام یہ چیزین مجھے بالکل تکلیف نہین دیتین اگرچہ مین ناز پروردہ ہون مگر جفاکش بھی ہون سپہگری کے شوق نے ان تمام مصیبتون کو میری نظر مین ہیچ کر دیا ہان جے رام قیدی ترکون کے لیے کیا گیا وہ کہان ٹھیرائے گئے ہین

جے رام۔ ابھی تک تو وہ فوج کی حراست مین ہین اور میدان ہی مین ہین لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُن تین بڑے خیمون مین بھر دئے جاینگے جو حضور ہی کے خیمہ کے قریب نصب کر دئے گئے ہین اور دو سپاہی اُن کی حراست کے لیے مقرر کر دئے جاینگے۔

سوہنا۔ اچھا چلو مین اپنے خیمہ مین چلکے تھوڑی دیر ٹھیرون پھر ان قیدیون کے دیکھنے کو چلونگی یہ کہہ کے شاہزادی سوہنا نے اپنا ہاتھی بڑھوایا اور گرد کے ہاتھی جنپر اس کی سہیلیان اور پیش خدمتین سوار تھین اور وہ بہادر اور پریجمال عورتین جو اسلحہ جنگ سے آراستہ اور اپنی زلفون کو شانون پر بکھرائے ہوے گھوڑون پر سوار تھین سب نے سوہنا کے ہاتھی کیساتھ فرودگاہ کیطرف رخ کیا۔

ساتوان باب

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

تاریکی نے عالم کے چہرہ پر سیاہ برقع ڈالدیا ہے اور قمری مہینہ کی پچھلی تاریخون کی رات نے اپنا سیاہ لباس دنیا کو پہنا دیا ہے۔ ہمارا خیال اسوقت کوہستانی اور ریگستانی دونون زمینون کے درمیان مین سیر کر رہا ہے جہان معمولاً اسوقت صحرائی درندون اور چند آبشارون کے بہنے کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہین سنائی دیتی تھی اس مہیب اور خاموش سین مین ایک بہت بڑی فوج

کے اوٹنے سے شور وغل اور ہنگامہ پیدا ہوگیا ہے آخر رات کی خموشی اس فوج پر بھی غالب آگئی اور بالکل سناٹا ہوگیا۔ لیکن کچھ لوگ گرفتاران بلا جو شاید اس فوج پر بھی اسیر ہین اس کے رونے کراہنے کی آوازین زیادہ ابھر ابھر کے سنی جانے لگی ان گرفتاران مین مرد بھی ہین مگر انھون نے صبر اور تحمل سے کام لیا ہے اور اپنے درد و غم کو حسرتناک سکوت کے ذریعے سے ظاہر کر رہے ہین البتہ عورتون اور ننھے ننھے بچون کی رونے کی آوازین صحرا کے گوشے مین مین دور دور تک جاتی ہین اور ہمدرد اور مددگار کو ڈھونڈھتی پھرتی ہین انہین قیدیون مین وہ مصیبت زدہ بہادر بھی ہے جسکے سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ہر سپاہی دردمند بنگیا ہے اور جسکی جستجو مین سلطانی فوجین سندھ کے ریگستانون مین خاک اڑاتی پھرتی ہین منصور بیچارہ بھی اور اپنی حالت زار کا خیال کر کرکے دل مین بیتاب ہوجاتا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ افسوس میری ہی قسمت نے ان سب یادگاران نسل انصار کو بھی آفت مین پھنسا دیا ہے خدا نے مجھے بجے رام کے سپاہیون کے ہاتھ سے نجات دلوائی اور پھر لا کے اس عظیم الشان فوج کے ہاتھ مین گرفتار کر دیا۔ مجھے خدا کی مرضی اور اُسکے حکم سے انکار نہین لیکن آہ میرے ساتھ جو عورتین اور بچے گرفتار ہوئے ہین اُنکی حالت دیکھ دیکھ کے کلیجہ منھ کو آتا ہے قسمت ان سب عورتون کی پردہ دری کر دی آہ ظالم ہندوؤن کے سامنے یہ سب بے برقع و چادر بیٹھی رو رہی ہین اگرچہ ان کی صورت نہ دیکھنا چاہئے لیکن اب سب جائز ہے یہ تمام قیدی صرف حراست مین تھے اور کسی قسم کی سختی ان پر نہین کی گئی تھی جسکی وجہ یہ ہوئی کہ رحمدل شاہزادی سوہنا کو خدا نے ان کا ہمدرد بنایا ہے ہر قیدی دوسرے کے پاس جاکر اسکی مزاج پرسی کر سکتا تھا۔ منصور انہی آسانیون کی باعث اپنے مقام سے اٹھا اور ادھر ادھر ٹہل کے قیدیون کی حالت دیکھنے لگا عورتون اور بچون کی حالت دیکھ دیکھ کے وہ بیتاب ہو جاتا تھا اور پھر خدا کے سچے دوست

اوسکے دل کو تسلی دیا کرتے تہے خود منصور ہی مارے زخمون سکے چور چور ہو رہا تہا لیکن اپنی تکلیفین اس سیر کے وقت بہول گیا تہا ہان مسلمان عورتون پر اسکے زخم ستم گر رہے تہے کیونکہ اسکی بہادری اسکی خوش اخلاقی اور اوسکی دلفریب صورت نے ہر متنفس کے دل مین اسکی بہادری اسکی خوش اخلاقی اور محبت ڈالدی تہی۔ عین اس حالت مین اس کا گذر دو کمسن لڑکیون پر ہوا اُنکی طرف نظر جاتے ہی منصور کے دل مین خدا جانے کیا خیال آگیا کہ وہ یکبیک ٹہٹک کے مبہوت سا رہگیا تہوڑی دیر کی حیرت زدگی نے اوسکے خیالات پر بڑا اثر ڈالا اور اپنے تمام قیدیون کا غم اوسکے دل سے غائب ہو گیا۔ ایک خالص اور پاک محبت کا طوفان عالم خیال مین اوسپر طاری ہو گیا اور بادۂ الفت کے تیز جہونکے کل باتون کو دل سے اوڑا لیگئے ان لڑکیون نے اوسے نہین دیکہا تہا مگر یہ آہستہ کہڑا ہو کے اونکی باتین سننے لگا۔ اس حیرت کی حالت مین جو آوازین منصور کے کانون مین آئین وہ یہ تہین۔

لیلا۔ انہو تم نے بہی دیکہہ لیا کہ ہمارے ہان کی عورتون نے کیسی جراءت سے مقابلہ کیا

عذرا۔ ہان دیکہہ لیا مگر ایسی سیر خدا کسیکو نہ دکہائے آہ مین تو اپنے اس ناتجربہ کار سن مین کیا کر سکتی۔ لیکن جنہون نے بہادری سے کام لیا اونہون نے کیا نہ لیا یا تو مارے گئے یا زخمی ہوئین اور اب ہمارے ساتھی کافرون کے ہاتہ مین گرفتار مین اب اس قید سے نجات پانیکی امید نہین خدا جانے کیسی بیعزتی اور کس قسم کی بے آبروئی قسمت مین لکہی ہے۔ یہ کافر ہمین لونڈی بنائینگے اور بیحرمتی کر کے ہماری شرافت مین داغ لگائینگے۔

عذرا۔ لیلا یہ کیا کہا۔ کیا بعصمتی بہی ہوگی آہ اگر ایسا تہا تو مجہے پہلے کیون نہ بتا دیا کہ مین لڑ کے جان دیتی۔

لیلا۔ اب عزت و آبرو کا بچانیوالا کوئی نہین۔

عذرا۔ لیلا اسقدر مایوس نکرو! آہ تمہاری غیرت کیا ہوئی جو ایسی باتین زبان سے نکالتی ہو"

لیلا- قسمت خلاف ہوتی ہے جب تقدیر بگڑ جاتی ہے۔ اُس وقت نہ انسان میں حیا ہی باقی رہتی ہے اور نہ عصمت عجب خدا نے ہمیں ایک ظالم اور مشرک قوم کے ہاتھ میں گرفتار کیا تو غیرت اور پاکدامنی کیسی۔

عذرا- کیسی بھولی باتیں کرتی ہو اب ہم گویا نسل سے ہیں جبھی تک ناز تھا اور نہ وہ عصمت شعاری ہم میں باقی ہے جو دور دورہ منصور تھی۔

عذرا- چاہے تم نے ان باتوں کو گوارا کر لیا ہو لیکن میں اپنے آپکو ایسا ہی پاکدامن سمجھتی ہوں جیسے کہ مجھے ہونا چاہیئے۔

لیلا- آہ ہمیں کیا اختیار ہے اپنے دل سے تو سب ہی ایسا خیال کرتی ہیں لیکن جبر اور ظلم اپنے ارادہ پر قائم نہ رہنے دے تو کیا کیا جائے۔

عذرا- نہیں لیلا کوئی جبر اور کوئی ظلم مجھے اس ذلت میں نہیں ڈال سکتا ہے اپنی جان تو دے سکتی ہوں۔

لیلا- ہائے یہ بھی نہیں ہو سکتا اسلحہ چھین لئے گئے۔ کوئی اتنا بھی نہیں کہ کہیں سے زہر لا دے پھر بتاؤ کیونکر جان دو گی۔

یہ سنکے عذرا نے سر جھکا لیا۔ اس فقرہ کے اثر نے پہلے تو اوسے اس درجہ نادم بنا دیا کہ کوشش کرتی تھی مگر کسی طرح سر نہیں اوٹھایا جاتا اور شرم دلانے والے خیالات نے اپنے غیرت پر ہمت آخر اوسکے دل میں جوش پیدا کر دیا رخساروں کی سرخی چہرہ کی بشاشت سب اوس جوش کے نذر ہو گئی اور دلربا چہرہ جو ساری دنیا کی رونق اور سارے جذبات کا مرکز تھا بالکل زرد افسردہ ہو گیا کون کہہ سکتا ہے کہ اپنے دل میں وہ کیا کہہ رہی تھی لیکن چہرہ کے متغیر ہونے سے بے بس و بیکس دست بپا بہادر منصور اسقدر سمجھ رہا تھا کہ اوسکے خیالات بہت جلد صورت بدلتے ہیں اور اوسکے بعد سے دلیری نئی مصیبت ڈالتی ہیں آخر ان خیالات نے عذرا کو بالکل مایوس بنا دیا اور اپنی خیالی ناکامیوں سے اکتا کے اوس نے سر اوٹھایا اور لیلا کی طرف نہایت مایوسی کے لہجے میں کہنے لگی

اب اور کوئی تدبیر باقی نہین رہی تو مین بتاؤن اس سے اچھی کوئی تدبیر نہین رہی تو مین بتاؤن تم میرا گلا دباؤ اور مین تمہارا گلا دباؤن بس اسطرح ان تمام مصیبتون سے بہت جلد نجات ملیگی۔

لیلا۔ ہان عذرا یہ تدبیر تو اچھی ہے لیکن خدا کے خلاف ہے۔ آہ قیامت کے دن ہم خدا کو کیا جواب دینگے۔ جب پوچھا جائیگا اپنی منہ بولی بہن کو کیون مار ڈالا۔

عذرا۔ بہن کیا خداوند کریم نہین جانتا کہ ہمپر کیسی مصیبت پڑی ہے۔

لیلا۔ وہ عالم الغیوب ہے یہ سب اپنی آنکھون سے دیکھ رہا ہے مگر اسکا حکم ہے کہ مصیبت کے وقت مسلمان کو صبر کرنا چاہئے وہ اپنی امید کو نہ منقطع کرے اور منتظر رہے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

عذرا۔ آہ! سواے بےعزتی کے اور کیا حاصل ہوگا۔

لیلا۔ نہین عذرا خدا کے فضل سے مایوس نہو۔

یہانتک گفتگو ہونے پائی تھی کہ ہمارا نوجوان منصور اپنی بیہوشی کے خواب سے چونکا بلکہ یون کہنا چاہئے کہ اس بیکس لڑکی کی مایوسی اور بیکسی نے اسکی عادت کے موافق اسے چونکا دیا ہمارے نوجوان کی زندگی اس قسم کے واقعات سے لبریز تھی مظلوم کی آہ اور بیکس کی بیقراری [illegible] وہ چونک پڑا کرتا تھا اور اسیطرح اس مرتبہ بھی وہ ایک آہ ٹھنڈی کھینچتا ہوا اچھلا اور یہ کہتا ہوا اُن لڑکیونکی طرف بڑھا اے پاکدامن لڑکیو [illegible] تفصیل [illegible] کی مشکلون [illegible] والیو زیادہ مت بیقرار ہو [illegible] بیقراری [illegible] کی ضرورت ہے۔

یہ جملہ سن کے دونون لڑکیونپر اُن [illegible] خیال [illegible] نے اسقدر اثر کیا کہ [illegible] بیساختہ اُچھل پڑین اور دونون معصوم دل زور زور سے دھڑکنے لگے۔ مگر جلدی اسنے [illegible] کو سنبھال کے اُنہون نے دیکھا تو وہ نوجوان ان سے جسکی [illegible] اور جسکی آواز نے اُن کے دل مین جگہ کر لی۔ لیلا تو اٹھنے لگی کہ اسکی [illegible] کی تعظیم کرے مگر عذرا نے منہ پھیر کے چہرہ پر نقاب ڈال لی لیلا نے آگے

بڑھنے کا قصد کیا تو اس کے پشت کیجانب سے اسکا کرتہ چپکے سے پکڑ کے روکا اور خود اسکی آڑ مین آگئی۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ اس پاکدامنی کے جوش نے نوجوان بہادر کے دلپر اثر کیا۔ دیکھنے والون نے اسقدر دیکھا کہ فوری جوش نے نوجوان بہادر کے دل پر جس سے نجات پاکے وہ لیلا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے خانمان برباد لڑکیو یہ تو معلوم ہے کہ تمکو خدا نے ہماری مصیبت کا شریک کیا ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ تمکو خدا نے ہماری مصیبت کا شریک کیا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تم کون ہو کس خاندان کی زینت ہے۔ آہ باغ انصار مین خزان آگئی اور اوسکے کیسے کیسے شاداب شگفتہ پھول آج مرجھائے نظر آتے ہین۔

لیلا۔ حضرت کسی ملک کی شاہزادیان اپنے ملک مین وہ وقعت نرکھتی ہونگی جو ہمکو اپنے خاندان مین حاصل تھی سادگی کی گود مین ہماری پرورش ہوئی۔ اور اور آزادگی کے صحرا نے ہمارے حوصلہ وسیع کر دئے یہ بیکسی وبے بسی ہمارے لئے مصیبت ہے۔

منصور۔ ہان ہان مین جانتا ہون مگر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تم کس خاندان سے ہو اور کس کے باغ امید کو تم سے پھولونپر ناز تھا۔

لیلا۔ آہ! اب خاندان کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ مگر اپنے ہمدردون سے اپنا حال چھپانا نہ چاہئے رئیس قوم محمد بن صالح کو آپ بخوبی جانتے ہین مین انکے بھتیجے حسن بن صالح کی لڑکی ہون اور لیلا میرا نام ہے اور یہ کم عمر لڑکی جس سے مین باتین کر رہی ہون اونکی پوتی اور محمد بن قاسم کی بیٹی ہے اور قاسم بن محمد آپ کے بڑے دوست ہین مجھے معلوم ہے کہ یہ اندنون ہر وقت آپکا اونکا ساتھ رہتا ہے یہ اونہین کی بیٹی عذرا ہے اس قید نے عذرا کو اسقدر مایوس کر دیا ہے کہ بیچاری بے عصمتی کے خوف سے جان دینے پر آمادہ ہے۔ اس جواب نے نوجوان منصور کو دیر تک ایک حیرتناک سکوت مین رکھا اوسکے خیالات عجیب سے تغیر دکھا رہے تھے قید اور اپنی مصیبت کا صدمہ دل سے نکل گیا اور اوسکی جگہہ

ہمدردی کے حیرت کے خیالات اور دشمنون کی نفرت تدبیر آخر ال مین کہا اور اس سکوت کیسا تھا کہا کہ اوسی نے سنا آہ ان لڑکیون کے سادہ و پر کیا صدمہ ہوگا قیس عامری کے خیال کے موافق یہ لڑکیان ان سرحدی کوہسارون اور ریگستانی میدانون کی آزادی اُن کی گھٹی مین پڑی ناز برداری سے پرورش پائی کیسی ناز برداری وہ نہین جو عالیشان محلون اور دولتمندی کے سامانون سے نمایان ہوتی ہے بلکہ وہ جس کا دار و مدار صرف آزادی بےفکری خودمختاری اور خوشحالی پر ہوتا ہے آہ ان کے نازک دلون پر کیا ستم کر رہا ہے ان کے حسن وجمال پر یہ کتنا بڑا غضب ہے خصوص وہ دوسری لڑکی جسکی سادی طبیعت کو معلوم ہوتا کہ نیچر نے صرف بھولے پن ہی کا سبق دیا ہے۔ آہ اسکی صورت کسقدر دلفریب اسکا حسن کیسا دلربا اسکی ادائین کسدرجہ دلکش ہین اسکی شرمائی نگاہ اپنے نیچرل نشانہ بازی مین کتنی کامیاب ہے ہان اُس کا کیا نام بتایا تھا۔ عذرا کیسا اچھا نام ہے یہ تو مان باپ کا رکھا ہوا نام نہین معلوم ہوتا کسی قدردان حسن اور کسی عاشق مزاج نے رکھدیا ہوگا۔ اور یہ بیٹی کسکی ہے۔ قاسم کی اسیر ہے اور سعد جو ہر موقع پر پہرہ دار بہ پہلو رہتا تھا مین نے جو خیالات اسکے حسن کی نسبت ظاہر کیے ہین سے اسنے نظر تو نے بری نگاہ سے تو نہین دیکھا ہا اسے دل ناجائز اور خراب نیت سے تو اسکی طرف نہین متوجہ ہوا۔ ہان ایک شوق اور مضطربانہ جذبات کا ضرور گنہگار ہون مگر جائز ہے میری نیت بری نہ تھی مین نے پاک نظر سے اوسے دیکھا اور پاک دل اور پاک نیت سے آرزومند ہوگیا مگر آہ یہ تو جان دینے کو تلی ہے۔ گرفتار کے خوف سے اسقدر تنگ آگئی ہے لیکن مین بھی اسکے ساتھ اپنی جان دونگا میرے دل مین بھی غیرت ہونا چاہیے۔ اگر اسکے اپنی پردہ دری اور اپنی بےعصمتی کی غیرت ہے۔ تو مجھے بھی اپنی اس ذلت اور گرفتاری پر غیرت آنا چاہیے ہان مین بھی غیرتمند ہون اور میری معشوقہ بھی نہین وہ شیرزہ لڑکی بھی غیرتمند ہے۔

اسکے بعد منصور لیلا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ لیلا تم اپنی بہن سے کہدو کہ زیادہ پریشان نہون۔ خدا ہم سبکی عزت و آبرو کا نگہبان ہے اگر ان کے دل مین غیرت ہے تو مین بھی سچ غیرتمند ہون سچ کہتا ہون کہ اپنی جان بھی اس مقام پر دونگا جس مقام پر [illegible] کسی [illegible] مین تمہاری بہن کا خون کریگا کہ اسکی غیرت کی پردہ دری کی یا اس سے زیادہ [illegible] کوشش کی کسی شبہ ہی نہین ہے کہ اسکی عورت و مرد دونون اسکے متحمل نہو سکینگے

لیلا۔ صاحب ہمارے دل پر رعب غالب ہو گیا اور اس وجہ سے اب ہم کو نہین سوا موت کے اور کوئی چیز نہین دکھائی دیتی۔ آپکی ہمدردی کا بھی کوئی نتیجہ نہین خدا نے ہماری ہی طرح بے دست و پا بنا دیا ہے۔

منصور۔ بیشک اس زمانہ مین کوئی میرا اختیار نہین اور کسیطرح تمہاری مدد نہین کر سکتا۔ لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری حفاظت اور ہمدردی مین اپنی جان لٹا دیدونگا۔

لیلا۔ ایسے کلمے زبان سے نکالئے۔ آپ نے ہمارے خاندان کے ساتھ اچھے سلوک کئے ہین اونکی وجہ سے آپکی مصیبت کا خیال آتے ہی ہمارا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

منصور۔ لیلا تمہاری بہن کے مزاج مین بہت زیادہ شرم ہے۔

لیلا۔ جی ہان شرم اور غیرت دونون باتین ان کے مزاج مین اعتدال سے بڑھی ہوئی ہین (خدا کی طرف متوجہ ہوکے) خدا یا خدا یا اب یہ شرم کا کیون موقع ہے جیسا [illegible] کے سامنے پردہ دری کر دی تو اپنے ہمدردون اور [illegible] سے شرم کیون ہے شرم کیسی [illegible] تم شرمائی جاتی ہو۔ دیکھو [illegible] تمہارے پاس بھیجا ہے بار بار ہماری مدد کی اور ہمارے خاندان کو خطرون سے بچایا اسکے ہاتھون امید ہے کہ ہم اس آفت سے بھی نجات پا جائینگی ادھر اسکے سامنے معذرت کرو اور اسکی خوشامد کرو کہ ہماری بیکسی

ہین کی مدد آ سکتے ہین دعا کرو کہ خدا ان کی بیکسی پر رحم کرے کہ ہم سب انہین پر منحصر ہین اس جواب سے منصور کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اوسکے دل پر بات بے اثر نہین رہے اور اس نے ذرا جرات سے کام لیکے کہا۔ عذرا تم مضطرب ہو اگر میری جان باقی ہے تو مجال نہین کہ کوئی تمکو ٹیڑھی نظر سے بھی دیکھ سکے اگرچہ مین قیدی ہون اور میرے پاس اسلحہ نہین ہے مگر دیکھو میرے پاؤن کھلے ہین۔ ان ہاتھون سے وہ بہادری اور جرات جسکے تیر سے بھی پورا کام لیگی۔

عذرا۔ افسوس کے لہجے مین آپکے ایسے ہمدرد کو مین کیونکر گوارا کر سکتی ہون کہ یون بے سوچے سمجھے خود اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیدے آہ جیسا آپکو ہماری مصیبت کا ایسا ملال ہے تو انصاف کیجئے کہ آپکی مصیبت ہمارے دل پر کیا ستم ڈھاویگی۔

منصور۔ (دل مین) واہ جذب دل اسکو کہتے ہین میری محبت نے اثر دکھایا۔ (ظاہر مین) نہین تم اس کا خیال مت کرو جبکہ خدا نے صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ مین پاکدامنون کی حمایت مین اپنی جان دیدون لیکن تم اسلئے نہین ہو۔

عذرا۔ اچھا تو مین کس لئے ہون۔

منصور۔ صرف اسلئے کہ اپنے جان نثارون کو اپنے دل مین جگہ دو۔ یہ جملہ کہتے وقت منصور کی آنکھون سے ایسی کیفیت نمایان ہوئی جس نے سادہ دل اور پاکدامن عذرا کو غیرت اور شرم سے دریا مین ڈبو دیا۔ عذرا اپنے دل ہی دل مین نہایت درجہ نادم تھی اور جو کچھ الفاظ منصور کی زبان سے نکلے تھے اوسے کسیطرح بھولتی ہی نہ تھی مین اپنے دل سے خفا ہوا ہوکے اور بگڑ بگڑ کے کہہ رہی تھی۔ کمبخت تو نے بدنام کیا مین نہ جانتی تھی کہ میرا جذبہ باطن دل اتنا سچا ہوگا اس بدنامی کے خوف سے تو مین نے کبھی کسی کے سامنے آجتک اس کا نام بھی نہ لیا۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ جماعت سے ثواب سر اپنے

آنکھو محروم رکھا اپنے خیمہ مین چھپی بیٹھی رہی کہ کہین سامنا نہو جائے اب آج اسے دل وہ جسے چاہتا تھا میری آنکھون کے سامنے کھڑا ہے - صاف کھڑا ہی نہین اپنے الفاظ مین ظاہر کر رہا ہے کہ تیری الفت اور تیری کشش جادو اون پر بھی چل گیا - قسمت تو کیون اتنا میری دشمن ہوئی ہے - کیا اس قید سے مین بدنام اور رسوا ہو کے نکلونگی مگر آہ بیان سے نجات ہی کیون ملنے لگی - ہماری محبت اور مصیبت دونون کا ایک ساتھ ہی فیصلہ ہو جائے -

عذرا انہین خیالات مین تھی کہ منصور بھی اوسکی صورت کا اس درجہ شیدا تھا اور انھون نے اُس پر اس درجہ کا اثر کیا کہ نقش حیرت بنا کھڑا رہا اور دونون کے دل گویا کہ اس عالم سکوت مین راز و نیاز کی باتین کر رہے تھے - اور عشق کی - اشراقی شلیعون دونون کے کان مین لگا ہوا تھا اُس عشق کی نئی راز دار لیلا عالم حیرت مین تھی - اسکی تیز آنکھین کبھی منصور کیطرف متوجہ ہوتی تھین اور کبھی عذرا کے چہرے پر جاتی تھین باوجود عالم خود رفتگی کے بار بار دوسرے دامن مین چھپنے کی کوشش کرتی تھین نسل کے دیگر قیدی جو اس خیمہ مین تھے وہ اپنی مصیبتون کے خیال سے سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور کسیکو کسی کی خبر نہ تھی ناگہان خیمہ مین چند راجپوت جوان آئے اور چارو طرف دیکھکر باہر چلے گئے جنکے جاتے ہی شاہزادی سوہنا ان قیدیون کے قریب جاکے وہ کھڑی ہو جاتی ہے اور وہ اُس شخص کو حیرت سے دیکھنے لگتا - آہ کسکا مجال تھی کہ سوہنا - اُٹھتی جوانی دلربا صورت اور عالم فریب حسن و جمال کو دیکھتا اور وقف حیرت نہو جاتا - منصور اس موقع پر جبکہ پیشانی کے اوپر ایک سونیکا مرصع زیور تھا جسپر کلغی لگی ہوئی تھی - ایک چست کرتی بدن مین تھی اور ریشمی ساڑھی جسپر طلائی کام بنا تھا اپنی خوشنما شکنون سے اوس ابھار کو چھپا رہی تھی جو دولت حسن کے ساتھ ابتدائی شباب کو عالم مین آشکارا کئے دیتا تھا - ساڑھی کے اوپر کمر مین مرصع سونیکی ڈاب تھی اور اسمین ایک نہایت ہی نازک تلوار لگی ہوئی تھی جسو

جانستانی کا جوہر دکھانے میں خود اسی کی تیغ ابرو کی ہمپایہ تھی۔ اوس کے پاؤں نازک پر قدیم ہندو سوسائٹی کے اصول ظلم کر رہے تھے اسلئے کہ وہ برہنہ پا تھی اور دلربا ادا سے سوہنا آکر کھڑی ہوگئی لیکن عذرا اور لیلا کی محویت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ کسیکو اس کا خیال نہ آیا اور تینوں اپنے حیرت زدہ دلوں میں اسیطرح مستغرق رہے آہ! عشق کا جادو کسقدر سچا اور موثر ہوتا ہے۔ قدیم حسرت زدہ گان عشق کا شور آنا تو درکنار یہاں یہ قیامت ہوئی کہ سوہنا پر بھی وہی بیخودی طاری ہوگئی۔ اور اس بیخودی کے سین کو ایک چوتھے پرجمال چہرے نے اور بھی پررونق و دیدنی کیا۔ سوہنا پر جب دیرتک یہ عالم طاری رہا تو ان راجپوت افسروں میں سے جو اسکے ہمراہ آئے تھے ایک نے آگے بڑھکر کہا۔ شاہزادی صاحبہ اگر اس خیمہ کے قیدیوں کو آپ ملاحظہ فرما چکی ہوں تو دوسرے خیمے میں تشریف لیچلیے۔

سوہنا۔ (اپنی بیخودی سے چونک کر) آہ نہیں۔ ہاں مجھے ان لوگوں سے کچھ باتیں کرنا ہے مگر ان لوگوں کی زبان میں گفتگو کرسکتے ہو؟ چونکہ بلاواسطہ میں ان سے گفتگو نہیں کرسکتی۔

افسر۔ یہ لوگ آپکی گفتگو سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ محمود کے ہمراہی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ ہیں جو قدیم سے ملک سندھ میں سکونت پذیر ہیں اور ایک زمانہ دراز کے قدیم رہنے نے انہیں یہاں کی رسوم اور یہاں کی زبان سے بخوبی واقف کردیا ہے۔

سوہنا۔ ہاں تو میں خود ان سے گفتگو کرونگی۔

اس پاکیزہ پیکر نے باقی خوردہ گان عشق کو بھی چونکا دیا۔ سبسے پہلے تو لیلا کی نظر سوہنا اور اسکی ہمراہیوں پر پڑی اور لیلا نے فوراً عذرا کو ہاتھ سے ٹہوکا دیکے چونکا دیا عذرا اس سے پہلے گھبرا کے ان راجپوتوں کو دیکھا۔ پھر یکبیک خوف زدہ ہو کے لیلا کے پیچھے پہلو سے لگ کر بیٹھ گئی اور منہ چھپا لیا عذرا کی اس حرکت نے منصور کو بھی کمال ہوشیار کر دیا۔ اسنے فوراً گردن پھیر کے دیکھا اور دیکھتے ہی غضب

ہو سکے پھرا اور بچا سکتا تھا کہ ایک راجپوت کے آگے کھڑا تھا جو پھر پتھر مارے کہ شاہزادی سوہنا پر نظر جا پڑی اور دوبارہ متحیر ہونے کے ساتھ ہی ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا منصور کی یہ بہادرانہ پھرتی اور یہ جرات سوہنا پر اثر کر گئی اور وہ اپنے دل میں کچھ بے اختیاری سے شوق کا مزہ لے کے بولی صاحب آپکے قوم کی شجاعت اور خصوصاً آپکی ذاتی جرات نے مجھے آپکا قدردان بنا دیا ہے براہ عنایت بتا دیجئے کہ آپ کون ہیں اور آپ کا کیا نام ہے یہ جملہ سنکے منصور حیرت و استعجاب کے ساتھ شہزادی سوہنا کی صورت دیکھنے لگا۔ سوہنا نے کچھ دیر جواب کا انتظار کرنے کے بعد پوچھا کیوں صاحب آپکو اپنا نام بتانے میں کچھ عذر ہے تو اسے جانے دیجئے۔ اب منصور اور متحیر ہو گیا۔ اور اس نے اشارہ سے بتایا کہ میں آپکی گفتگو نہیں سمجھتا۔ لیکن جیسے ہی اسنے سوہنا کی اردو بلیغ زبان سے نکلتے سنا ویسے شہزادی کی گفتگو سنکر متعجب ہو کے کہا۔ اس سرزمین پر آنے کے پہلا آدمی ہے جس کی گفتگو میں سمجھ سکتا ہوں آپ مسلمان ہیں میں جواب دیتی ہوں پہلے یہ کہئے منصور کو بتایا کہ سوال اور نام پوچھتی ہیں۔

شاہزادی سوہنا نے لیلی کا شکریہ ادا کیا اور سکینہ کے توسط قرار دیکر بہادر نوجوان منصور سے باتیں کرنے لگی۔

منصور - میرا نام منصور ہے اور حال کیا سلطان جنگ آزماؤں کی فوج کا ایک سپاہی ہوں۔

سوہنا - آپکی نوجوانی اور اس نوعمری پر آپکی شجاعت کا خیال کر کے میں حیرت میں آجاتی ہوں۔

منصور - آپ بھی تو نوجوان ہیں اور آپکی وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت بڑی ہیں۔ منصور کے اس جواب نے شاہزادی سوہنا کو کسقدر شرمندہ کر دیا۔ مگر نہایت ہی جرأت سے استقلال کے ساتھ اظہار کر کے یہ بولی۔ ہم میں سے تو آپکی شجاعت اور جوانمردی کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس امر سے مجھے اشتیاق

بتادیا کہ آپ سے ملنے آئی ہون۔

منصور۔ مین کیا چیز ہون جتنے لوگ میرے ساتھ اسیر ہین ان مین سے ہر شخص مجھسے زیادہ شجیع اور بہادر ہے اور اتنے ہم سب بالکل بیدست ہین کیونکہ جب آپ کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے تو بہادری کیسی اور شجاعت کیا۔

سوہنا۔ اس سے کیا ہوتا ہے شہسوار ہی گرتا ہے اور پیرنے والا ہی ڈوبتا ہے تعریف اس بات کی ہے کہ آپ نے اپنا پورا جوہر دکھادیا۔ اتنے بڑے سیلاب عظیم مین ہوش وحواس ہی بجا رہنا دشوار ہے نہ کہ وہ بہادری کہ جو آپ نے ظاہر کی۔

منصور۔ مین کچھ آپ سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہون اجازت ہو تو پوچھون۔

سوہنا۔ ضرور۔

منصور۔ آپ کون ہین اور یہ لشکر کس کا ہے؟ ہم لوگون سے کیون مزاحمت کیگئی۔ حالانکہ ہمارے ساتھیون مین سے کسیکو محمود سے کچھ تعلق نہین۔ یہ لوگ خود اپنی جان بچائے پھرتے ہین۔

سوہنا دل مین سوچنے لگی کہ کیا جواب دون اور اس فکر مین اوس نے گردن جھکالی تھی کہ ایک راجپوت افسر بول اوٹھا ہم لوگ مہاراجہ اجمیرش کے جان نثار ہین اور انہین کے حکم سے آئے ہین اور جن سے تم باتین کر رہے ہو یہ ہماری سرتاج اور ہمارے راجہ کے لائق اور بہادر شہزادی سوہنا۔

سوہنا۔ آہ تم نے کیون بتادیا۔ مین خدا جانے کس فکر مین تھی اور تم نے بے سوچے سمجھے میرا نام بتادیا۔ خیر اب خبردار بے میری اجازت کے کوئی لفظ زبان سے نہ نکالنا۔ شہزادی سوہنا کا نام اور حال سنکے لیلا اور منصور دونون متحیر ہوگئے اور منصور متفکرانہ لہجے مین کہنے لگا آپ شہزادی ہین ہم آوارہ گردون کے پاس اس جنگل کیون تکلیف گوارا کی۔

سوہنا۔ اول تو آپ کی شجاعت نے مجھے آپ سے ملنے کا شوق دلایا دوسرے

اب آپ کے خلق اور آپکی حالت اور نیز صورت نے آپکا بندہ بنا لیا ہے۔ میں آپ سے ایک امر کی درخواست کرونگی کہ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ (عذرا کیطرف اشارہ کرکے) وہ کون ہیں جنکہ کہ مزاج میں دنیا بھر سے زیادہ شرم ہے۔ آخر وہ بولی کیوں جاتی ہیں؟ اپنا منہ کیوں چھپائے لیتی ہیں؟

اسکے جواب میں منصور تو کچھ متفکر سا ہو گیا مگر لیلا فوراً کہنے لگی شاہزادی صاحب ہم مسلمانوں میں رسم ہے کہ عورتیں نامحرم یعنی غیر مرد کے سامنے نہیں آتیں ہیں اور ہمیشہ پردہ میں بیٹھی رہتی ہیں یہ بیچاری میری بہن ہے

سوہنا۔ مجھے اسکا حال بالکل نہیں معلوم تھا ورنہ میں تمہاری اور ان لوگوں میں سے کسیکو اپنے ساتھ نہ لاتی۔ اسلئے کہ آپکی توہین اور بیعزتی مجھے ہرگز گوارا نہیں کرتی۔ اپنے ہمراہیوں کیطرف متوجہ ہو کے اچھا تم لوگ باہر جاؤ کہ میں ابھی آتی ہوں تمام افسران فوج یہ سنتے ہی خیمہ سے نکل آئے۔

سوہنا۔ لیجئے اب تو کوئی بات آپکے مزاج کے خلاف نہیں رہی۔

منصور۔ نہیں آپکی عنایتوں سے ہم سب شکر گزار ہیں آپکے شریفانہ برتاؤ نے مجھے آپکا ممنون احسان بنا لیا ہے میں ہمیشہ یاد رکھونگا اور کبھی اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرونگا۔

سوہنا۔ (لیلا سے) مگر مجھے تعجب ہے کہ تمہاری بہن اب تک اسیطرح آنچل میں چھپی ہوئی ہیں میری طرف سے انہیں اطمینان دلاؤ اور کہو کہ مجھے اپنی بہن سمجھیں اور اپنی صورت دکھلائیں۔

لیلا۔ (عذرا سے) حقیقت میں انکی خوش خلقی ہے جسنے اس ہندو شاہزادی کو تمہارا گرویدہ بنا لیا ہے۔ ہم سب کا بھی فرض ہے کہ اوسکی دلشکنی نکریں اتنا کہہ کے لیلا نے عذرا کو ہاتھ سے کھینچ سامنے کھڑا کر دیا۔ مگر ہمارے نوجوان منصور کے سبب سے عذرا کو اسیطرح سر اوٹھانے یا سوہنا سے چار آنکھیں کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ سوہنا نے اب عذرا کی صورت دیکھی تو حیرت زدہ ہو گئی۔ کہ

خدا نے اسکی صورت مین کیسی خوبی پیدا کی ہے اور اب اوسکے حسن و جمال سے کیسے غضب کی دلکشی ظاہر ہوتی ہے لیکن اصل مین یہ امر نوجوان منصور پر زیادہ اثر کر گیا تھا وہ اول تو شاہزادی سوہنا کا احسانمند تھا کہ اُسکی بدولت پیاری عذرا کی زیارت کر سکا۔ دوسرے عذرا کے سحر اثر حسن و جمال نے اوسے دیوانہ اور مدہوش بنا کے کھڑا کر دیا تھا۔

سوہنا نے تھوڑی دیر تامل کیا اور عذرا کے حسن و جمال کو دیکھ دیکھ کر غور کر رہی تھی اوسکے بعد نوجوان منصور کیطرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی اب مین آپ سے ایک امر کی آرزومند ہون۔ اور امید ہے کہ آپ قبول بھی فرماینگے۔

منصور۔ فرمائیے۔

سوہنا۔ مین چاہتی ہون کہ آپ میری دعوت قبول فرمائین اور کوئی نہین۔ آپ صرف تینون صاحب۔ اس درخواست نے منصور کو کسیقدر متفکر کر دیا کیونکہ اس قدیم زمانہ کے مسلمان ہندوون کا کھانا نہین کھاتے تھے اور اگر کوئی اس امر کا مرتکب ہوتا تو مروت نے صاف انکار نہ کرنے دیا اور کہنے لگا اچھا عذرا سے دریافت کیجئے اگر منظور کرینگی تو مجھے بھی منظور ہے۔

سوہنا۔ (لیلا سے) آپ اور آپکی بہن کیا میری میزبانی قبول نہ کرینگی

لیلا۔ نہین ہمین انکار نہین مگر کیا آپ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا سکینگی۔

سوہنا۔ آہ یہ ممکن نہین (کچھ سوچکر) ہان ممکن ہے مگر ابھی نہین۔ اگر مین ایسا کرون تو بے دھرم ہو جاؤن اور میری ذات کا کوئی آدمی میرے ساتھ کھانا نکھاوے۔ تمکو ہندو دھرم کی رسمین نہ معلوم ہونگی مین تو آج اسکو منظور بھی کر لیتی اگر آپ مناسب سمجھین تو یہان سے جنس اور لوگ بھیجینگے خود آپکی دعوت کا سامان کرینگے۔ اور آپ کے لئے کھانا پکوائینگے۔

منصور۔ شہزادی صاحبہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ ہم سے ذلیل شخصون کیلئے آپ اتنی تکلیف گوارا فرمائین اور لطف کیا۔ آپ کے وہ کلمات کافی ہین جنہون نے

ہمین آپکا ممنون بنایا۔

موہنا ۔ نہین میری دعوت تو آپکو منظور کرنا ہوگی آپ اپنی قوم کے شریف اور معزز ہین اگر آپ کے ساتھ اس عزت کا سلوک نکیا جائے جسکے آپ مستحق ہین تو ہم لوگونکو تمام خلق ناقدرشناس بلکہ ظالم کہیگی۔

منصور ۔ اچھا مجھے منظور ہے اور غالباً لیڈا کو بھی منظوری ہوگا۔ مگر مین نہین جانتا کہ عذرا نے بھی دل سے منظور کیا یا نہین آپ ان سے بھی دریافت کیجئے یہ سنکے موہنا نے اتنی جراءت کی کہ بڑھکے عذرا کے جھکے ہوئے سر پر ہاتھ رکھا پھر دوسرے ہاتھ سے ٹھوڑی پکڑ کے دلاسے کے لہجے مین کہا بہن مین تمکو بہن ہی کہونگی میری مہربانی قبول کر کے مجھے مشکور کرو۔

عذرا ۔ مجھے انکار نہین مگر میرے دل مین خوف سمایا ہوا ہے۔ ڈرتی ہون کہ دوستی کے پردہ مین دشمنی نہ کیجائے بیعزتی کا خیال اور بےعصمتی کا خوف میرے دل سے نہین نکلتا۔

موہنا ۔ نہین نہین تم ذرا سوچ نکرو مین اطمینان دلاتی ہون میری بات کا یقین جانو ہندو فوج مین کسی کی مجال نہین کہ میرے حکم سے سرتابی کرسکے بس اسکو کوئی خوف نہین آپ تینون صاحب چلین اور چلکر خاص میرے کمرہ مین آرام سے رہین۔

منصور ۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہمتو آرام سے بسر کرین اور ادہر یہ سب ہمارے ساتھی جنہین اکثر ہم سے زیادہ عزت رکھتے ہین یونہین مصیبت اور غم مین رات گذارین حقیقت تمام مسلمانون کی راحت کا کوئی اسوقت تک خواب ہمپر حرام ہے۔

موہنا ۔ سب کی دعوت کرونگی اور سب کی راحت کا سامان بھی کرونگی۔ آپ بیشک ساتھ میرے خیمہ مین چلین ان لوگون کے لئے علیحدہ انتظام کردیا جائیگا منصور نے یہ جملہ سنکے پاک نفس اور پاک دل شاہزادی موہنا کو حیرت

سے دیکھا اور آنکھون ہی آنکھون مین شکریہ ادا کیا۔

لیلا۔ صاحب کس زبان سے اور کس دل سے آپکی عنایت اور مہربانی کا شکریہ ادا کرین اب ہمین کسی بات مین عذر نہین ہے۔

یہ سنکے سوہنا نے بڑھ کے عذرا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگی نہین اب نہ گھبراؤ چلو میرے ساتھ چلو مین تمھاری میزبان ہون اور تم مع اپنے ہمراہیون کے میرے مہمان ہو۔

عذرا۔ اور لیلا نے نقاب منہ پر ڈال لی اور مع نوجوان منصورہ کے شاہزادی سوہنا کے ساتھ خیمہ سے نکل کے چلی گئین۔

آٹھوان باب

رنگ مین بھنگ

جسطرح آسمان کی بہار تارون سے ہوتی ہے جسطرح چمن کو نازک اور خوشرنگ پھول رونق دیتے ہین۔ اسیطرح ہمارے ناول کی رونق عذرا اور سوہنا کے سے ہے۔ دونون باغ حسن کے نوشگفتہ پھول ہین۔ مگر ان دونون مین ہر ایک خاص کیفیت ہے جو دونون کے حسن کو دوبالا کرنے کے ساتھ ایک خاص عالم قدرت کا نمونہ دکھاتی ہے۔ سوہنا نے شاہی محلون مین پرورش پائی ہے اوسکے حسن کی شہرت دور دور پھیل چکی ہے اوسکی نگاہ بازی مین صرف پیدائشی اور قدرتی نشانہ بازی نہین ہے بلکہ عشوہ ادائی ادا فہمی اور رسیلی چتونون سے تیر نظر کو کاری اور جگر دوز بنا دینے کی مشاقی ہے ہمارے ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ پیار و ادا کا لالچی عاصم وزیر زادہ اوسکی زلف گرہ گیر کا اسیر ہے اوسکے لیے قابو پانیکی وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے مگر سوہنا اوسے عشق و دلداری سے ہے اور کسیطرح اوسکی آرزو پوری نہین ہونے دیتی تعجب ہے اسکے کہ عذرا ایک بھولی لڑکی ہے وہ حسین ہے مگر اوسکو نہین معلوم کہ مین حسین ہون اور ابھی تک اوسے یہ بھی نہین معلوم کہ

حسن کیا چیز ہے اور دل کو رخ زیبا سے کیا تعلق ہے ان صحراؤن مین اوسنے پرورش پائی جہان ریگستان کی گرم ہوا ہین کسی دل مین معشوقانہ سرد مہری پیدا ہی نہین ہونے دیتی جہان دل امنگون اور خیالی جوشون کو دریا کے آگ کی لہرون اپنے ساتھ لیجا کے سمندر مین پھینک آتی تھی یہ خارستان اسکے لیے گویا پھولون کا بچھونا تھا جو نازک پھول کے ساتھ وہی سلوک کرتا تھا جو اوسکی نگاہ نازدل عشاق کیساتھ کرتی تھی خلاصہ یہ کہ اوسکی نظر مین حسن وعشق دونون بے اصل اور وہمی چیزین تھین ان دونون کی اصلیت سے ضرور معلوم ہو جاتی مگر آہ اس نے کبھی اپنی صورت ہی تو اچھی طرح آنکھ بھر کے نہین دیکھی یہ دونون دلربا نازنین لڑکیان جن مین ایک خود پرست اور خود فراموش ہے تقدیر کے انقلاب سے ایک مقام پر جمع ہو گئی ہین۔ سوہنا کو اگرچہ اپنے حسن اور جمال پر کچھ کچھ غرور تھا مگر عذرا کے ہوتے ہین اور سادگی نے ایسا اثر اور ایسا خود رفتہ کر دیا ہے کہ اپنی خود پرستی بھولکر اوس کے ناز و ادا کی دیوانی ہو جاتی ہے عذرا نے ساتھ لیلیا اور بہادر نوجوان منصور بھی سوہنا کے مہمان ہین سوہنا گھڑی گھڑی عذرا کی دلدہی کرتی ہے اور اوسکے نازک دل کو صدمات سے بچانے کے لئے طرح طرح کی کوشش کر رہی ہے لیکن اس دلچسپ صحبت صرف یہی دلچسپی نہین کہ عذرا کا غم غلط کیا جاتا ہے بلکہ زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کبھی کبھی اثنائے صحبت مین جو باتین سوہنا اور منصور مین ہو جاتی ہین وہ بہت ہی زیادہ قابل غور ہونے کے علاوہ مختلف پہلو لئے ہوئے ہوتی ہین۔ چنانچہ اوس وقت جبکہ سوہنا عذرا کے آگے معذرت کیساتھ اپنا افسوس ظاہر کر رہی تھی کہ کیسے ندامت ہے کہ میری فوج نے آپ کے لوگون پر ایسا ظلم کیا۔ آپ لوگون سے مقابلہ ہی کرنا ظلم تھا آپکے مردون مین سے کون ہمارا دشمن بھی نہ تھا

منصور۔ بات کا ذکر کیا تھا جوان مین نہین ہے

سوہنا۔ (حیرت سے) وہ کون ہے

منصور۔ (اپنی طرف اشارہ کرکے) یہی گنہگار جو آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔ آپ کیا نہین جانتی ہین کہ مین سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک افسر ہون۔

سوہنا۔ (تعجب کے لہجے مین) تم محمود غزنوی کی فوج کے افسر ہو (چہرہ زرد ہوجاتا ہے) خدا کرے یہ جھوٹ ہو کیا حقیقت مین تم اوس کے ہمراہیون مین یہ نہین کہدو مین محمود کا ہمراہی نہین ہون ہون۔ اچھا تو آپ ان لوگون مین پھر کیونکر آگئے۔

منصور۔ شاہزادی صاحب میری داستان بہت بڑی ہے اسکے لیے آپ کا زیادہ وقت رائگان ہوگا مین یہی چاہتا ہون کہ اسوقت آپ میری عذرا کی دلدہی کئے جائیے۔ یہ کہکر ایک سناٹے مین آجاتا ہے۔ منصور کی زبان سے یہ جملہ سنکے عذرا شرم سے سر جھکا لیتی ہے اور لیلا کی آغوش مین چھپنے لگتی ہے اور اس جملہ نے سوہنا کے دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ دیر تک ایک سکوت اور تشویش کے عالم مین رہی عرصہ کے بعد اوسنے سر اٹھاکر منصور سے کہا میرے دل مین کچھ الجھن سی ہو رہی ہے مجھے بالکل نہین معلوم کہ میرے سوا اوس صحبت مین اور لوگون کے دل مین کچھ اولجھن سی ہو رہی ہے مجھے بالکل نہین معلوم کہ میری کچھ ایسی وہم دلانیوالی باتین ہر شخص کی باتین زبان سے نکلتی ہین کہ مین گھبرا جاتی ہون کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کے دل مین کیا ہے اور اس شریف بھولی لڑکی (عذرا کیطرف اشارہ کرکے) دل مین کون خیال جوش مار رہے ہین۔

منصور۔ آپ وہم نہ کیجیے اگرچہ مین آپ کے گروہ مین ہون۔ مگر میرے خیالات ذہین نہین ہین کہ اپنے محسنون کا احسان نہ مانون۔ مین زندگی بھر آپ کا احسانمند ہون۔

سوہنا۔ آہ! اس سے میرے دلکو تسلی نہین ہوئی۔ اچھا آپ اپنا حال بتائیے شاید آپکی داستان سنکے میرے دلکو اطمینان ہوجائے۔

منصور۔ آخر آپ کس بات مین اطمینان چاہتی ہین۔

موہنا۔ نہین کچھ نہین آپ اپنا حال بیان فرمائے۔

منصور۔ مین سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک افسر ہون۔ تہوڑی سی فوج کے ساتھ بجے رام کے تعاقب مین روانہ ہوا تھا اتفاقاً دشمنونکو پسپا کرکے اونکے پیچھے اسقدر بڑھتا چلا گیا کہ اُن کے چند مغرور سپاہیون نے مجتمع ہوکے مجھے گھیر لیا اور بستہ لئے جاتے تھے اتفاقاً راستہ مین یہ لوگ ملگئے جو ایک مدت سے یہان مقیم ہین اور انہین صحراؤن مین زندگی بسر کرتے ہین اونہون نے اُن لوگونکے ہاتھ سے مجھے نجات دلوائی جب سے انہین کے گروہ مین تھا۔ آپکی فوج نے میرے ساتھ ان بیکسون کو بھی گرفتار کرلیا۔

موہنا۔ اچھا اب تو محمود کے پاس جانیکا ارادہ نہین ہے؟

منصور۔ مین اپنے بس مین نہین ہون اسیر ہون جانا نجانا آپ کے اختیار مین ہے۔

موہنا۔ (دلمین) کیونکر پوچھون کہ اس شخص کے دل کا حال معلوم ہو۔ مجھے خوف ہے کہ یہ سادہ مزاج عذرا کے حسن کا دیوانہ نہو۔ ہان دیکھو عذرا ہی سے پوچھتی ہون اوسکی باتون سے معلوم ہوجائیگا کہ منصور کو اُس سے کسی قسم کا تعلق تو نہین ہے۔

(آواز) بہن عذرا کیا انہین چھوڑ دون کہ یہ پھر سلطان محمود کی فوج مین شامل ہوجائین تم کہوگی تو مین چھوڑ دونگی۔ عذرا نے کچھ اس کا جواب نہ دیا۔ اور جب مکرر یہ پوچھا گیا تو نگاہین نیچی کرکے لیلا کیطرف بڑھی اور اس کے کان مین گھبرائی ہوئی آواز سے کہا لیلا تم پوچھو کہ ان کے ساتھ مجھے بھی جانے دیجئے گا۔ مگر ہان دیکھو اپنی طرف سے پوچھنا میرا نام نہ آئے۔

لیلا۔ کیا اپنی طرف سے پوچھون کہ مجھے بھی جانے دیجئے گا۔

عذرا۔ جب تمکو اجازت ملیگی تو تمہارے ساتھ خواہ مخواہ مجھے بن ہی جائیگی۔ یہ سنکے لیلا عذرا کیطرف دیکھنے لگی اور کچھ توقف کے بعد موہنا کیطرف متوجہ ہوکے

بولی یہ ہمارے مہمان تھے اور مہمانی کی حالت میں اونہوں نے ہمارے خاندان پر ایسے ایسے احسان کئے کہ ان سے ہمارا بیگانہ ہونا دل کسیطرح گوارا نہیں کرتا۔ اگر ہمکا بڑا احسان ہوتا مگر ان کے ساتھ آپ ہمارا بھی آزاد کر دیتیں۔

سوہنا۔ میں تم سے نہیں پوچھتی ہوں اور ندا جو کچھ کہیگی اوسپر عمل کرونگی۔

لیلا۔ خدا کی بھی یہی مرضی ہے۔

اس جواب نے سوہنا کو مغرور کر دیا اُس نے دیر کے بعد فکر کرکے سر اوٹھایا اور منصور کی صورت سر سے پاؤں تک دیکھی کچھ دیر تیور اور اوسکے بشرے پر غور کرتی رہی اوسوقت معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے دلی جذبات کو نہایت جوش و خروش سے دبا رہی ہے آخر ضبط کیا اور منصور کیطرف دیکھکر کہنے لگی کیوں صاحب آپ کیا چاہتے ہیں کیا آپکی مرضی بھی یہی ہے۔

منصور۔ آپ کے خلق و مروت نے اس درجہ احسانمند بنا دیا ہے کہ ایسی خواہش بالکل احسان فراموشی ہے مگر ہم لوگوں کے حال سے آپ خود اندازہ کر سکتی ہیں کہ ہمیں رہائی کی کسقدر تمنا ہوگی۔

سوہنا۔ (دل میں) اچھا آؤ اسکی مستقل مزاجی اور شرافت کا بھی امتحان کرلو (منصور سے) اچھا اس صورت سے آپکو رہا کر سکتی ہوں کہ آپ ایک امر کا اقرار کریں۔

منصور۔ وہ کیا؟

سوہنا۔ آپ اقرار کریں کہ کسو کیطرف سے آپ پھر ہندو فوجونکا مقابلہ نہ کیجیئیگا

منصور۔ نہیں یہ کسیطرح ممکن نہیں اگر رہائی اسی پر منحصر ہے تو میں ایسی رہائی سے باز آیا۔

یہ باتیں سوہنا پر ساعت بساعت بیتابی کا اثر زیادہ کرتی جاتی تہیں آخر نہ ضبط ہو سکا منصور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کے آبدیدہ ہوگئی دو تین منٹ تک تو اوسکی پرستم آنکھیں نیچی جھکی رہیں۔ مگر جب بیقراری اور بڑھی تو ان میں [illegible]

ہوئے آنسوؤن کو عجب حسرت کی نگاہون سے اوسکی صورت دیکھنے لگی اسوقت اس صحبت مین ایک سنا سا سین پیدا ہو گیا تھا اور موہنا کے دلی جذبات چونکہ یکبیک لیلا اور عذرا پر ظاہر ہوگئے تھے لہذا سب پر ایک حیرت کا سکوت طاری ہوگیا تھا ناگہان موہنا کے کان مین آواز آئی کہ کوئی پیش خدمت عورت اسکی پشت کیجانب پکار رہی ہے کہہ رہی ہے کہ شاہزادی صاحب بڑا غضب ہوگیا شاید ہمارے مہاراجہ صاحب آپکے والد اپنی فوج لے کے خود آگئے ایک بہت بڑی فوج آ رہی ہے۔ اس آواز نے موہنا کو گھبرا دیا اس کا دل دھڑکنے لگا اور وہ پھر کے پیچھے کیطرف دیکھنے لگی۔ کثرت اضطراب مین منصور کا ہاتھ اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایک سکتے کے عالم مین رہ گئی یہ سکوت ہنوز تمام نہ ہونے پایا تھا کہ عذرا اور لیلا کی زبان سے بے اختیار کلمہ نکلا ہان ہان۔ آہ! ہمارے عاشق فریب کیا گیا۔ پھر کے دیکھتی ہے تو کوئی شخص منصور کے پیچھے ہاتھ رکھے کھڑا ہے اور دوسرے ہاتھ مین چھری تانے ہوئے ہے اور قصد کرتا ہے کہ چھری مار کر اس کا کام تمام کر دے اسنے تو ابتک کام تمام کر دیا ہوتا مگر لیلا اور عذرا نے فوراً جھپٹ کے ہاتھ پکڑ لیا۔ جس مین چھری تھی وہ شخص جھٹکے دے دے کے کوشش کرتا ہے کہ ان دونون لڑکیون سے ہاتھ چھڑا کر وار کرے مگر دونون لڑکیون نے اس مضبوطی سے ہاتھ پکڑا ہے کہ اوسکے جھٹکون مین گھٹنون کے بل گر پڑتی ہے مگر ہاتھ نہین چھوڑتی ہین پہلی نظر موہنا نے نہین پہچانا کہ وہ کون شخص ہے مگر دوسری مرتبہ غور کرنے سے اسنے پہچان لیا آہ! وہ اس کا پہلا عاشق جے رام تھا۔

جے رام کی صورت پہچانتے ہی موہنا طیش مین آکر کھڑی ہوئی اپنے نازک ہاتھ سے تلوار کھینچ لی اور نہایت جوش لیکر کہنے لگی۔ جے رام مجھے نہین معلوم تھا کہ تیری موت میرے ہاتھ مین ہے سنبھل کمبخت۔

جے رام۔ ہم پیاری موہنا تو میرے دلکو اتنا بڑا صدمہ پہونچا اگر میری موت

آپ کے ہاتھ سے ہے تو بخوشی خاطر قبول کرونگا

موہنا - اب تجکو پیاری کے لفظ سے خبردار یاد نکرنا یہ کہکر تلوار کو حرکت دی جسے رام منصور کا شانہ چھوڑ کے اور لیلا عذرا کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور سر جھکا کے بولا -

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

موہنا تلوار کو سیدھا کر کے چاہتی تھی کہ ایک ہی وار مین جسے رام کا سر اوڑا دے کہ منصور نے جھپٹ کے موہنا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا شاہزادی صاحب اب آپ اسکی خطا معاف فرمائین یہ میرا گنہگار ہے مین نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمائین -

موہنا - یہ ہرگز اس قابل نہین ہے کہ اسپر رحم کیا جائے - یہ آپکا دشمن ہے اور سچ کہتی ہون کہ یہ پھر دغا کریگا -

منصور - خیر جو کچھ ہو - اب تو مینے اس حرکت سے درگذر کی -

جے رام - نہین یہ بہت اچھا ہے کہ موہنا کے ہاتھ سے مارا جاؤن آہ! یہ نہین گوارا ہو سکتا کہ موہنا کے دل مین میرے سوا اور کسیکو جگہہ ملے -

موہنا - (اپنی چند خاص خادمہ عورتون سے) جاؤ ابھی جے رام کو گرفتار کر لو جبتک مین حکم نہ دون اسے خوب اچھی طرح حراست مین رکھو -

یکایک شور ہنگامہ کی آواز سنی جاتی ہے اور ساتھ ہی ایک فوجی افسر دوڑا ہوا آتا ہے اور اضطراب کے الفاظ مین کہتا ہے - شاہزادی صاحب بڑا غضب ہوا جسکی نسبت گمان تھا کہ ہمارے مہاراجہ صاحب کی فوج ہے وہ مسلمانون کی فوج نکلی آہ! ہمین بڑا دھوکا ہوا اور دھوکے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ کسی راجہ نے مسلمانون کے ساتھ اپنی فوج کے کچھ لوگ کر دیے ہین جو آگے آگے ہین - اون لوگون کو ہم ہندو خیال کر کے مطمئن تھے اب وہ سر پر آ پہونچے تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ترکون کے بادشاہ محمود غزنوی کی ہے - اب کیا کیا جائے

سر دست کوئی انتظام نہین ہو سکتا۔

اتنا سننا تھا کہ سوہنا کی صورت پر حسرت برسنے لگی۔ منصور۔ لیلا اور عذرا کو اوس نے چھوڑا اور فوراً تلوار کھینچ کے کھڑی ہو گئی اور جے رام کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگی جے رام چل قومی معاملہ ہے اسمین ہم اور تم دونون ہمدرد ہین۔ آج کل ہم دونون اپنی جانبازی کے جوہر دکھائین اتنا کہہ اور جے رام کو ساتھ لیکر خیمہ سے باہر نکلی۔ باہر جا کر دیکھتی ہے کہ سلطانی فوجین بالکل قریب آگئین غزنی کا نشان ہوا مین لہرا رہا ہے اور ترکی اور عربی بہادر برہنہ تلوارین ہلاتے بڑھتے چلے آتے ہین۔ شاہزادی سوہنا دیکھ رہی تھی کہ سلطان محمود کی فوجین بلبل جنگ بجنے لگا۔ بہادر جے رام اگرچہ بالکل افسردہ اور دل شکستہ تھا مگر یہ لڑائی کا سین اور راجپوت بہادرون کی جمعیت دیکھی تو عالم دیکھ کے اوسکے دل مین بیتابی ہوئی رگ حمیت قومی یکایک پھڑکی ایسی جوش مین آگیا کہ دم بھر مین سوہنا کے عشق اور اپنی ناکامی بھول گیا فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور راجپوت بہادرونکی کی قومی غیرت اور مذہبی جوش دلا دلا کے لڑائی پر آمادہ کرنے لگا۔ خود سوہنا بھی گھوڑے پر سوار ہوئی اور اوسکے ساتھ تمام عورتین چارون طرف سے گھیر لیا۔

ہندو فوج مین دو مرتبہ نقارے کی آوازین بلند ہوئین۔ ایک تو جب سپہ سالار جے رام شان و شوکت کے ساتھ اپنے سوارون کے ساتھ کھڑا ہوا دوسرے جب شاہزادی سوہنا سوار ہوئی۔ اور اس شان و شوکت کے ساتھ میدان مین آئی کہ اوس کے سہیلیان اوسے اپنے جھرمٹ مین لئے ہوئے تھین ہندوئون سے اسقدر جلد آراستہ اور مستعد جنگ ہو جائیگی امید نہ تھی۔ مگر شہزادی سوہنا کے آتے ہی مہاراجہ اجمیر کی فیاضیون اور انصاف پسندیون کا خیال ہر دل مین جوش مارنے لگا اور سب جان نثاری پر آمادہ ہو گئے۔ آناً فاناً مین صفین درست ہو گئین اور گرگٹ جیسی خون کی رنگی برکتین یاد دلانے لگے جے رام اپنی فوج سے آگے بڑھا اور اپنے بہادرون کی طرف دیکھ کے کہنے لگا بہادرو

جانبازی کا یہ موقع ہے دشمن کون دشمن جو ملیچھ ناپاک ہین تمہارے آریہ ورت کو خراب کرنے آئے ہین - اگرچہ ہمارے مہاراجہ صاحب اس مقام پر موجود نہین ہین مگر انکی جگہ گوشۂ راجکماری سوہنا یہان موجود ہے - جسکی سپہگری اور بہادری تمہین خود راجہ صاحب کو یاد دلائیگی - یہ کہکے جے رام جوش مین آکر کہہ تو گیا مگر شاہزادی سوہنا کا نام زبان پر لاتے ہی اُس کی بیوفائی اور سرد مہری نے اوسے فوراً سست کر دیا دل مین مایوسی اور حسرت مندی کیساتھ کہنے لگا - افسوس میری محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج سوہنا میرے سامنے ایک ملیچھ نوجوان کی الفت کا دم بھرتی ہے آہ مجھے اوسکے ساتھ محبت ہے اوسکی عداوت اور اوسکے ضرر پہنچانے کی کوشش مجھسے نہین ہو سکتی - ورنہ بہت آسانی سے ممکن تھا کہ فوج تمام سوہنا کے برخلاف ہو جاتی اور مین خود سوہنا کو حراست مین کر لیتا اگرچہ مہاراجہ صاحب کو اطلاع کردون تو سوہنا کے حق مین غضب ہو جائے مگر نہین مجھسے سوہنا کے ساتھ ایسی دشمنی نہوگی مہاراجہ صاحب کو ایک روز معلوم ہی ہو جائیگا اور اس کا نتیجہ بھی یہی ہوگا کہ سوہنا بہت ذلت کیساتھ گرفتار کیجائیگی -

جے رام نے یہین تک خیال سیر کی تھی کہ شور وہنگامہ کی آواز نے اوسے خود چونکا دیا اور وہ گھبرا کر میدان جنگ اور اپنے جان نثار جنگ آزماؤن کو دیکھنے لگا سامنا ہوا اور دونو فوجین باہم مل چکی تھین دونو طرف کے جانباز شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے مگر التونتاش نے جو سلطان کیطرف سے فوج کا اعلی سپہ سالار تھا پہلے ہی حملہ مین صرف اپنے ہی جوانمرد سوارون کی مدد سے راجپوتون کی جرأت کا یہ بہت اچھا موقعہ تھا کیونکہ وہ قوم جسکے کارنامے اگلی دنیا کے ترقی کے ذریعہ واقع ہوئے تھے لڑ رہی تھی جنہون نے اپنے تازہ جوش سے دنیا کا مرقع اولٹنا شروع کر دیا تھا -

لڑائی دیر تک ایک ہی رنگ مین رہی راجپوتون نے دکھا دیا کہ واقعی اون کی شجاعت انہین خیالات کی متقاضی ہے کہ تمام عورتون کو قتل کرکے میدان جنگ

مین کود پڑین اور نیکنامی کیساتھ اپنے تئین نیست و نابود کر دین ۔

جیسا کہ اکثر سپاہی مین ظاہر ہوا لیکن فتحیاب برادران ترک کے نئے حوصلے اسقدر بڑہے ہوئے تہے کہ راجپوتون کی اس شجاعت اور ثابت قدمی کو وہ خیال مین بہی نہ لائے راجپوت بہاٹون کی آوازین اکثر ہوا مین گونجتی ہین اور طبل جنگ اور قرنا کی آوازونکو دبا دیتی ہین ۔

داؤد طائی نے لڑائی کو اسقدر طول کہینچتے دیکہا تو اُس سے صبر نہو سکا ۔ اپنی عمدہ ٹولیون کا ایک گروہ لیکر اوس نے سخت حملہ کیا ۔ اس حملہ کو راجپوتون نے بہت روکا اور نہایت جانبازی سے ثابت قدم رہے مگر تجربہ کار ترکی سوارون نے آخر اونہین پسپا کر دیا ۔ اسی طرح اس سے پیشتر بہی راجپوت کئی بار پسپا ہوکے کچھ دیر تک ہٹتے چلے گئے تہے مگر ہمیشہ جے رام کی کوششون سے سنبہل گئے اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنے لگے اس مرتبہ جے رام نے جیسے ہی دیکہا کہ راجپوت کچھ دور تک پسپا ہو آئے ہین اپنے گہوڑے کو بڑہایا اور غنیمون کے دریا موجزن مین کود پڑا ۔

ضرورت تہی کہ اسکے ساتہہ ہی تمام ہندو سوار بہی مسلمان سوارون مین گہس پڑے مگر جے رام جس طیش سے چلا تہا اور جس مردانگی سے اوس نے اپنے آپکو مسلمان کی صفون کے اندر داخل کر دیا تہا وہ ایک ایسی ادا تہی کہ اوسکے تمام سپاہی ایک حیرت و استعجاب کی نظر سے اوسکی صورت دیکہنے لگے اور گویا لڑنا اور غنیم کا مقابلہ کرنا بہول گئے مسلمانون کی طرف سے داؤد طائی نے جب دیکہا کہ راجپوتون کا سردار اس شجاعت سے ہمارے گروہ مین آگیا ہے تو اوس نے اپنے تمام ہمراہیون کو اوس کے مقابلہ سے روکدیا اور خود گہوڑے کو کاوا دیکے اسکے مقابل جا کے کہنے لگا اے نوجوان کافر مین سمجہا کہ تو اپنی قوم کا سردار ہے اپنے اوپر نہین تو اپنی نوعمری پر ترس کہا تو دہوکہ مین ہے جوانی کے جوش کو شاید تو بہادری اور شجاعت خیال کرتا ہے حالانکہ حریف کی

نظر مین تو تو بچہ ہے اور ایک تجربہ کار نبرد آزما کے مقابلہ مین تو ہرگز کامیاب نہین ہوسکتا۔ اس تقریر کو وہ خود نہین سمجہا مگر ترجمان نے جو اسکے پاس آگیا تہا سمجہا یا تو اوسے داؤد طائی کے کلام کا مطلب معلوم ہوا اور اوسکے ذریعہ سے اوسنے جواب دیا ملک مسلمان اگرچہ مین نوعمر ہون مگر لڑائی کے میدانون مین میری تلوار بڑے بڑے سن رسیدہ سپاہیون سے زیادہ جوہر دکہا چکی ہے۔ اگر تجہے یقین نہین آتا تو لے تو بہی مزہ چکہ لے یہہ کہہ کے جے رام نے داؤد طائی پر حملہ کیا داؤد نے ایک کار آزمودہ سپہ سالار کیطرح وار خالی دینا شروع کیا۔ دیر تک یونہین لڑائی ہوتی رہی کہ جے رام جہلا جہلا کے اور طیش مین آ آکے وار کرتا رہا اور داؤد اوسکے حملون کو روکتا رہا۔ آخر حملہ کرتے کرتے سست پڑگیا اوسوقت داؤد نے جلا کے کہا تیرے حملے ہوچکے لے اب میرے وار خالی دے اتنا کہا اور اپنا نیزہ داہنے ہاتہہ مین لیکے پکڑ لیا۔ مگر داؤد نے دوبارہ زور دیا تو جے رام اپنے گہوڑے کی پیٹہہ پر وار کا نیزہ ہاتہہ مین لیکے جے رام پر وار کیا اور جے رام نے گلا پکڑ لیا اور چاہتا تہا کہ دوسرے ہاتہہ سے نیزے کو چہوڑ کر تلوار کا وار کرے کہ ناگہان کسی نے پیچہے سے آکر ہاتہہ پکڑ لیا اور عربی زبان مین کہا بس اب جانے دیجئے۔ میری خاطر سے اسپر رحم کیجئے۔ غضب آلودہ ہوکر مڑکر دیکہتا کیا ہے کہ ایک نوعمر شخص گہوڑے پر سوار ہے اور جے رام کے قتل کرنیکو منع کرتا ہے داؤد کی آنکہونکو غصے نے خیرہ کردیا تہا۔ بالکل نہ پہچان سکا کون شخص ہے۔

نوجوان۔ کیا مجہے نہین پہچانا۔ بہول گئے۔

داؤد نے غور سے دوبارہ دیکہا اور پہچانتے ہی پہلے تو چلا کے زور سے کہا آہاہ۔ منصور! اور جے رام کو چہوڑ کے اوسکے گلے سے لپٹ گیا۔

داؤد۔ منصور خوب ملاقات ہوئی تمہارے لئے ہمارے ہم سپاہی کامون ہو رہا ہے۔ خود سلطان کو اتنا صدمہ ہوا کہ دربار افسردہ ہوگیا۔

نوجوان۔ یہی تو ہمارا فرض ہے کہ ہمارے سلطان اپنے رکہوالون کے ایسے

شفیق اور مہربان ہین۔ خیر یہ باتین بعد مین ہونگی سردست مین چاہتا ہون کہ آپ اس شخص (جے رام کیطرف اشارہ کرکے) کو چہوڑ دیجیے۔

جے رام خود حیرت مین تہا کہ کیا تہا اور کیا ہوگیا۔ پہلی نظر مین اس نے بہی منصور کو نہین پہچانا مگر پہچاننے کے بعد دل مین بہت نادم اور پشیمان ہوا جسوقت داؤد اوسے چہوڑکر منصور سے بغلگیر ہوا ہے اوسوقت بخوبی موقع تہا کہ جے رام کو ایک وار مین داؤد کا کام تمام کر دیتا۔ مگر حیرت نے اوسے اپنے ہوش و حواس مین نہ رکہا اور جب ہوش آیا تو منصور کو پہچانکر دل مین سوچنے لگا اب حملہ کرنا یا لڑائی کا قصد کرنا انتہا درجے کی بزدلی ہے۔ افسوس یہ وہی شخص ہے جسکے لئے مین اپنی جان سے بیزار ہون جسکی وجہ سے پیاری سوہنا کے دل پر مجہے بالکل کامیابی حاصل نہو سکی آہ۔ یہ دوبارہ مجہپر احسان کر چکا اس نے دو مرتبہ میری جان بچائی آسانی سے ممکن تہا کہ مین اس سے مقابلہ کرکے اپنا اور اس کا فیصلہ کرلیتا مگر اس کے احسان نے میری نظر اسکے سامنے جہکا دی اب کس منہ سے مقابلہ کا نام لون کہانتک بیحیائی اختیار کرون

جے رام تو ان خیالات مین محو ہو رہا تہا اور سردار داؤد نے منصور سے کہا۔ اب یہان سے میدان مین پہنچ جائیگا۔ چلئے چلکے ہمارے سلطان کی قدمبوسی حاصل کرلیجیے۔

منصور۔ چلیے وہ دونون روانہ ہوئے۔

سلطان محمود غزنوی اپنے شاہی گارد کے خیمہ مین تمام فوج کے پیچہے کہڑا تہا علم سلطانی ہوا مین لہرا رہا تہا اور اس کے پہریرے کی حرکت کیساتہ مجاہدین اسلام کے دلمین جوش جانبازی ترقی کرتا جاتا تہا۔ خاص افسران فوج سلطانی کی جلو مین تہے اور لڑائی کے اور لڑائی کو دیکہہ دیکہہ کے رائے زنی کر رہے تہے۔

سلطان۔ ہم نے بہت سے ہندو نوجوانون سے مقابلہ کیا مگر ان لوگون کے ایسی جری اور جانباز ہندو نہین دیکہے۔

ایک افسر۔ حضور واقعی یہ لوگ بڑے جری اور بہادر ہین اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ افسر بہت کم معلوم ہوتے ہین۔ وہان دو ایک نوجوان البتہ نظر آتا ہ

جو اپنی عمر اور وضع سے بہت جرات کر رہا ہے۔ مگر یہ کیا اس کی تو کاکلین چھوٹی ہین کیا عورت ہے۔

سلطان۔ ہان بیشک عورت ہی ہے جس طرح وہ اپنے تئین بچا بچا کے لڑ رہی ہے اس سے اوسکے عورت ہونیکا مجھے یقین ہوگیا۔ مگر مین نہین جانتا تھا کہ راجپوتون کی عورتین بھی ایسی جری اور شجاع ہوتی ہین۔

افسر۔ حضور اس کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول جنگ سے بھی خوب واقف ہے صرف قومی جوش سے نہین آئی ہے بلکہ پیشتر سے فن سپہگری مین کمال حاصل ہے۔

سلطان۔ ابھی تک منصور کا پتہ نہین لگا۔ خدا جانے وہ کس مصیبت مین مبتلا ہوگا افسوس اوسکے نہونے سے لڑائی مین میرا دل نہین لگتا۔ خدا کی راہ مین جیسی جانبازیان اوس نے دکھائین اور کسی سے بمشکل ظاہر ہونگی۔ اور کیون نہو آخر کس نسل سے ہے ادہر سلطان کی یہ تقریر ختم ہوئی اودہر وا قرد طائی منصور کو لئے ہوئے حاضر ہوا اور جوش مسرت مین چلا کے کہنے لگا ؎

الہی در جہان باشی با اقبال
جوان بخت و جوان دولت جوان سال

دوست شاد و دشمن پامال۔ حضور منصور ملگیا اور قدمبوسی کو حاضر ہوا ہے۔ سلطان نے جوش کے لہجے مین کہا ہین کہان!! سلطان کی زبان سے اس لفظ کا نکلنا تھا کہ منصور بڑھا۔ جھپٹ کے رکاب چومی اور دست بستہ سامنے کھڑا ہوگیا۔

سلطان۔ منصور تمہارے لئے سب لوگ بیتاب تھے تم کہان تھے؟ اور کس حال مین تھے۔

منصور۔ حضور مین ہر طرح خیریت سے تھا سلطانی حکم کی تعمیل کو جسوقت بھیم رام کے پیچھے روانہ ہوا مین نے سندہ کی حدود مین پہنچکے بھیم رام کو مع اسکے ہمراہیون کے گھیر لیا تھا لڑائی تھوڑی ہی دیر ہوئی اودہر آخر کار ہندو بھاگ نکلے

مینے یہ غلطی کی کہ تعاقب مین دور تک نکلگیا مجھے کچھ خبر نہ تھی کہ پیچھے رام کا کیا حشر ہوگا۔ مگر جب اپنی فوج سے زیادہ دور نکلگیا تو مفرورین کی ایک گروہ نے جسمین کم از کم پچاس آدمی ہونگے مجھے آکر گھیر لیا مین نے اول تو مقابلہ کیا مگر آخر زخمی ہوکر گرا اور گرفتار کرلیا اور وہ لوگ مجھے سندھ کیطرف لیے جاتے تھے کہ میری قسمت نے میری مدد کی یہان صحراے سندھ مین سید اکرم کے ایک اسلامی فوج نے جس مین پانچ چھہ سو آدمی تھے اُن تمام سندھیون کو گھیر کے قتل کر ڈالا اور مجھے اُن کے ہاتھہ سے نجات دلوائی مجھے حیرت تھی کہ یہ لوگ یہان کہان سے آگئے اور کون لوگ ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ اُن اسلامی خاندانون مین سے ایک خاندان کے لوگ ہین جو محمد بن قاسم کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے اور یہین آباد ہوگئے تھے مجھے اُن لوگون سے ملکر بڑی خوشی ہوئی اور وہ بھی اسلامی اخوت کیساتھہ مجھے ملے مین انھین لوگون مین رہنے لگا چونکہ وہ لوگ ہندو راجاؤن کی موجودہ شورش کے خوف سے بلوچستان کی طرف بھاگے جاتے تھے مین بھی اونکے ساتھہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اتفاقاً ایک روز یہ ہندو فوج کے جو آپ کے مقابلہ مین ہے ہمپر ناگہان آن پڑی اگرچہ اس خاندان کے لوگ نے کیا مرد اور کیا عورت بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ قتل ہوئے یا گرفتار کرلیے گئے گرفتار شدہ لوگون مین مین بھی تھا اور اسوقت موقع پاکے بھاگ آیا اور حضور کی قدمبوسی کی عزت حاصل کی۔

منصور یہانتک عرض کر رہا تھا کہ زیادہ شور و غل کی آواز آئی اور تمام لوگ کیا سلطان کیا منصور اُدھر دیکھنے لگے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ راجپوت کو شکست ہوئی اور اُن کے جوانمرد افسر اگرچہ اپنی تمام فوج کے آگے کھڑے روک رہے ہین اور لڑائی کا جوش دلا رہے ہین مگر وہ ہرگز نہین سنتے اور بھاگتے چلے جاتے ہین۔

سلطان ۔ (خوش ہوکر) منصور سے دشمنون کو شکست ہوئی اور خدا نے ہمین فتح نصیب کی اور سب سے بڑی خوشی اسبات کی ہے کہ تو ملگیا ۔ اب دیکہہ مین اُن کافرون کو کیسی سخت سزائین دیتا ہون اور اُن کے افسرون کو جنہون نے مجہپر ظلم اور اُس عربی خاندان کے لوگون پر ظلم کیا تہا تیرے سامنے بلاکر قتل کرتا ہون ۔

منصور ۔ خداوند نعمت کو جو مجہہ ذلیل کے ساتہہ ہمدردی ہے اس کا یہی معاوضہ ہے کہ اپنی جان حضور پر نثار کرون مگر ایک امر کا آرزومند ہون اور امید ہے کہ جہان پناہ اوسکو قبول فرماینگے ۔

سلطان ۔ تیری جو تمنا ہو بیان کر ۔ مین اوسکے پورا کرنیکا عہد کرتا ہون ۔

منصور ۔ اس فوج کے سردار ایسے شریف اور نیک ہین کہ کفرستان ہند مین ایسے لوگون سے ملنے کی امید نہین ہوسکتی ۔ یہ راجہ اجمیرش کی فوج ہے مجہکو ان لوگون کا سب حال بخوبی معلوم ہے ۔ راجہ کے وزیر کا بیٹا جے رام اور خود راجہ کی بیٹی سوہنا دونون اس فوج کے سردار ہین ۔

سلطان ۔ راجہ کی بیٹی سردار ہے یہ کیا ؟

منصور ۔ سلطان عالم ۔ عجیب شریف اور نیک نفس لڑکی ہے ۔ ہملوگون نے چونکہ جرات اور شجاعت سے مقابلہ کیا تہا ۔ اسلئے اوسنے ہماری قدردانی کی اور نہایت خلق و مروت سے پیش آئی ہملوگون کو قید مین گہر سے زیادہ راحت ملی ۔

سلطان ۔ اور میدان جنگ مین آکر مقابلہ بہی کرتی ہے ۔

منصور ۔ جہان پناہ بڑی شجاعت سے مقابلہ کرتی ہے ۔

سلطان ۔ تو شاید وہی ہوگی جسکو مین نے ابہی جنگ مین گہوڑا دوڑاتے دیکہا تہا منصور اگر ایسا ہے تو جا اور جسطرح ممکن ہو اوسے عزت کے ساتہہ لے آ ۔ اسلئے کہ مجہے اس احسان کا معاوضہ دینا ضرور ہے جو اُس نے تیرے ساتہہ

کیا اب ہندوؤنکو شکست ہو چکی ہے اور اُن کے سپاہی بری طرح قتل ہو رہے ہین اور ذلت کے ساتھہ گرفتار کئے جا رہے ہین۔ ایسا نہو کہ میری فوج کے ہاتھون اوسے کوئی صدمہ پہنچ جائے۔

منصور۔ (سلام کر کے) حضور مین جاتا ہون اور اُسے لئے آتا ہون۔

یہہ کہہ کے منصور رخصت ہوا اور میدان جنگ مین جا کے سپاہیون کے ہجوم مین غائب ہو گیا اب اسوقت ترکی سپاہی اور عربی بہادر راجپوتون کا قتل و قمع کر رہے ہین ہندو سپاہی ادہر اُدہر بہاگتے پہرتے تہے۔ سلطان محمود غزنوی بڑی دیر تک یہ تماشا دیکہتا رہا۔ بعد منصور چند لوگون کو اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوا۔ سلطان کے سامنے دست بستہ کہڑے ہو کر اور سر نیاز جہکا کر۔ عرض کیا۔ حضور اُس شاہزادی کو لے آیا اور اوسکے ساتھ اُن لوگون کو بہی لایا ہون جن کا حال سنکے آپکو اُن کے ملنے کی خوشی فتح سے زیادہ ہوگی۔

سلطان۔ پہلے اوس شاہزادی کو بتاؤ اور میرے سامنے پیش کرو۔ پہر اُن باقی ماندون لوگون کا حال بیان کرنا۔

منصور نے شاہزادی سوہنا کی طرف (جو اوسکے پیچہے تہی) اشارہ کیا اور کہا وہ نیک نفس اور فیاض و قدر شناس شاہزادی یہ ہے۔

سلطان۔ ہان اس لڑکی کو مینے جنگ مین بڑی سرگرمی سے ترکون کا مقابلہ کرتے دیکہا تہا واقعی یہ قدر کے قابل ہے اسے ہمراہ لیجا کر نہایت عزت و آرام سے رکہہ پہر دربار مین باتین کرونگا اور کون لوگ ہین اونکو بہی سامنے لاؤ۔

منصور۔ مینے نسل انصار کے جس خاندان کا تذکرہ کیا تہا اوسکے تمام لوگ تو لڑائی مین مارے گئے۔ مردون مین جتنے نامور تہے سب اس فوج کے مقابل مین شہید ہو گئے۔ ہان چند مرد اور اوسکے ممتاز بہادرون کی دو لڑکیان گرفتار تہین مین انکو بہی حضور کی قدمبوسی کے لئے لے آیا ہون۔

سلطان۔ منصور تیرے اس جملے نے مجہے خوش کر دیا ہا! احسان انصار کی

مبارک یادگارین اور کہان مین خوش نصیب ہون۔ تبا وُہ کون ہین کہ مین انکی زیارت کرون۔

منصور لیلا و عذرا کو پیش کرکے کہتا ہے ایک رئیس قوم محمد بن صالح کی پوتی ہے اور ایک اوسکے بہائی کی پوتی ہے۔ یہ لڑکیان نہایت ایماندار بہولی اور پاک نفس ہین۔ مین شاہزادی موہنا کا احسانمند ہون کہ اوسنے لڑکیون کے ساتھ بہت اچہا شریفانہ سلوک کیا۔

سلطان۔ خدا موہنا کو ہدایت کرے اُس نے جسقدر باتین کین سب ایک مسلمانون کی شایان ہین مجہے ایک ہندو لڑکی سے ایسی فیاضانہ ہمدردی اور رحمدلی کی امید نہ تہی۔

منصور۔ حضور موہنا اگر اوسکے اخلاق اور پاک طینتی کے لحاظ سے دیکہا جائے تو فرشتہ ہے اور حسن و جمال کے لحاظ سے دیکہا جائے تو پری ہے۔

سلطان۔ منصور سے یہ باتین کر رہا تہا کہ داؤد طائی ایک نوجوان ہندو گرفتار کرکے لایا اور بادشاہ کی رکاب چومکر عرض کرنے لگا حضور یہ ہندو فوج کا سردار ہے اسکی کوشش سے راجپوت اتنی دیر لڑتے رہے سلطانی اقبال اور خدا کی تائید نے میری مدد کی مین نے اس کافر کو زندہ گرفتار کرلیا۔ اور اسوقت حضور کے سامنے کہینچ لایا۔

سلطان۔ ایسے نامی کا فرزند کو زندہ رکہنا چاہئے اسکے سامنے تبلیغ اسلام کر اگر قبول کرے تو بہتر ورنہ ابہی قتل کر ڈال۔

منصور۔ حضور مین اسکا احسانمند ہون۔ مین باکمال ادب التجا درخواست کرتا ہون کہ یہ نوجوان راجپوت میرے سپرد کیا جائے۔

سلطان۔ منصور تیری خاطر سے مینے اسکے قصور معاف کئے اچہا اسکو اپنے ساتھ رکہو اور واپس چلتے میرے دربار مین حاضر کرنا

منصور۔ سر نیاز جہکا کر۔ بسر و چشم۔

سلطان۔ داؤد اب واپسی کا حکم دیتے ہین افغانستان کی گھاٹیون مین پہنچکر دو روز ٹھیرونگا اور اوسکے بعد سیدہا غزنی چلونگا۔

فوج مین واپسی کا حکم دیا گیا اور تمام سپاہی خوش شادان و فرحان شمال کی طرف واپس روانہ ہوگئے۔

نوان باب

نظرے خوش گذرے

وہ سنگستانی سلسلہ جو پشاور کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور شمال کیطرف ہمالیہ کے چوٹیون سے ملتا ہوا کوہ ہندوکش تک چلا گیا اسکے بعد منظر بہت دلچسپ اور نہایت دلفریب واقع ہوئے ہین۔ اگرچہ برفباری اور بعض وحشی اور رہزن قومون کی وجہسے یہ مقامات اکثر سنسان اور خوفناک رہا کرتا ہے مگر جن لوگون کو ان پہاڑون کی سیر اطمینان کے ساتھ نصیب ہوجاتی ہے وہ قدرت کی بہار دیکھتے ہین اور ان کے دل مین صانع قدرت کی وقعت ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی ہے صحرائی درندے کثرت ہین اور اُن آدمیون کے ہم پیشہ ہین جو اکثر یہان پھرتے اور سیر کرتے نظر آتے ہین۔ ان درندون کی آوازین ان دلفریب منظرون کو ہمیشہ ہولناک بنا دیا کرتے ہین۔ ہان اگر لطف حاصل ہوتا ہے تو اُن طیور سے جو ہمیشہ سبزہ زار چمن مرغزارون کے زندہ دل مہمان اور بزم قدرت کے خوش گلو ہوا کرتے ہین اسوقت جبکہ ہمنے اپنے دوستون کو اس دلفریب سین مین پہونچایا ہے یہان معمول سے زیادہ لطف پیدا ہوگیا ہے اسلئے کہ ابر کا ایک ٹکڑا برس کے نکلگیا ہے اور آسمان کے نیلگون گرد وغبار سے صاف ہوکر خوب نکھری نکل آئی ہے۔ اگرچہ ابر برسنے والا نہین ہے مگر سفید آبدار ابر کا جال آسمان پر پڑا ہوا ہے جسے ہوائے تند کے جہونکے ادہر اودہر اوڑالے کے ساعت بساعت ایک نئی وضع مین دکھاتی ہین سبزہ زار کی

شادابی خوب اوبھر کے چمک رہی ہے اور ہرے ہرے درختوں کے رنگ مین اس قیامت کی دلفریبی ہے کہ دل بے اختیار اونکا شیدا ہوا جاتا ہے یکایک ایک طرف سے فوجی طبل کی آواز آئی اور آتے ہی چارونطرف کی پہاڑیون مین گونجی یہ سین بالکل آواز سے بھر گیا اور وحشی مخلوق نے اس سین مین ایسی بیقراری پیدا کردی کہ سب کے سب گھبرا کے اوڑے اور کچھ دیر تک فضائے عالم مین چلکر پہاڑیونکی اونچی چوٹیون پر جا جا کے بیٹھنے لگے طبل اور قرنا اور تمام فوجی باجون کی آوازین اسقدر غالب ہوئین کہ وہ سین جو ابھی بزم عشرت معلوم ہوتا تھا اور جسمین طیور کی نغمہ سرائی نے سرود دلدادہ کیلئے ایک از خود رفتگی کا سامان کر دیا تھا وہی سین اب میدان رزم بنگیا اور شاہی رعب وداب اور اسلامی ہیبت وحیرت نے ان طیور کو جو اوڑ اوڑ کے اونچی پہاڑیون کی چوٹیون پر جا بیٹھے تھے وہان سے بھی اوڑا دیا گیا ناگہان ایک افسر نے جو علم اسلامی ہاتھ مین لئے تھا آگے بڑھکر ایک سطح مقام پر نیزہ گاڑ دیا۔ وہی جسمین دولت غزنویہ کا جبروت ظاہر کرنے والا پھریرہ لگا ہوا تھا ہوا کے تند کے پھریرہ کے ساتھ۔ شوخیان کرنے لگی اور پھریرے نے اپنے لہرانیکی رعب وداب آواز سے دکھانا شروع کیا وہ کس اقبال وقت مندی کیساتھ سرزمین ہند سے واپس آیا ہے اس جھنڈیکو ایک خاص مقام پر نصب دیکھ کے کل سوار ٹھہر گئے اور افسر ہر طرف بڑھ بڑھ کے قیام اور پڑاؤ کا سامان کرنے لگے بہت پھرتی سے کام لیا گیا اور تھوڑی دیر مین اوس منظر کی صورت بدلگئی یا تو کھلا ہوا میدان تھا کسی طرف انسان کا نام ونشان نہ تھا اب جو دیکھتے ہی تو ہر چہار طرف خیمے ہی خیمے نصب ہین آدمی ادہر اودہر سیر کرتے پھرتے ہین بازار لگے ہوئے ہین بازار لگے ہوئے ہین جا بجا نشان اور جھنڈیان اڑ رہی ہین وہ جھیل جسمین نہرین پہاڑیونکی بلندی سے آکر گرتی تہین اب لہرین لے رہی ہین۔ موزون سے اس فوجی خیمہ [illegible] سے پرشان خیمہ کے قریب فرما رہی تہی باہم

نکل کے بآواز بلند اذان دی اور وہ آواز سراپا جلال جو ہندوستان کے بتکدون
کو درہم برہم کرانی تہی ان سرحدی پہاڑیون مین گونجی خداے واحد لایزال
کا نام سنتے ہی تمام پیرو توحید اور مجاہدین اسلام کی زبان سے بیساختہ کلمہ اللہ
اکبر نکلگیا اور وہ بہادر جو دنیا کے تخت و تاراج الٹ کے مرد میدان بنگئے تہے
کچہہ خوف زدہ سے ہو کے کانپ اوٹھے اور تمام عساکر اسلامیہ کے جوش وخروش
کو اس آواز نے چاہے کسی اور موقع کے لئے بڑہا دیا گیا مگر اسوقت فرو کرکے
سب کو ساکت کر دیا سپاہی جوق جوق جہیل اور نہرون کے کنارے بیٹھ بیٹھ
کے وضو کرنے لگے اور مسجد کا تمام صحن جو بہت بڑا رکہا گیا تہا اور نمازیون سے
بہرگیا اور کچہہ دیر انتظام رہا ذرا دیر کے بعد خود سلطان اپنے خیمہ سے برآمد ہو کے
مسجد مین داخل ہوگیا تو موذن نے اوٹھکر تکبیر کہنا شروع کی سب لوگ بہی کہڑے
ہوگئے اور افسران فوج پرہ جرہ سے درست ہونے لگے امام نے پہر وہی جلال
آمیز کلمہ اللہ اکبر اور نیت باندہ کے نماز ادا کی جس مقام پر یہ مسجد تہی اس
سے ذرا شمال کی طرف ہٹ کے ایک سرسبز پہاڑی ہے اور اوسکے ہری ہری
درختون کے نیچے لہراتی ہوئی اوسکی نہرین آتی ہین جو آکے جہیل مین گرتی ہین اور
اسوقت بوجہ اسکے کہ پانی برس کے کہل گیا ہے نہرون سے زیادہ پانی آتا
ہے اور بڑے زور شور کے ساتہ جہیل مین گرتا ہے اس پانی کے گرنیکی آواز کی
وجہ سے موذن کی آواز جو رکوع اور سجود کے وقت زور سے اللہ اکبر بلند کرتا ہے
دور تک نہین جاتی اور اس سبزہ زار تک جو پہاڑی اور جہیل کے درمیان مین
واقع ہے صرف پانی ہی کی آواز سنی جا رہی ہے اسی سبزہ زار مین عام لشکرگاہ
سے علیحدہ بہت سے خیمہ نصب ہین جن کے گرد سخت جنگی پہرہ ہے اور افغانی
سپاہی اور غزنوی اور عربی جوان بڑی سرگرمی سے ننگی تلوارین ہاتہون مین چارو
طرف ٹہل رہے ہین مگر ان لوگون کے خیمے سے باہر ایک نہر کے بالکل کنارے
ایک چہوٹا سا خوشنما خیمہ ہے مگر وہان بہی ترکی موجود ہین اور انکی وضع اور حرکات

سے معلوم ہوتا ہے کہ پہرہ کی غرض سے نہین بلکہ اُس شخص کی خدمت کے لئے ہین جو خیمے مین ہوگا - یہ تمام خیمے کن لوگون کے ہین اور انکی حراست کیجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرزمین ہند کے بدنصیب قیدی ہین - جو پہلے مہاراجہ اجمیر کے وفادار جان نثار تہے اور آج دولت غزنویہ کے قیدی اور خدا جانے آگے کیا حشر ہوگا -

مگر اس خیمہ مین کون ہے جو ان سے علیحدہ ہٹکر اور زیادہ عزت کیساتھ رکہا گیا ہے اس مین مہاراجہ اجمیر کی جگر گوشہ کنواری سوہنا ہے جس کی جدائی نے راجہ کے دلکو خدا جانے کیا صدمہ پہنچایا ہوگا - سوہنا نے جیسا احسان نوجوان منصور کے ساتہ کیا تہا اس سے زیادہ منصور اوسکے ساتہ تخلق و مروت پیش آیا اگرچہ سلطانی حکم کے بموجب اوس کا خیمہ قیدیون کے خیمہ کے نزدیک رکہا گیا - مگر اور ہر حیثیت سے اوسکی خاطر و مدارات اور دلدہی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا جاتا تہا - خود منصور کا خیمہ گو کہ سلطانی خیمہ کے پاس تہا مگر وہ اکثر اوقات اسی خیمہ کے قریب رہا کرتا تہا - لریا عذرا اور اوسکی بہن لیلا کو بہی اوس نے شاہزادی سوہنا کے خیمہ مین رکہتا تہا - کہ سوہنا کے دل مین کسی قسم کا خیال نہ گذرے سفر کے اوقات مین جبکہ فوجین قطع منازل ہوتی تہین وہ اسی محل کے پاس رہا کرتا تہا جسمین شاہزادی سوہنا ہوتی تہی اور اوسکے بعد ہی عذرا اور لیلا کے محل ہوتے تہے -

اسوقت اوسکے نماز کے لئے منصور سوہنا سے رخصت ہوکے گیا اور بعد فراغت فوراً واپس آنیکا وعدہ کر گیا ہے اس خیمے کی نشستگاہ [illegible] دل ہی دل مین اس کا انتظار کر رہی ہین اور بار بار خیمے کے پردہ کی حرکت پر آنکہ اوٹہا کر دیکہ لیتی ہین انتظار کی باتین جب [illegible] تو سوہنا لیلا کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی

سوہنا - منصور ابہی تک نہین آئے ابہی آنیکو کہہ گئے ہین ؟

لیلا - ہان وعدہ تو ابہی آنیکا کر گئے ہین - شاید سلطان نے کسی کام کے لئے

یہ کہکے لیلا بولی بہت ہی دیر ہوئی -

سوہنا - نماز کتنی دیر مین ہو جاتی ہے -

لیلا - نماز دم بھر مین ہو جاتی ہے - ہان لوگون کے انتظار مین جسقدر دیر ہو

سوہنا - سلطان نے روک لیا ہوگا تو مین جانتی ہون کہ دیر مین آئینگے

لیلا - ہان کسکی مجال ہے کہ بغیر اجازت کے سلطان دربار سے اٹھکے چلا جائے

یکایک پردہ اوٹھا اور دلیر و خوشرو نوجوان منصور خیمہ مین داخل ہوا اوسکی صورت دیکھتے ہی یہہ سب عورتین دلمین خوش ہو گئین -

منصور - آپکو گئے بہت دیر ہوئی کیا سلطان سے کچھہ باتین کرنے لگے تھے -

منصور - نہین صرف نماز مین ہی مشغول رہا - جسقدر دیر ہوئی لوگون کے انتظار مین ہوئی سپاہی ابھی ابھی صحرا مین ٹھہرے تھے اور اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو گئے تھے انہین آتے آتے بہت دیر ہوئی -

سوہنا - میرا دل آپکی راہ دیکھتے دیکھتے گھبرا اوٹھا تھا -

منصور - شاید آپکی دلچسپی کے لئے مین نے عذرا اور لیلا کو یہین رکھا -

سوہنا - مگر مین تو اپنے انتظار سے گھبرایا کرتی ہون -

یہ جواب سنکے منصور چپ ہو گیا اور دلمین سوچنے لگا کہ سوہنا کے ساتھہ کیا کاروائی کیجائے اگرچہ اوسکے مذہب کیموافق اسکے کھانے پینے کا انتظام کر دیا گیا ہے تو اوسے کسی قسم کی تکلیف نہین ہے مگر وہ زیادہ اس امر کی آرزومند ہے کہ مین اوسکے پاس بیٹھا رہون - میرے نزدیک اس کے پاس رہنا زیادہ مناسب نہین ہے اوسی کے حق مین مضر ہوگا - مین جانتا ہون کہ وہ مجھسے محبت کرتی ہے مگر اول تو میرے دل مین عذرا کی الفت کا نقش قایم ہو چکا اور جو دل مین عذرا کو دے چکا تو ممکن نہین کہ اور کسیکو دیسکون دوسرے سوہنا اپنے ملک اپنے خاندان مین سخت بدنام ہو گئی اپنے باپ اور عزیزون کی نظر مین ذلیل ہوگی - اگر وہ ان باتونکا بالکل خیال نکرے میری بدنامی ہوگی اگر مین اوسکو اوسکے مذہب یا جوش

سے نزد کون منصور دیر تک ان خیالات کے دریا مین غرق رہا۔ موہنا اور عذرا لیلا سب منتظر تھین کہ منصور سر اٹھا کر شگفتگی اور دلچسپی کیساتھ باتین کرے مگر وہ فکر کے بیابان مین اس شدت سے گرم سیر تھا کہ جو جو دیر ہوتی تھی اوسکے بشرہ سے تھکن کے آثار بھی نمایان ہوتے جاتے تھے۔

ناگہان ایک خادم نے آکر عرض کیا۔ حضور سلطان نے یاد فرمایا ہے اور آپکے منتظر بیٹھے ہین۔

منصور۔ (چونک کر) مجھسے کچھ کام ہو؟ اتنا کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ سب سے رخصت ہوکر دربار سلطانی کا راستہ لیا۔

جسوقت منصور سلطان کے خیمہ مین پہنچا ہے اسوقت تمام اہل دربار جمع تھے اور شعرا تہنیت اور فتحمندی کے اشعار پڑھ پڑھ کر سلطان کے حوصلے اور ولولے مین ایک تازہ جوش پیدا کر رہے تھے۔ گذشتہ کامیابی اور فتحمندی نے سلطان محمود اور اوس کے فوجی افسر کیا معنی ہر اسلامی سپاہی کے دلمین ایک ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ سارا دربار جوش طغیان کیساتھ اس تعصب کے دور مین جب بتپرستون اور مشرکون کی سرزمین سے نکلکر افغانستان کی حدود مین قایم ہوا تھا شعرا کو سب سے عمدہ موقع تہنیت اور فتح اور [illegible] دربار مین ملا تھا شعرا بھی کون جنکی بعد نظم فارسی انہین کے رنگ اور انہین کی تقلید پر چلتی رہیگی۔ فردوسی سے پرزور سمجھے کہ جنکا ہر لفظ ایک رجز کا اثر رکھتا تھا۔ دیر تک تمام دربار کے حاضرین کو خاموش بنائے رکھے جب شعرا کو اپنی طبع آزمائیان دکھانے سے فرصت ملی تو سرداران فوج نے اوٹھ اوٹھ کر سلطان کو مبارکبادی دی۔ ان باتون کے بعد اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا بہادران اسلام الحمدللہ کہ آج ہم سب اپنے وطن کو سرخرو اور کامیاب جاتے ہین تمہاری جرات اور شجاعت نے جو ہدیہ تمہارے نذر کیا ہے یعنی بتپرست قیدی انکی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔

منصور۔ حضور کا اقبال ہمیشہ یون ہی بلند رہے اور دشمن کو سلطانی علم کے سامنے یون ہی ذلت نصیب ہو میری رائے مین تمام قیدیونکو بالفعل یونہی ہماری ساتھ غزنی جانا چاہیے۔ وہان پہونچکر حضور کی مرضی کے موافق ان کا فیصلہ کیا جائے تو مناسب ہے۔

سلطان۔ منصور اچھا مین تیری رائے کو تسلیم کرتا ہون۔ راجہ کی لڑکی جو تیرے سپرد کیگئی تھی وہ کہان ہے اور کیا وہ بھی غزنی چلیگی۔

منصور۔ جو حضور کی رائے ہو مگر میرے نزدیک تو وہ رحم اور شفقت سلطانی کی مستحق ہے اس نے ایک جان نثار سلطان کیساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔

ایک عالم دربار۔ حدیث مین آیا ہے اکرموا عزیز قوم ذلیل حتی الامکان نیک کو سلوک کرنا چاہیئے۔

سلطان۔ اوس کے ایسے شریفانہ برتاؤ کا معاوضہ کیونکر کیا جائے۔

عالم۔ حضور میرے نزدیک تو سب سے زیادہ یہ مناسب ہے کہ وہ نہایت قدر و منزلت اور عزت و احترام کیساتھ اپنے باپ راجہ اجمیرش کے پاس بھیجدی جائے اس کارروائی سے تمام راجاؤن پر حضور کا بہت اچھا اثر پڑیگا۔ راجہ اجمیرش حضور کا درم ناخریدہ غلام ہو جائیگا اور اوسکی بیٹی کی دلی آرزو پوری ہوگی۔ اور قطع نظر ان تمام باتون کے انسانی حمیت کا مقتضی یہی ہے۔

سلطان۔ مین نے اس بارہ مین منصور کو مختار کردیا۔ منصور تم بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہو۔

منصور۔ حضور نہایت مناسب ہے (دل مین) اگرچہ سوہنا یہ سنکر دل مین بہت رنجیدہ ہوگی مگر کیا کیا جائے اب اسکے سوا اور کسیطرح ممکن نہین کہ مجھے اس جھگڑے سے نجات ملے۔

سلطان۔ اچھا تو اب یہ تجویز کرنا چاہیے کہ یہ لڑکی کیونکر اور کسکے ہمراہ مہاراجہ اجمیرش کے پاس بھیجی جائے اس لئے کہ اب ہم راجپوتانہ کی سرحد سے بہت دور نکل

آسئے ہین راستے ڈاکوؤن اور لوٹیرون سے بھرے ہین۔

منصور۔ حضور خود راجہ کی فوج کے بہت سے لوگ گرفتار ہین ان مین سے چند اور لوگ منتخب کر لئے جائین جو راجہ کی بیٹی کو اپنے ساتہہ لیجائین اور بعض راجپوت سلطان کے جان نثارون مین شامل ہین انہین سے کوئی معزز اور لایق حضور کے طرف سے ہمراہ چلا جائے کیا خوب ہو اگر بلدیو سنگہ جو ایک عرصہ سے حضور کے دامان عاطفت مین پرورش پا رہا ہے اور مختلف موقعہ پر آستان سلطانی کا جان نثار ثابت ہو چکا ہے وہ موہنا کے ہمراہ روانہ ہو۔

سلطان۔ منصور مجھے تیری رائے سے اتفاق ہے بلدیو سنگہ اس شاہی خیمہ مین ایک طرف مودب بیٹھا ہوا تہا سلطان نے اسکی طرف دیکھا تو وہ فوراً اوٹھا۔

سلطان۔ بلدیو سنگہ تم میری طرف سے اس لڑکی کے ہمراہ جاؤ اور اوسکو میری طرف سے اوسکے باپ کے پاس بطور ہدیہ کے پیشکش کرو۔ اوس سے کہہ دینا کہ تیری سرتابی نے اگرچہ تجھے اس انعام اور اس دوستانہ تعلق کے قابل نہ رکھا تہا مگر تیرے ساتہہ شریفانہ برتاؤ سے پیش آتا ہون۔ تیری لڑکی جس کی یہان دہرم کی نگہداشت کی گئی اور جسکی عزت و آبرو کو مین نے بہت ہوشیاری کیساتہہ بچایا ہے وہ تیرے پاس اسیطرح پاکدامن بھیجی جاتی ہے اسے اپنے محل مین بیٹھا اور خدا کا شکر ادا کر جسکی خدائی کو تو نے اپنے اعتقاد و شرک سے آجتک نہین مانا۔ موہنا نہایت شریف خیال کی لڑکی ہے۔ خبردار تو اسکو نہایت عزت اور تعظیم کیساتہہ لیجانا اور ہمیشہ اس سے بادب پیش آیا۔

بلدیو سنگہ۔ (سر نیاز جھکا کر) خداوند۔ مین نہایت ادب کیساتہہ اسکے ہمراہ جاؤنگا اور احکام سلطانی کے بجالانے مین پوری سرگرمی دکھاؤنگا۔

سلطان۔ منصور تو جاکے موہنا کو یہ خوشخبری سنا اور راجیرش کے قیدیون مین سے جن جن کو تو وہان پہنچانا چاہتا ہے اونکو منتخب کر کے کیونکہ اس بارہ

مین نے تجھے پورا اختیار دیا ہے -

منصور اسوقت یہ شفقت آمیز خطاب شاہی سنکے اوٹھ کھڑا ہوا آداب شاہی بجالایا اور شاہی خیمہ سے نکل کے روانہ ہوا - راستہ مین وہ اپنے دل سے باتین کرتا جاتا تھا اور پریشان تھا کہ سوہنا سے اس مضمون کو کیونکر بیان کرے وہ اپنے دلمین بخوبی سمجھا ہوا تھا کہ سوہنا اس احسان کو احسان نہ سمجھے گی وہ کسیطرح نہین چاہتی کہ اپنے باپ کے پاس جائے - مگر جب اپنی حالت کا خیال کرتا تھا تو اور زیادہ پریشان ہوتا تھا کیونکہ اوسکے نزدیک یہ کسیطرح ممکن نہ تھا کہ اپنی دلہن دہ معشوقہ کو جدا کر دے سکے - آخر اوس نے اس امر پہ فیصلہ کر لیا کہ سوہنا کو ہمیشہ کے اوسکے باپ کے پاس بہیجدینا چاہئے اس قسم کے خیالون مین محو تھا اور سوہنا کیطرف نہ دیکھتا تھا جب خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہ اپنے ہوش مین آیا اور سوہنا کی محبت بھری آنکھین دیکھ دیکھ اور دل مین پریشان ہونے لگا - منصور کی صورت پر آثار فکر دیکھکر سوہنا نہایت ہی پر محبت لہجہ مین پوچھنے لگی -

کیون تم اسوقت فکرمند کیون ہو -

منصور - کچھ نہین -

سوہنا - آخر کچھ معلوم تو ہو -

منصور - سلطان اسوقت ایک ایسا حکم دیا ہے جو شاید آپکی مرضی کے خلاف ہو -

سوہنا - کیا میرے لئے کوئی سزا تجویز کی ہے -

منصور - نہین مجھے حکم ہوا ہے کہ آپکو مع آپکی فوج کے چند منتخب افسرونکو نہایت عزت و آبرو کیساتھ آپ کے والد مہاراجہ اجمیرش کی خدمت روانہ کرون اور بلدیو سنگھ ایک معزز راجپوت کو جو سلطان کے جان نثارون مین ہی آپکے کے ہمراہ اجمیر تک جانے کا حکم ہوا ہے -

یہ سنکے سوہنا کی صورت سے آثار حزن و ملال ظاہر ہونے لگے اور ایک آہ سرد

ہو کے کہنے لگی مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ سلطان کی طرف سے میرے ساتھہ اچھا برتاؤ نہین کیا گیا اول تو یہہ ضرور ہے کہ میرے ساتھہ جے رام کو بھی رہائی دیجائے اور بعد ازان یہہ مجھسے کوئی دقیقہ دشمنی کا نہ اوٹھا رکھیگا۔ اب وہ میرے خون کا پیاسا ہے۔

منصور۔ کیا آپ چاہتی ہین کہ جے رام کو رہائی نہ دیجائے اور یہہ باسانی میرے امکان مین ہے کہ اسکو ہمیشہ کے لیئے قید رکھون یا اسکو قتل کرڈالون۔ اگرچہ یہہ دونون امر میری مرضی کے خلاف ہین مگر آپ کے کہنے سے مین ان گناہون کا مرتکب ہوجاؤنگا۔

موہنا۔ مین اپنے لیئے کسی پر ظلم کرنا نہین چاہتی یہہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا کہ دوسرے کی بابت کوئی رائے دون۔ آپ اوسکو سب سے پہلے آزاد کیجئے وہ اجمیر شہ کا سچا دوست اور مہاراجہ کا جان نثار ہے۔ اس نے ہمارے راجہ کی بڑی بڑی خدمتین کی ہین۔ مین کیونکر کہون کہ آپ اسکو نچھوڑے۔ بیشک چھوڑ دیجیئے مگر کیا یہہ نہین ہوسکتا کہ سب چھوڑ دئے جائین اور مین یہین رہون۔

منصور۔ سلطان کے حکم سے کیونکر سرتابی ہوسکتی ہے اگرچہ یہہ سوچ چکا ہون بیشک سلطان کے خلاف ہوگا۔ بعض ملکی ضرورتون سے سلطان چاہتے ہین کہ مہاراجہ اجمیر شہ کو اپنا احسانمند بنالین اور اسکے لیئے اس سے زیادہ مناسب کوئی تدبیر اونکے خیال مین نہین ہے۔

موہنا۔ کیا یہہ بھی نہین ہوسکتا کہ مین خود سلطان کے سامنے پیش کیجاؤن اور اون کے سامنے جاکر دست بستہ عرض کرون کہ مجھے گوارا ہے کہ سلطان کی ہمیشہ لونڈی بنی رہون مگر ہان راجہ صاحب کے پاس بھیجی جاؤن۔ آپکو نہین معلوم اب مین وہان کسی کام کی نہین آپ ہزار اطمینان دلائین اور مین لاکھہ قسمین کہاؤن مگر وہان کسیکو یقین نہ آئیگا کہ اتنے دنون مسلمانون کے قبضہ مین رہکر بیحرمت نہین ہوئی ہندؤن کا اعتقاد ہی ایسا واقع ہوا ہے وہ لوگ ذرا ذرا سی بات

پر بدگمان ہوجاتے ہین اور ان کے خیال مین اپنی قوم سے جدا کرنے کے بعد انسان اپنے دھرم مین رہ ہی نہین سکتا۔

یہ سنکر نوجوان منصور خاموش ہوگیا اور دل مین سوچنے لگا کہ یہ کسیطرح ممکن نہین۔ سلطان سے بہ منت و التجا اپنی آرزو ظاہر کرے اور وہ راضی نہو جائین انکا تو یہی منصوبہ ہے کہ سوہنا کو اوسکے احسانات کا بدلہ دین جب یہ اپنے باپ کے یہان جانے پر راضی ہی نہین تو وہ ہرگز اسپر جبر نکرینگے اب کیا کیا جائے کچھہ نہین بنتا۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون اس کا یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ منصور یہ سوچکر متفکر سا ہوگیا سوہنا سمجھہ گئی کہ اوسکی درخواست نے منصور کو خاموش کر دیا ہے اور اوسکے علاوہ منصور میرے اصرار کی وجہسے ایک فکر اور پریشانی کے عالم مین ہے۔

اون جذبات نے اوس کے دل مین جوش مارا جو پاک اور سچی محبت نے پیدا کر دیئے تھے ایک بیتابی کی فوری جوش کو دبا کر دل مین بولی۔ منصور اگر میری ان درخواستون کی وجہ سے آپ تردد مین پڑگئے ہین تو میری اس گستاخی کو معاف کیجئے۔ مین سلطان سے بہی کچھہ نہ کہونگی اور میرے حق مین جو کچھہ تجویز کیا ہے مین اوسے خوشی سے گوارا کرتی ہون۔ چاہے مجھپر کتنا ہی بڑا ظلم ہوجائے مین آپکی مرضی کے خلاف نکرونگی۔

ان باتون نے نوجوان منصور کے دلپر بہت بڑا اثر کیا۔ اوس کے دل مین یہ ان خیالات نے ہجوم کیا۔ افسوس مین اپنی محسن شاہزادی سوہنا پر ظلم کرتا ہون ابھی تک تو غنیمت ہے کہ اسکے خیال مین سارا الزام سلطان کے سر ہے اگر کہین خدانخواستہ اوسے یہ معلوم ہوجائے کہ مین خود اس رائے اور تجویز کا محرک اور بانی ہون تو اوسکے دلپر کتنا بڑا صدمہ گذرے آہ کیا کرون اب تو اس کے یہان رہنے مین اور خرابی ہے اس لئے اگر یہ یہان رہیگی تو اسے یہ ضرور معلوم ہوجائیگا کہ یہ میری ہی رائے تھی کہ شاہزادی سوہنا اجمیر بہیجدیجائے اور اس

وقت اسکی نظر مین میری بڑی سبکی ہوگی اور بےعزتی ہوگی۔ پھر بھی یہی مناسب ہے کہ راجہ اجمیر چلی جاے وہان اسکے دل سے نکلجایگا۔ اور یہ تمام اون قومی ذلتون سے بھی محفوظ رہیگی جو اسکو اپنی قوم مین نصیب ہوتین۔ افسوس اسکی محبت نے میرے دل مین بھی جگہہ کرلی ہے اور مین عرصہ تک موہنا کے خیال مین محو اور موہنا کی صورت کا دیوانہ ہونگا۔

یہین تک لکھنے پایا تھا کہ خادم نے عرض کیا۔ حضور پہرے کا سپاہی عرض کرتا ہے کہ بلدیو سنگہ سلطان کے حکم کی تعمیل کے لیے مع اپنے دیگر سوارون کے دروازہ پر حاضر ہوے ہین۔

اس آواز کے سنتے ہی موہنا نے ہزار ضبط کیا اور لاکھ روکا مگر اس کے چہرہ کا رنگ اڑگیا اور گھبرا کے کہنے لگی کہ کیا آپ یہی فیصلہ ہوگیا کہ مین آپ سے جدا ہونگی؟ اور کیا اب آپ نے بھی گوارا کرلیا کہ مین سپاہ ہمرہ ہوکے وطن جاؤن؟

منصور۔ میرے نزدیک تو آپ کے وہان جانے سے راجہ صاحب کا کلیجہ ٹھنڈا ہوگا اور تمام اجمیر شریف کے لوگون کو بے انتہا مسرت ہوگی۔ ہان اگرچہ آپ کے ساتھ یہان کسی قسم کی زیادتی کیجاتی اور آپ پر جبر و تشدد ہوتا یا آپ کے اصول مذہب کے خلاف کوئی کارروائی کیجاتی تو شاید وہان کے لوگ آپکو افسوس اور حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور یون تو گھر گھر خوشی کے شادیانے بجین گے۔

موہنا۔ آپ ہندو دہرم سے ابھی واقف نہین ہین مین نے کہدیا کہ وہان خواہ مخواہ بدگمانی ہوتی ہے یہی کیا کم ہے کہ مین آریہ ورت اور ہندو دیش سے نکل کے ان اعتقاد کے موافق ملکشون کے دیش مین گئی۔ اون کے نزدیک اتنے ہی مین آدمی بے دہرم ہوجاتا ہے۔

منصور۔ افسوس سلطانی حکم سے کوئی چارہ نہین میرے نزدیک تو آپ جائیے اور خوشی خوشی اپنے والدین سے ملیے۔ سلطانی حکم کی تبدیلی اب کسی کے امکان مین نہین ہے اتنا کہکر منصور تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر خود بخود چونک کے

سے کہنے لگا واہ واہ! بلدیو سنگھ خیمہ کے باہر کھڑے ہین اور جبتک ان کا آنا بھول ہی گیا آپ اب سفر کا سامان کیجئے مین ابھی واپس آؤنگا۔ یہ جملہ سنکے شاہزادی سوہنا نے حسرت اندوہ کی وضع سے نہایت مایوسی کے ساتھ سر جھکا لیا اور نوجوان منصور کا روانگی پر پچھتایا اور غم کھاتا ہوا خیمہ سے باہر نکلا۔ سلطان محمود کی فوج کا وفادار اور جان نثار بہادر بلدیو سنگھ انتظار مین کھڑا تھا۔ منصور کی صورت دیکھتے ہی اوسنے فوجی قاعدے سے سلامی دی اور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

منصور۔ بلدیو سنگھ تم نے سفر کا سامان کر لیا؟

بلدیو سنگھ۔ سب سامان درست ہو گیا۔

منصور۔ کسی بات کا انتظار تو نہین ہے۔

بلدیو سنگھ۔ کسی بات کا نہین آپ کا حکم ہو اور مین اجمیر شریف کی طرف روانہ ہون

منصور۔ اچھا تو ایک عمدہ سکھپال منگواؤ اور خبردار اس کا خیال رہے کہ سوہنا کو راستہ مین کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پاوے۔ اگر ذرا بھی تکلیف ہوئی تو تم کو نہایت سخت سزا ہوگی اور وہان ہر طرح سے راجہ اجمیر شریف کا اوسکی پاکدامنی مین کسی قسم کا فرق نہین آنے پایا یہ بھی کہدینا کہ اسکے کھانے پینے کے لئے بھی ہندو دہرم کے موافق پوری احتیاط سے انتظام رکھا گیا تھا۔

بلدیو سنگھ۔ مین یہ تمام باتین بخوبی راجہ کے ذہن نشین کر دونگا۔ آپ مطمئن رہیئے خود سلطان نے مجھے اس امر مین ہدایت فرما دی ہے اور اب عجلت فرمائیے کیونکہ تھوڑا دن باقی ہے۔ مین آج ہی ان گھاٹیون سے نکل جاؤن گا اور جلد سے ہندوستان کے کھلے میدانون کا سفر کر کے بہت جلد اجمیر شریف پہنچ جاؤن گا۔

منصور۔ آپ کے ساتھ کتنے سوار جائینگے۔

بلدیو سنگھ۔ میرے ساتھ میرے کل ہمراہی جنکا شمار دس ہزار ہے اگر آپ ضرورت سمجھین تو اور تھوڑے سے سلطانی سپاہی بھی لیلون۔

منصور۔ نہین دس ہزار جوان کافی ہین کوئی جنگی مہم نہین ہے صرف بطور سفارت کے جاتا ہے اسکے لئے یہ بہت ہین مگر ہان دو چار ترک اور غزنی کے افسر بھی ہون تو اچھا ہے کیونکہ وہ سلطانی وقعت اور عزت کو راجہ پر اچھی طرح ظاہر کر دینگے۔

بلدیو سنگہ۔ آپ جن لوگون کو فرمائین مین ہمراہ لے آؤن۔

منصور۔ تم کو اختیار ہے جن افسرونکو چاہو اپنے ہمراہ لو۔ اب مجھے زیادہ باتون کی فرصت نہین۔ سواریان منگواؤ۔ یہ کہکے منصور اندر آیا اور شاہزادی سوہنا کی طرف دیکھکے کہنے لگا۔ اب سب باتون کا سامان ہوگیا۔ جلدی تیاری کیجیے کیونکہ سواری اور وہ سب لوگ جو آپ کے ہمراہ جائینگے حاضر ہو چکے۔

اس جملہ نے سوہنا کو بالکل سست اور شکستہ دل کر دیا اور ہجوم یاس نے زبردستی سر جھکا دیا آہ اس کا سر ایسا جھکا کہ کسیطرح اوٹھتا ہی نہ تھا۔ دیر تک انتظار کرنے سے منصور نے جھک کر دیکھا تو اوسکے رخسارونپر آنسو جاری ہین اگرچہ آواز نہین نکلتی لیکن گویا آنسوؤن کے دریا مین ایک ڈوبتی ہوئی کشتی کیطرح ڈگمگا رہی ہین یہ عالم دیکھکے منصور کے دل پر گویا تیر لگا اوس کا بھی دل بھر آیا اور کہنے لگا کوئی رونیکی بات نہین ہے یہ تو خوشی کی بات ہے کہ تمکو اپنے باپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ وطن کی صورت نظر آئیگی۔ وہ ماں جسکو تمہاری مفارقت مین خدا جانے کیا کچھ صدمہ ہوگا تمکو سینہ سے لگا کے اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کریگی ان باتون نے سوہنا کا دامن صبر چاک کر دیا اسمین بالکل سکوت کی طاقت نرہی بے اختیار ایک آہ سرد کھینچ کے کہا۔ منصور! تم مین جانتی ہون اب کیا ضرورت ہے کہ اپنے دلی خیالات کو مخفی رکہون۔ سنو مین اپنے دل سے مجبور ہون۔ مگر کچھ ہو یہ دل تمہارے خیالات کو کبھی نہ بھولیگا۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے بے تعلقی ظاہر کی مگر سچ کہتی ہون جبتک میرے امکان مین ہوگا تمہارا ساتھ نچھوڑونگی اسوقت جاتی ہون مگر وہ دن بہت جلد آنیوالا ہے کہ تمہارا ساتھ پائی موجود ہونگی جو کچھ کہنا تھا مین کہہ چکی اب میرے سوار ہونیکا انتظام کرو۔

ان باتون نے کچھ ایسا اثر کیا کہ خیمہ مین ہر چہار طرف سکوت ہو گیا۔ منصور نے تو ندامت سے سر جھکا لیا اور عذرا اور لیلا نہایت وحشت اور حیرت کی نگاہون سے سوہنا کی اون چتونون کو دیکھنے لگی۔ جو کسیکو گویا سدہی ہونیکو نہین آتی تھی۔ لیلا آگے بڑھی اور سوہنا کے رخسارون سے آنسو پونچھنے لگی۔ ہمدردی کے ان حرکات کے ساتھہ اوسکی تسلی اور تشفی کے لئے زبان سے بھی یہ کلمات کہنی جاتی۔ پیاری بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے خدا کے لئے ضبط کیجئے مین دعا کرتی ہون اور آرزومند ہون کہ خدا پھر آپ سے ملائے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین سلطان پھر تھوڑے دنون مین ہندوستان آئینگے۔ اسوقت منصور ہم سب بھی آپ آپ سے ملینگے۔ سوہنا۔ اب ان باتون کا ذکر نکرو۔ میری قسمت ہی اچھی نہ تھی۔ اب مین تمسے رخصت ہوتی ہون۔ اتنا کہکے لیلا کے گلے سے لپٹ گئی۔ لیلا سے بھی صبر نہو سکا اور اوس کے رخسارون پر آنسو جاری ہو گئے۔ وہ بھولی پری وش عذرا جسکی پیاری صورت ہی کا یہ کرشمہ تھا۔ اس کے دل پر بھی ان کارروائیون کا عجیب اثر پڑ رہا تھا۔ وہ خاموش بیٹھی تھی۔ کبھی سوہنا کی صورت دیکھتی تھی کبھی منصور کے چہرے پر غور کرتی تھی۔

وسکو اسکا مطلق علم نہ تھا کہ سوہنا کیون مجبوراً اپنے باپ کے گھر بھیجی جاتی۔ بار بار اسکے دل مین سوہنا پر ترس آتا تھا اور وہ اوسکو ضبط کرتی تھی دل بھر آتا تھا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے تھے اور وہ نہایت خموشی کیساتھ سیلی آنکھین بچا کے ان امور کو دل ہی دل مین دبا دیتی تھی۔ لیلا سے رخصت ہوکر سوہنا نے عذرا کی طرف دیکھا اور ذرا بلند آواز سے کہنے لگی۔ عذرا آؤ تم سے بھی رخصت ہولون شاید میری صورت پھر تم نہ دیکھ سکو۔ یا مجھی کو اب پھر تمہاری زیارت کا موقع نہ ملے یہ کہکے خود بڑھی اور عذرا سے لپٹ گئی دیر کے بعد عذرا کو چھوڑا تو اوسکے گلابی رخسار بھی آنسوؤن سے بھیگے ہوئے تھے اوسکو روتے دیکھکر سوہنا بولی عذرا تم اپنے سادے دلکو کیون غمگین کرتی ہو اتنا کہا اور اوسکے رخسارون پر

ایک گرم جوشی کا بوسہ لیکر کہنے لگی۔ آہ ان رخسارون نے ہی مجھپر ظلم کیا۔ اس جملہ نے ان تمام لوگوں پر جو خیمہ مین تھے خدا جانے کیا جادو کر دیا کہ سب ایک حیرت اور سناٹے کے عالم مین آ گئے منصور جو دیر سے سر جھکائے ہوئے تھا یکبیک چونک پڑا اور نیز لیلا اور عذرا مین سے ہر ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگین۔ اسوقت ایسا سناٹا پیدا ہوا تھا کہ کسیکو کسی طرح کوئی لفظ زبان سے نکالنے کی جرات تک نہوتی تھی آخر سوہنا نے طلسم سکوت توڑا اور کہنے لگی اب اس محبت کا خاتمہ ہے مجھے جو کچھ کرنا چاہیئے تھا کر چکی اب اجازت دیجئے کہ مین سوار ہون۔ اصل مین سوہنا سمجھ گئی تھی کہ اس رخصت کا بانی خود منصور ہے وہ عذرا کی طرح بھولی نہ تھی۔ اگرچہ کمسن تھی مگر علمی لیاقت اور جوہر شجاعت نے اوسے پورا تجربہ کار بنا دیا تھا۔

یہ عجیب بات تھی کہ سوہنا جو زیادہ بیتابی ظاہر کرتی تھی وہ عذرا کی صورت سے بہت زیادہ ستم کشی اور حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات اوسکی جبین سے ظاہر ہونے لگتا تھا کہ وہ سخت آلودہ ہے اوسوقت اوسکے اون طبعی جوشون کی طرف بھی بالکل توجہ نہین کیگئی۔ آخر سوہنا کو ان سب سے جدا ہونا پڑا منصور نے اسوقت اپنے دلکو انتہا درجہ کا سخت بنا لیا تھا سوہنا نے جبسے سوار ہونیکی اجازت طلب کی وہ خیمہ سے باہر نکلا اور حکمدیا کہ سوہنا نے سکھپال مین سوار کرا دیجائے باہر آنیکے بعد جو دوسرا حکم اوسنے کیا وہ یہ تھا کہ بلدیو سنگھ جا کے راجپوت قیدیونکو دیکھ کے ان مین سے جے رام اور دس بارہ افسرون کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ جنکو رہائی دیجائیگی اور شاہزادی سوہنا کے ساتھ ہی اجمیر بھیجے جائینگے بلدیو سنگھ نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی اور جب سامان درست ہو گیا اور قیدیون مین سے آزاد کرنے کے لئے لوگ منتخب کر لئے گئے تو منصور نے روانگی کا حکم دیا اور بلدیو سنگھ کے دس ہزار ہمراہیون کا گروہ شاہزادی سوہنا اور دیگر قیدیون کو لیکے اسلامی لشکرگاہ سے روانہ ہوا

منصور نے اگرچہ دلپر جبر کرکے ان سب باتونکو تعمیل کرادی۔ مگر اوس کے دلپر جو جو چوٹین ہوہنا کے غم و اندوہ کے وجہ سے پڑی تهین روانہ ہوتے ہی اوسکے دل سے بے صبری کے آثار نمایان ہونے لگے جبتک شاہزادی کا جلوس نظر کے سامنے رہا اوسکی اودہر سے ہٹتی ہی نہ تهی اپنے خیمہ دروازہ پر حیرت زدہ اونکو دیکہہ رہا تها جو شاہزادی ہوہنا کے لئے جاتے تهے آخر وہ لوگ پہاڑی کی آڑ مین آگئے اور ادہر آنسوؤن نے منصور کی آنکہونپر پردہ ڈالدئے تهے وہ اپنے دل مین آپ لعنت ملامت کرتا ہوا اپنے خیمہ مین آیا اور پلنگ پر منہ چهپاکر پڑ رہا۔

دوسرے روز سلطان محمود کے لشکر نے مغرب کیطرف آگے کوچ کیا اور یہ سب لوگ غزنی کی طرف راہی ہوئے۔

دسوان باب

ہندوستان کا دوسرا سفر

اب ہم تاریخ کے اتنے ورق الٹ دیتے ہین کہ اسوقت سے جبکہ ہم نے نوجوان منصور اور ہوہنا کو جدا چهوڑا ہے دو برس گذر جاین۔ ہمکو نہین معلوم کہ غزنی مین سلطان محمود غزنوی اتنے زمانے تک کس کام مین مشغول رہا بظاہر یہ مدت ستانے اور اطمینان سے بسر کرنے مین گذری۔ کیونکہ اسنے عمدہ شکارگاہ یعنی سرزمین ہند کیطرف اوسنے اوس زمانہ مین توجہ نہین کی دو برس کے بعد۔ اوس کے دل مین پهر فتحمندی کا جوش پیدا ہوا اور اوسنے قصد پیدا کیا کہ دوبارہ ہندوستان پہونچکے نصرت و اقبال کے پهریرے اوڑائے ہندوستان بهی ایک زمانہ تک سکوت کے عالم مین رہا بعض غیرتمند راجاؤن نے چاہا کہ مسلمانونکو دوبارہ جرات نہو لیکن لوگ ایسی غفلت کی نیند سوئے تهے کہ محمود کا ایک ہی حملہ مین چونک

اگرچہ اسکے بعد پورا جوش ہو گیا۔ مگر محمود کے دوسرے سفر تک پورے ہندوستان مین اوسکے دفع کرنیکا خیال نہین پیدا ہوا تہا۔ راجہ اجمیر کو محمود غزنوی کے حسن دوستانہ برتاؤ نے پورا اطمینان دلایا تہا اوسکے خیال مین بہی نہ تہا کہ محمود اوسکی طرف رخ کریگا وہ اپنی بیٹی کی صورت دیکہکے محمود کا انتہا سے زیادہ ممنون ہوا تہا۔ شکر ہے تو [illegible] اسکو ان باتون پر جسقدر خوشی ہوئی زیبا تہی ایک یہ کہ سوہنا سی ایسی پاک نفس اور بہادر لڑکی نے پہر اپنے باپ کی آنکہونکو ٹہنڈا کیا۔ دوسرے یہ کہ اوسکے وزیر کا نونہال اور شجاع بیٹا جے رام پہر آکے راجہ کے تخت کے سامنے دست بستہ کہڑا ہونیلگا۔ ہم ابہی نہین کہہ سکتے کہ خود مختار سوہنا کے دل پر کیا گذری تہی۔ اور اوسکے دل کے ساتہہ وہ نوجوان منصور کا خیال کیا کاروائی کر رہا تہا۔ بہرحال اوس نے نظاہر اسباب یہ زمانہ نہایت تحمل اور سکوت وخاموشی سے اکتا گیا۔ خیال عالم مین اوس نے اپنی نظر کو ہر چہار طرف دوڑایا مگر ہندوستان سا اچہا خوش سواد جولانگاہ اور کوئی نظر نہ آیا مصمم ارادہ کرلیا کہ پہر اس زمین پر جاکے علم فتح اوڑایا جائے۔ دنیاوی حیثیت سے غازی کا خطاب ملنے کے علاوہ بت پرستی کے مٹانے اور توحید کے پہیلانے کا ثواب حاصل ہوگا۔ یہ ارادہ کرکے اوس نے کوچ کا حکم دیا۔ حکم پاتے ہی تمام غزنین مین ایک جوش پہیل گیا۔ دنیا طلبون نے ہندوستان کی مظلوم لونڈیون کو دیکہا کہ پہر ان سے اچہی اچہی گلچہرہ لونڈیان ہاتہہ آئینگی۔ بہادرون نے جنکی جلا برسون بیکار رہنے سے ماندہ ہوگئی تہی غور سے دیکہا کہ اب پہر ان پر نئے سرے جلا آجائیگی۔ غرض ایک بڑا جوش غزنین اور خاصتاً سلطان محمود کی فوج کے سپاہیون مین پیدا ہوگیا یہ ایسا جوش تہا جسکا نتیجہ سوا فتح وظفر کے اور کچہ ہو ہی نہین سکتا تہا اور اسی جوش نے ہندوستان مین اسلام کو کامیاب کرایا مگر اس سے ایک برس پیشتر ایک اور واقعہ ہوا تہا جس نے ہندوؤن پر پوشیدہ بہت بڑا اثر ڈالدیا بخارا کا رہنے والا ایک مسلمان عالم جس نے علوم فلسفہ اور خصوصاً اسلامی علم کلام مین بہت بڑی بصیرت حاصل کی تہی اوسکو شوق پیدا ہوا کہ ہندو

کی مقدس سنسکرت حاصل کی اور انکے علوم فلسفہ سے سرور روحانی حاصل کیے وہ کوئی سپاہی نہ تھا کہ غزنوی جھنڈے کے نیچے آکے ہندوستان کے سبزہ زار پر اپنی قوت کا سکہ بٹھاتا وہ ایک دیندار اور زاہد مشرب عالم تھا اوس نے کئی برس ہندوستان کی سرحد پہ قیام کرکے ہندو معاشرت اور ہندو مروجہ زبان مین ملکہ حاصل کیا پھر آگے بڑھا اور ہندؤن کے تمام مقدس مقامون کی ہندؤن ہی کی طرح سیر حاصل کرکے وہ وسط ہند کے صحراؤن مین گھسا ان مقامات کا مرکز اجمیر شریف تھا لہذا اس نے اجمیر شریف پہونچکے خاص ہندو برہمنو نکیطرح ایک مندر مین سکونت اختیار کی مندر والے اوسے اپنا بہت بڑا پیشوا خیال کرتے تھے اور وہ اکثر پوجا کرانی کے رسوم کو شاستر کی سنت سے انجام دیتا تھا۔ اس عالم کا نام یحییٰ ابن ذکریا تھا لیکن اس ہوشیار عالم نے اپنا نام ہندوستان کے باہر چھوڑ دیا اور اجمیر بلکہ تمام ہندوستان مین اوس نے اپنے لئے مہاراج کرشن ایک ہندو نام تجویز کر لیا تھا۔ اس نام نے بہت شہرت حاصل کی۔ واقعی یحییٰ نے اپنے ظاہری ریاضتون اور اور نقش کشیون سے اس نام کو ہندو پبلک مین بہت شہرت دیدی تھی ایکروز یحییٰ یا موجودہ مہاراج کرشن مندر کے متعلق ٹھاکردوارے کی ایک کوٹھری مین تنہا بیٹھا تھا اس زمانہ مین اسکی یہ کوشش چلی جاتی تھی اکثر تنہائی کے عالم مین ان اصول پر جو ہندو کتابون سے اخذ کیا کرتا تھا عربی مین کسی قسم کا ریمارک کر لیا کرتا تھا لہذا اوس نے یہ تنہائی کا موقع غنیمت جانا اور قلم دوات لیکر عربی عبارت مین کچھ لکھنے لگا۔ تھوڑی سی عبارت لکھ کے اوس نے اوراق سامنے ڈالدئے تھے اور دلمین بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ یکایک ایک برہمن جسکے اوسکے چیلے ہونیکی عزت حاصل کی تھی آگیا اور گرو کو اوسی طرح کتاب پر غور کرتے اور لکھتے دیکھکے حیرت مین آکر پوچھنے لگا۔ گرو جی آپ کیا لکھ رہے ہین؟ اور کونسی بھاشا مین لکھتے ہین۔

مہاراج کرشن۔ بچہ تم نہین جانتے یہ ایک بھاشا ہے جو دکھن دیش مین بولی جاتی ہے اور مین بہت دنون تک رہا ہون اور وہین مین نے یہ بھاشا سیکھی ہے اس

برہمن نے اوستاد کی زبان سے سنکے بظاہر تو سکوت کیا مگر دل مین کچھ شک سے اوسی دن اوسنے مندر کے دوسرے پجاریون مین یہ خبر مشہور کردی سب لوگ بگڑ گئے اور قریب تہا کہ حضور مہاراج کرشن صاحب پر کوئی آفت نازل ہوجائے غنیمت یہ ہوا کہ بعض لوگون کی تجویز سے اس امر کی اطلاع راجہ کو گئی اور راجہ بہی غور کرنے لگا کیونکہ معلوم ہوا کہ یہ پنڈت کس بہاشا مین لکہتا ہے اور اصل مین کون ہے اس راز کو افشا ہوئے تقریباً ایک ہفتہ گذرا ہوگا اور شہر کے بہت کم لوگ ہونگے جنکو اس واقعہ کی خبر نہ لگی ہو۔

شاہزادی موہنا جو اسیری سے آنے کے بعد اب سمستا اور [illegible] کرتی تہی علاوہ بریں یہ خوف اوسے اور بہی مردہ بنائے رکہتا تہا کہ اوسکی گذشتہ کاروائیون کو جے رام مشہور نکر دے جو اوسکے لئے موجب بڑی بدنامی اور بیعزتی کا ہوگا سوا اسکے منصور کا ایک خیال بہی موہنا کے دل مین برابر لگا رہتا تہا اور نیز اوسکی وجہ سے موہنا کے اوپر ایک بیتابی کا عالم بیان کر چکے ہین کہ موہنا نے جتنے کمالات بحیثیت ایک سپاہی کے پیدا کئے تہے اوس سے زیادہ لیاقت ایک عالم فاضل پنڈت کی حیثیت سے حاصل کرتی تہی۔ مسلمانونکی قید سے واپس آنیکے بعد اسکے دلکو دنیاوی معاملات سے کچہ ایسی بے تعلقی ہوگئی اس نے فوجی کاروائیان بالکل چہوڑ دین اور اپنی زندگی علوم و فنون کے عمدہ اور لطیف منظرون مین گذارا کرتی تہی دربار کے سپہ سالارون اور وزرا کے علاوہ اب اوسے پنڈتون اور اہل علم کی صحبت پسند تہی یہ خبر اوسکے کانون مین پہونچی تو اوسے مہاراج کرشن سے ملنے کا شوق ہوا ایکروز رات کو اوس نے سادی وضع بعض خاص لوگونکو اطلاع کرکے اور عموماً سب سے چہپکے اس مندر کی راہ لی جسمین وہ مسلمان پنڈت رہا کرتا تہا۔

رات زیادہ آچکی ہے اور تارے بخوبی کہلے ہوئے تہے کہکشان نے آسمانکی پیشانی پر ایک خوشنما افشان چن دی تہی اور ماہتاب کے طلوع کا انتظار تہا۔ سڑکون کے چراغ ہوتے جاتے تہے دوکاندارون نے اکثر دوکانین بند کرلی تہین

یہان مندر کے دروازون پر پوجاری اور برہمن پھول اور سیندور وغیرہ لئے ہوئے ابتک اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ دیوتاؤن کے عاشق ان کی پوجا کیلئے آئین تو انکو باسانی پوجا کرادین ستارون کی جھلملاتی روشنی مین ہر چہار پہاڑیون کی چوٹیان نظر آرہی ہین جو چھوٹے سے شہر اجمیر شریف کا محاصرہ کئے ہوئے ہین اور جنہون نے وہان حکمرانون کو شہر کی مضبوطی کا زیادہ اطمینان دلایا ہے جنوب کیطرف پہاڑ پر سرستی جی کا مندر سفید سفید چمکتا نظر آرہا ہے جسپر ایک چھوٹی سی جھنڈی اڑ رہی ہے شور و ہنگامہ ختم ہو گیا مگر سنکھ اور گھنٹون کی آوازین ہر طرف سے آرہی ہین جنہین مہاراج کرشن رہا کرتے تھے اور اوسکے متصل ہی بڑا عالیشان ٹھاکردوارہ تھا دونون شہر سے باہر ایک پہاڑی پر واقع تھے یہ پہاڑی اگرچہ باہر تھی مگر اس سے ملی ہوئی تھی اور اوسکے لمبے لمبے گنبد کا کلس بھی شہر کے اس وسیع کشادہ سڑک سے نظر آرہا تھا جسپر ہماری ہیروئن شاہزادی جارہی ہے۔ ایک سادہ سرخ ساڑھی اوسکے زیب بدن ہے سر سے پاؤن تک مرصع زیورون سے لدی ہوئی تھی ماہتاب نہین تھا تو نہ ہو کچھ پرواہ نہین چھوٹے چھوٹے تارون ہی کی مانند شعاعون مین اس کا چہرہ پوری آب و تاب دکھا سکتا ہے مگر نہ جانے کس غم اور شرم سے وہ اپنا سر اس انداز سے جھکائے کہ اسکے سراپا عصمت چہرہ تک کسیکی بازاری نگاہ پہنچ ہی نہین سکتی ہوسنا کے دل کو اگرچہ خدا نے بہادری جراءت کے مردانہ زیور سے آراستہ کر دیا ہے مگر وہ زیادہ طبیعت کے جوش کی وجہ سے عورتون کی طرح ہر آنے جانے والے سے بچکے جا رہی ہے اسکی مستانہ چال بہت نگاہون کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے لیکن وہ اس پھرتی سے ہر نظر کو اپنی اوپر سے جاتے تھے شہر کے باہر نکلی اور پہاڑی پر چلنے لگی جب مندر اور ٹھاکردوارہ دکھائی دیا۔ اندر سے کسی شخص نے آکر دروازہ کھولا اور پوچھا کون۔

ہوسنا۔ مہاراج کرشن جی یہین ہین؟

شخص۔ ہان ہین کیا کام ہے۔

سوہنا۔ مین اوس سے ملکر بیان کرونگی مجھے اُن سے بڑا ضروری کام ہے
یہ سنکر اوس شخص نے کہا تو آؤ۔ یہ کہکر اوس نے راستہ چھوڑ دیا اور سوہنا اندر داخل ہوئی پہلے مندر مین جاکر اس نے مورت کے آگے ادب کر ہاتھ جوڑ کر سر جھکایا پھر وہان سے نکلکر اس شخص سے جسنے دروازہ کھولا تھا اور جو مندر کے دروازے کے پاس کھڑا تھا کہنے لگی اب مجھے بتاؤ مہاراج کہان ہین۔
وہ شخص مہاراج کرشن کے کمرے کیطرف لیچلا کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اندر چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ بہت سی کتابین ایک مقام ترتیب کیساتھ رکھی ہوئی تھین اور کچھ ایک چٹائی پر بے ترتیب پڑی ہوئی تھین وہ شخص جو ساتھ آیا تھا سوہنا کو اندر لایا تھا اوس نے کتابون کو ہٹا کے ایک طرف کیا اور سوہنا کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا بیٹھئے۔

سوہنا۔ (بدگمانی کی وضع سے جھجھک کر) کرشن جی کے پاس آئی ہون وہ کہان ہین۔

شخص۔ مین ہی مہاراج کرشن ہون آپکو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھئے۔

اتنا سنتے ہی سوہنا ایک سناٹے مین آگئی اور گھبرا کر مصنوعی برہمن کی صورت دیکھنے لگی اور دیر کے بعد کہنے لگی۔ اہا کیا آپ ہین۔ مین نے نہین پہچانا مہاراج مین نے آپکے علم کا بہت شہرہ سنا ہے اور اس لئے آپکی زیارت کو حاضر ہوئی ہون۔

مہاراج کرشن۔ بیٹی تم بیوی بچون کی پرورش کرتی ہو ان باتون سے کیا کام تم محلون کی بیٹھنے والی ہو علم کی مصیبتین تمسے نہ برداشت ہو سکیگی۔

سوہنا۔ اہا تو مجھکو مہاراج یہین سے تھوڑا بہت جو علم حاصل کیا ہے اسکی وجہ سے آپکے درشن کی مشتاق ہون اور اب چاہتی ہون کہ آپ مجھے اپنے فیض سے محروم نہ کرین۔

برہمن یہ سنکے کچھ دیر تک غور مین رہا۔ اپنا اقتدار بڑھانیکا اسے بھی کسقدر

کھٹکا ہو گیا تھا۔ اور اسوقت خلاف معمول اس شکل و شمائل کی اور اس قسم کی ایک لڑکی کا زیادہ بد گمانی کا باعث ہو گیا۔ وہ موہنا کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا۔ بیٹی تو کہان رہتی ہے تجھے یہان تکلیف کرنیکی ضرورت نہین تو جو کہیگی مین خود آکے پوجا پاٹ کر دونگا۔

موہنا۔ نہین مین آپکو تکلیف دینا نہین چاہتی ہون خود ہی حاضر ہو جایا کرونگی مین ایک مسلمان عالم سے ملی تھی اوسکے خیالات سن سن کے مین ایسی گرویدہ ہوئی کہ مجھے مسلمانون سے زیادہ اونکی صحبت ہو گئی لیکن آپکے پاس صرف اسلیے آئی ہون کہ آپکی باتین سنکے اور آپسے فیض اوٹھاکے اپنے دل سے ملکشونکی محبت نکال ڈالون۔

یہ سنکے مصنوعی برہمن ایک سناٹے مین آگیا اوسے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی بیشک میرے راز سے واقف ہے مگر تھوڑا بہت جو شک باقی تھا اوس کے رفع کرنے کے لیے پوچھنے لگا۔ تو نے ملکشون کو کہان دیکھا؟ کون ملکش عالم تجکو پہنچا اور تو نے کیونکر اوسکی صحبت اوٹھائی کیا کوئی ملکش یہان اجمیرش مین آیا تھا

موہنا۔ میری بیتی آپ مہاراج سنئے تو بہت اچھا ہو۔ مین مہاراجہ اجمیرش کی فوج کے ساتھ لڑائی پر گئی تھی وہان ملکش کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئی مین کچھہ ان کی زبان بھی سیکھہ گئی مین اون کا ایک عالم مجھے ملتا تھا جو مجھسے اکثر باتین بنایا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ مین بھی ترکن ہو جاؤن۔

مہاراج کرشن جون جون ان واقعات کو سنتا تھا حیرت مین آتا جاتا تھا۔ آخر زیادہ ہو کر پوچھنے لگا بیٹا تو کس کس مسلمان کا نام جانتی ہے۔

موہنا۔ ہان مہاراج التونتاش سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک بڑا اسوار یا سپاہی ہے میرے پاس اکثر آیا کرتا تھا اور اسی نے میری آبرو بچائی التونتاش کا نام سنکر برہمن حیرت مین آگیا اور کہنے لگا۔ اچھا یہ تو بتا کہ تو کون ہے جو اتنی بڑی لڑائی پر گئی تھی۔

موہنا ۔ مین یہان کے ایک سردار کی لڑکی ہون ۔ مہاراج مین ابھی آپکو اپنا نام نہ بتاؤنگی مین سب سے چھپکر آئی ہون ۔

مہاراج کرشن ۔ تو مین تجھکو کیا سکھاؤن ۔

موہنا ۔ یہ بتایئے کہ مسلمانون کا دہرم کیا ہے ؟

اس جملہ نے برہمن کے چہرہ پر خوف طاری کردیا ۔ اور تب اسنے کہا ۔ مین کیا جانون کہ مسلمان کا دہرم کیسا ہے ۔

موہنا ۔ نہین مہاراج مین نے سنا ہے آپ جانتے ہین ۔ برہمن کا چہرہ زرد ہوگیا مہاراج آپ گھبرایئے نہین یہان مین اکیلی ہون اور کوئی دوسرا نہین ہے نہ آپ ایسا سمجھئے آپ کا راز کسی پر ظاہر کرونگی ۔ آپ صاف صاف بتا دیجئے کہ مسلمانون کا دہرم کیسا ہے ؟

مہاراج کرشن صاحب پر اسقدر اضطراب غالب آگیا تہا کہ موہنا کی تسلی آمیز کلمات بھی اثر نہ کرسکے اونہون نے جو گھبرا کے موہنا کی صورت دیکھنا شروع کی تو دیکھتے ہی رہ گئے دیر کے بعد موہنا پھر بولی آپ اسقدر گھبراتے کیون ہین مین اون لوگون مین نہین ہون جو کسیکا بھید چھپا نہ سکون ۔

مہاراج کرشن ۔ تمہین کیونکر معلوم ہوا کہ مین مسلمانون کے دہرم سے واقف ہون ۔

موہنا ۔ آپ کسی روز مسلمانون کی کتاب دیکھ رہے تھے اور آپ کا ایک چیلا آگیا تہا (مہاراج کرشن پر ایک سناٹا طاری ہوگیا) اوس بد چیلے نے تمام مین مشہور کردیا یہ خبر اب دنیا مین مشہور ہے ۔ مہاراجہ صاحب بھی جانتے ہین اور سارے نگر مین مشہور ہے ۔

مہاراج کرشن ۔ بیٹی تو اب اس کا کیا بندوبست کیا جاوے مین تو سنکر حیران ہوگیا ۔

موہنا ۔ آپ کا کوئی کچھ نہین کرسکتا ۔ مین آپ سے وعدہ کرتی ہون کہ کوئی

کچہ نکر سکے گا مگر آپ بتا دیجیے بلکہ مسلمانون کے علم کی کتابین پڑہا دیجیے۔

مہاراج کرشن۔ بیٹی اب تجہے معلوم ہو گیا تو مین اپنا حال بتائے دیتا ہون دیکہہ ایسا نہو کہ مین جان سے مارا جاؤن۔"

موہنا۔ مہاراج مین وعدہ کرتی ہون کہ کسیکو کانون کان خبر نہو گی۔

مہاراج کرشن۔ تو سنو مین ایک مسلمان شخص ہون صرف تمہارے پنڈتون کے علمون کا شوق مجہے ہندوستان مین کہینچ لایا ہے پہلے مین پنجاب اور سندہ مین رہا پہر وہان سے آگے بڑہا اور ہندوستان کے تمام ملک پہرتا پہرتا یہان آیا اور عرصہ سے یہان قیام پذیر ہون آجتک میری نسبت کسیکو کسی قسم کی بدگمانی نہوئی۔ اب کمبخت میرے ہی ایک شاگرد کو میرا حال یہان معلوم ہو گیا۔ افسوس بیٹی مین تمہارا احسان مند ہون کہ تم نے مجہے تسلی دلائی۔

موہنا۔ تو آپ پریشان نہون کوئی آپکا کچہ کر نہین سکتا۔ اب مین چاہتی ہون کہ آپ مجہے فارسی پڑہا دیا کرین مجہے مسلمانون کی زبان اور علم کے پڑہنے کا بڑا شوق ہے اگر آپ یہان رہین گے تو مجہے ان آرزوؤن مین کامیابی حاصل ہو جائیگی۔

مہاراج کرشن۔ مسلمانون کا علم فارسی نہین عربی ہے اگر مسلمانون کے علم کا شوق ہے تو عربی پڑہو۔

موہنا۔ آپ عربی جانتے ہین تو وہی زبان کو مین سیکہونگی۔ آپ پڑہا دیجیئیگا

مہاراج کرشن۔ ہان مین اتنے مین کسی نے دروازہ دہڑدہڑایا موہنا گہبرا کر پوچہنے لگی کون ہے۔ برہمن نے کہا کوئی نہین میرے دو چیلے ہین جو جوگی ہو گئے شاید وہی ہونگے۔ رات زیادہ آچکی ہے غالباً وہی آئے ہونگے اس وقت روز آیا کرتے ہین۔ آپ بیٹھی رہین مین جاکر دروازہ کہول آؤن۔ اتنا کہکر برہمن اٹہکر گیا اوسکے ساتہہ دو نوعمر شخص آئے جنکے حسن وجمال اور عنفوان شباب کو دیکہکر افسوس معلوم ہوتا تہا کہ نفس کشی اور جوگ کے مصائب انپر بڑا ظلم کر رہے

ہین دونون کے لمبے لمبے بالون کی لٹین ہندو جوگیون کیطرح سر پر لپٹی ہوئی تہین چہرے کے بہبوت ملا ہوا تہا جو بظاہر تو ان کے حسن کو خاک مین ملا رہا تہا مگر اصل مین وہ چہرے کے نور کو اور لئے اُٹرتا تہا گیروی کفنیان اونکے جسم پر تہین دونون آگے اور اپنے گرو کے سامنے سر جہکا کے ادب سے بیٹھہ گئے۔ موہنا انکی صورت دیکھتے ہی ایک سناٹے مین آگئی اور اوس کے دلمین طرح طرح کے خیالات گذرنے لگے برہمن مہاراج کرشن نے اسکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اون لوگونکے سامنے وہ کوئی لفظ زبان سے نہ نکالے لہذا اوسپر جو سکوت کا عالم طاری ہوگیا تہا اوسکو اس اشارے نے اور ترقی دلادی۔ مہاراج کرشن نے جب دیکہا کہ موہنا کو حیرت اور اضطراب طاری ہے تو اس نے اپنے چیلون سے کہا کہ تم دونون ابہی جاکے اپنی کوٹھری مین بیٹھو تہوڑی دیر کے بعد مین تمہین بلا لونگا۔

چیلون نے گرو کے حکم کی تعمیل کی اور اوٹھتے وقت پیاری موہنا کو حیرت اور دلچسپی کی نگاہون سے دیکھتے ہوئے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یہ موہنا برہمن کیطرف متوجہ ہوئی اور برہمن بولا۔ لڑکی تو مسلمانون کا علم پڑہکر کیا کریگی تجہے مسلمانون سے کیا غرض ہے تیرا جو مطلب ہو اوسکو صاف صاف بیان کر شاید میرے امکان مین ہو کہ مین تیری حاجت روائی کرسکون۔

موہنا۔ آہ! کسیطرح مجہے اتنا معلوم ہوتا کہ سلطان محمود کی فوج ہندوستان مین پہر آئیگی یا نہین۔

مہاراج کرشن۔ سلطان سے تجہے کیا علاقہ! اور اگر اس مین تیری کوئی غرض ہے تو مین بتائے دیتا ہون کہ خود سلطان ہندوستان مین آگئے اس دفعہ اونکا ارادہ ہے کہ خود قنوج کو فتح کرکے راجپوتانہ مین آئین۔

موہنا۔ خوشی سے چونک کر سلطان آگئے! آپکو کیونکر معلوم ہوا؟

مہاراج کرشن۔ اب مین یہ بہی بتائے دیتا ہون کہ میرے دو ایک شاگرد بہی مسلمان ہین جو ہندوؤن کی وضع مین اپنے آپکو چہپائے رہتے ہین اونکے

ذریعہ سے ایسی خبرین مجھکو ہمیشہ پہنچ جایا کرتی ہین۔

یہ جواب سنکے موہنا برہمن کی صورت پھر غور سے دیکھنے لگی۔ تو آپکو شاید یہ بھی معلوم ہوگا اس سفر مین سلطان کے ساتھ کون کون افسر آیا۔

مہاراج کرشن۔ سبھی افسر ہین جنکو پوچھو بتادون۔

موہنا۔ سلطانی فوج مین ایک نوعمر افسر ہین منصور وہ ہمراہ ہین یا نہین۔

برہمن۔ ہان آئے ہین کیون تمکو منصور سے کیا غرض ہو اتنا کہہ کے برہمن نے موہنا کی صورت دیکھی اور آپ سوچکر کہنے لگا بیٹی تو راجکنوار موہنا تو نہین ہے۔ یہ جملہ سنکے موہنا کی صورت اوتر گئی اور چہرے پر ہوائیان چھوٹنے لگین مگر اوسنے دل کے قوی جوش کو روک کر کہنے لگی۔ میری ایسی قسمت کہان کہ موہنا مین ہون۔ موہنا راجہ کی بیٹی ہے اور مین تو ایک راجپوت سردار کی لڑکی ہون اپنے باپ کے ساتھ مین بھی لڑائی پر گئی تھی۔ اور اسیوجہہ سے مین منصور کو جانتی ہون۔ اسلئے کہ میرے قید کے زمانہ مین اونھون نے ہمپر بڑی مہربانی کی تھی۔

مہاراج کرشن۔ ہنین ہنین مین سمجھ گیا۔ مگر مجھے تعجب ہے کہ شاہزادی ہوکر آپ اس طرح یکہ و تنہا میرے پاس چلی آئین۔

موہنا یہ جملہ سنکے شرما گئی اور برہمن کے سوال کا جواب نہ دیسکی۔

مہاراج کرشن۔ اب اچھا تو مجھے آپ کا حال معلوم ہوگیا۔ منصور کے متعلق تو آپکو ہر امر بتا سکتا ہون۔ منصور نے مجھسے ملاقات کی ہے اور میرے شاگرد برابر آتے جاتے ہین اونکے ذریعہ سے میرا پیغام اون پاس جاتا ہے اور اون کا پیغام میرے پاس آتا ہے۔ مگر مین نے اتنا عہد کرلیا ہے کہ یہان کی فوج اور راجہ اجمیر کے حالات سے مجھے کچھ تعلق نہین۔ انکی فوجکشی اور لڑائی کے متعلق کبھی خط و کتابت نکرونگا۔

موہنا۔ مین یہ پوچھتی ہون کہ منصور کا نام آتے ہی آپکو میرے تمام حالات کیونکر معلوم ہوگئے

مہاراج کرشن۔ مجھے اپنے شاگردون کے ذریعہ سے تمام حالات معلوم ہوچکے۔

ہین مین بھی چاہتا ہون کہ منصور نے زبردستی بلکہ ظلم کر کے آپکو یہان بھیجا یہ جملہ سنتے سوہنا شرما گئی - دیر کے بعد اوس نے ندامت سے سر اوٹھایا اور کہنے لگی جناب ابتو آپکو میرے تمام راز معلوم ہو گئے مین چاہتی ہون جسطرح آپکے مین راز دار ہین اور میرے حالات کی کسیکو اطلاع نہ دین - آپ کے ذریعہ مین منصور کے سفر اور حالات دریافت کرتی رہونگی اور بہت سے کام لونگی - ظاہر مین آپ میرے ہین اور میرے حالات سے کسیکو اطلاع نکرین مگر پوشیدہ طور پر اسکے واسطے انتظام ہونا چاہئے کہ کوئی خلوت کا وقت معین کیجئے اوسوقت ہر روز حاضر ہوا کرونگی -

مہاراج کرشن - مین ہر طرح سے آپکی خدمت کو حاضر ہون مگر میرے دونون شاگرد جنکو ابھی آپ نے دیکھا وہ میرے رازدار ہین - وہ بھی مسلمان ہین بلکہ جن دنون محمود کی فوج مین تہین ان دنون وہ بھی وہین تھے انکو بھی آپکے راز سے بھی مطلع کرونگا اسلئے کہ انہین کے ذریعہ تمام کام نکلیگا - دیکھئے مین انکو یہان بلاتا ہون شاید آپ انہین پہچان لین -

یہ کہکر مہاراج کرشن اوٹھ کر گیا اور اُن دونون لڑکونکو بلایا اور وہ آکر بہ ادب سے بیٹھ گئے سوہنا دیر تک اُنکی صورت غور سے دیکھتی رہی اور انہون نے بھی کبھی کبھی نظر اوٹھا کر اوسکی صورت دیکھ لی -

مہاراج کرشن - شاہزادی صاحب آپ نے انکو کبھی دیکھا تو نہین ہے یہ سنکر دونون لڑکے مسکرائے اور ان مین سے ایک نے اوستاد کیطرف دیکھا - ہان شہزادی صاحب نے ہمین دیکھا ہوگا مگر ہم نے میدان جنگ مین مقابلہ کرتے اور پھر اوسوقت جب اونکی سکھیان وہان سے روانہ ہوئی ہے - دیکھا تھا - سوہنا یہ باتین سنکر بہت پریشان ہوئی اور دل مین کہنے لگی - کیا خدا کی قدرت ہے کہان کے آدمی کہان پہنچ جاتے ہین - ہمین گمان بھی نہ تھا کہ ہمارے دلمین کوئی بھی ترک ہوگا مگر اب جو دیکھا تو بہت سے نکل آئے -

اچھا تو آپ روز جسوقت چاہو آیا کیجئے رات کا وقت اچھا ہوگا کل ہی آپ اوسوقت آئیگا

بہت اچھا مین رات ہی کو حاضر ہونگی۔ یہ کہکر سوہنا اوٹھی اور سب سے رخصت ہوکر چلی گئی۔

گیارہوان باب

متہرا جی

دریاے جمن کے کنارے ایک قدیم شہر آباد ہے جسکو متہرا کہتے ہین۔ اس شہر کو اس امر سے مذہبی وقعت حاصل ہوگئی ہے کہ اوسکے پڑوس مین وہ دلفریب مقام واقع ہے جسکو بندرابن کہتے ہین۔ اور جسکو سری کرشن جی کی پیدائش سے عزت حاصل ہوئی ہے متہرا یون تو ہمیشہ ہندوستان کے دیندار ہندوؤنکا مرجع رہا ہے مگر مسلمانون کے پیشتر اس شہر کو جو رونق حاصل تہی وہ پھر نصیب نہوئی اس کے عمدہ سواد مین مستطیل وضع کے مندر مقدس دریاے جمن کے کنارے کنارے دور تک چلے گئے ہین جن مندرون کے درشن کا شوق سیاحونکو دور دور سے کھینچ لاتا تہا انکی عمارتین لوگونکو حیرت مین ڈال دیتی تہین۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنے بعد کے حملہ مین اس پاک چشمہ جمنا کے کنارے ایک اور قدیم شہر کو تخت و تاراج کیا تہا جس کے آثار اب نظر نہین آتے۔ اس شہر مین پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ متہرا یہان سے قریب ہے اور عقیدتمند ہندوؤنکا ایسا مرجع ہے کہ اسکے مندرون مین بہت کچھ دولت ملنے کی امید کیجا سکتی ہے۔ محمود کے دلمین اسلام جوش نے وہ شوق پیدا کردئے تہے ایک تو یہ کہ بتون کو توڑ توڑ کے ثواب آخرت کا مستحق قرار پائے دوسرے یہ ہندوستان کے خزانون سے جسقدر مال و دولت ملے اوسے لوٹ لے اپنے شہر کے بلکہ عموماً دیندار مسلمانون کے نذر کرے۔ اس طبیعت کے اولوالعزم بادشاہ کے لئے یہ اشارہ کافی تہا فوراً کوچ کا حکم دیا گیا اور وہ مبارک اور برگزیدہ شہر جو آجتک ظالمون اور خونریز فرمان رواؤن کی تیغ ستم سے محفوظ رہا تہا گھیر لیا گیا۔ متہرا اس سے واقف ہی نہ تہا کہ لڑائی

کیا چیز ہے اور اوسکے نتائج مین کیا ہوا کرتا ہے وہ سری کرشن کا ایک عشرتگاہ تہا
جہان سے ایشیائی قدیم حسن وعشق اور بریج کی عاشقانہ دلفریب حبیبونکی ابتدا ہوئی
اسمین کہان اتنی طاقت تہی کہ مسلمان حملہ آورون کی تلوار کو ذرا بہی روک سکتا
راجہ دہلی جسکی حمایت مین یہ پاک شہر تہا اس نے خبر بہی نہ لی اور محمود کی جوانمردون
نے اپنی جوانمردیون کا جوش وخروش نازک اندام اور شیرین گفتار دلربا عورتونکو
دکہایا۔ اس تاخت وتاراج سے فراغت ہونے کے بعد سلطان نے اپنی
فوج ظفر موج کو واپسی کا حکم دیا۔ سلطان کی فوج کا بہادر جان نثار منصور بہی
ان لوگونمین تہا جنہون نے اس جنگ مین اس جنگ مین اپنی بہادریان دکہائی
تہین جس روز واپسی کا دن تہا اور قصد تہا کہ ابتدائی شب سے کوچ کیا جائیگا۔ اس
روز منصور اپنے خیمہ مین سست اور مضمحل بیٹہا ہوا تہا سر جہکا ہوا تہا۔ اور
خدا جانے کس قسم کے خیالات دل مین گذرتے تہے کہ چہرہ کا رنگ آتا تہا اور
ایک جاتا تہا وہ انہین افکار مین تہا کہ فوجی موذن نے مغرب کی اذان دی منصور
کے دلمین جو ایمانی جوش تہا اور جو اسے ان جنگ کے میدانون مین لے آیا تہا اُس
نے یکبیک وہ تمام خیالات اوڑا دئے اور دفعتہً چونک کے اور وہ اپنے خیالات
خواب سے چونکا یاد آیا کہ وضو ہے اُٹہہ کے مسجد کیطرف روانہ ہوا جو ہری اسلامی
لشکرگاہ مین بطور خیمونکے قایم کرتی تہی پہونچا تو وہان تکبیر ہو رہی تہی منصور بہی
شریک نماز ہوا خوش الحان قاری نے امامت کی اور خدا کے رعب وجلال کی
ساتہہ حمایت دین کا جوش ہر عابد کے دلمین پیدا کردیا الغرض نماز سے فراغت
پاتے تہے اور متفرق طور پر اپنے فرودگاہ کو روانہ ہوتے تہے منصور جب نماز
سے فراغت کرکے چلا تو چار قدم چلا ہوگا کہ مسجد سے کوئی شخص نکلا جسنے دوڑ کر
اسے سلام کیا اور ادب کے ساتہہ کہنے لگا مجہے آپ کو پوشیدہ طور پر عرض کرنا ہے

منصور۔ فرمائے۔

شخص۔ مین یہان عرض نہین کرسکتا۔ آپ میرے ساتہہ اس لشکرگاہ سلطانی سے

باہر تشریف لیچلئے تو عرض کرون۔

منصور نے یہ سنکر اس شخص کی صورت دیکھی اور حیرت مین آکر پوچھنے لگا آپ کون ہین

شخص۔ اس کو آپ نہ پوچھتے تو اچھا ہوتا مگر آپ کا شک رفع کرنے کے لیے مین بتائے دیتا ہون۔ مین ایک مسلمان فقیر ہون میری زندگی زہد و ریاضت مین گذری ہے سلطان فوج کے ساتھ مین ہندوستان مین آیا ہون مگر یہان ایک ہندو جوگی سے ملاقات ہوئی جس کے روحانی کمالات نے مجھے حیرت مین ڈال دیا ہے مجھے حیرت ہے کہ ایک کافر مین ایسے کمالات کیون پیدا ہوگئے اس سے جو خرق عادات ظاہر ہوئے ہین اونکو کرامت کہون یا استدراج کہون بہرحال مینے اب اوسکی صحبت اختیار کرلی اور واپسی کا ارادہ نہین ہے آپکو اسی جگہہ جوگی نے بلایا ہے خدا جانے وہ کیا کہیگا۔ بظاہر سلطان کے بارہ مین وہ کوئی پیشین گوئی کریگا۔

منصور۔ اونہہ مین ان باتونکا معتقد نہین ہون ایک مشرک ہمارے بارے مین کیا کہہ سکتا ہے۔ غیب کا حال سوائے خدا تعالی کے کسیکو نہین معلوم۔

شخص۔ تو آپکے چلے چلنے مین کیا عذر ہے۔ ابھی ابھی چلے آئیگا۔

منصور۔ اچھا تمہارے کہنے سے چلا چلتا ہون۔

یہ کہکر منصور اوسکے ساتھ روانہ ہوا اپنی فوج کے خیمون اور سپاہیون کی وضع اور اوس جوش کو جو سلطان محمود کے دل سے شروع ہوکر مجاہدین کے دلمین پھیل گیا تھا۔ دیکھتا ہوا لشکرگاہ سے باہر نکلا۔ شروع شام کا وقت تھا تارے نکلتے آتے تھے اور طیور درختون پر بسیرا لیے جاتے تھے۔ بزم عالم پر خموشی طاری ہوجانے سے قبل ہنگامہ بھی خفیف ہوچلا تھا راستہ جسقدر نظر آتا تھا اب اوسکو بھی تیرگی اپنے دامن مین چھپانے لگی ایک ایسے وقت مین۔ سلطان محمود کی فوج کا اور بہادر افسر منصور اوس مسلمان درویش کیساتھ چلا جاتا ہے وہ فقیر چلتے تو ایک مسطح اور سرسبز میدان مین لیگیا جس کے دامن

مین ہر چہار طرف پہیلے ہوئے تہے اور شام کی آہستہ خرام ہوا آزادی سے ادہر اُدہر خفیف خفیف خنکی کا اثر پہیلاتی پہرتی ہے۔ اس میدان کی انتہا پر ایک جنگل تہا یہ دونون رہ نورد صحرا کو قطع اس جنگل مین داخل ہوئے۔ جنگل کی تہوڑی مسافت طی کر کے منصور اپنے رہبر کیطرف متوجہ ہوا اور پوچہنے لگا اب کتنی دور باقی ہے۔

درویش۔ جتنی دور آپ آئے ہین اوتنی ہی دور اور ہوگا۔ یہ دریا سے جمنا تک جنگل چلا گیا ہے وہ جوگی دریا کے کنارہ ہی ایک مٹھہ مین رہتا ہے۔

منصور۔ مجہے اگر معلوم ہوتا کہ اتنی دور ہے تو اپنے گہوڑے پر ہو لیتا پیادہ پائی کی مصیبت نہ اوٹہاتا۔

درویش۔ آپ کا کام تو جنگ آوری ہے آپکو چلنے مین یون ہمت نہ ہار دینا چاہئے اگر کوئی یہ سنے کہ وہ افسر جس نے غزنی سے کوچ کیا اور متہرا پر تاخت کی وہ دو قدم چلنے سے عاجز تہا تو شاید سلطان کے لئے شرم کی بات ہے۔

منصور۔ اچہا اب معاف فرمائے مگر جلدی قدم بڑہائے چلئے۔

تہوڑی دیر مین منصور نے جنگل کو طے کیا اور دریائے جمن کے کنارہ پہنچا داہنے طرف فاصلہ پر ایک پختہ گہاٹ بنا ہوا تہا جسکی سیڑہیان پانی کے اندر چلی گئین تہین اور ان سیڑہیون کے برابر ایک مندر بلندی پر قدیم ہندو وضع کا تہا قبل اس کے کہ یہ لوگ مندر کے قریب پہونچین چند نو عمر جوگی آکر گہیر لیا اور کہنے لگے ہمارے گرو جی تمہاری اس وضع کو ناپسند کرینگے اگر اون سے پاس جانا ہے تو اپنی تلوار کو یہین چہوڑ دو۔

منصور۔ (طیش مین آکر) مین تو ضرور ملونگا اور اپنی اسی وضع سے ملونگا۔ اور وہ درویش جو منصور کو لایا تہا اوسکے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار دیکہکر سمجہانے لگا کوئی مضائقہ نہین فقیر لوگ تارک الدنیا ہوتے ہین ان کے پاس جانے مین کسی قسم کا خوف نہین ہے آپ اپنی تلوار مجہے دیدیجئے مین یہان لئے بیٹہا رہونگا ممکن نہین کہ اور کوئی شخص تلوار لئے ہوئے وہان جا سکے آپکو اگرچہ اس کفار

سے کے ملک مین احتیاط ہوگی مگر مین سچ کہتا ہون وہان جانیکا راستہ اسی طرف سے ہے بغیر میرے حکم کے کوئی اسلحہ بند شخص وہان تک پہونچ نہین سکتا اپنی تلوار آپ مجھے دیدیجئے اور جوگی صاحب سے مل آئیگا۔

منصور۔ مین اپنے شوق سے یہان نہین آیا ہون پھر کیا وجہ ہے کہ مین کسی اور کے اصول کی پابندی کرون۔ صرف تمہاری خاطر سے لو یہ تلوار مین دیتا ہون خبردار کوئی اسلحہ بند ہندو ادہر سے جانیکا قصد کرے تو مجھے خبر دینا مین وہان بیٹھونگا نہین صرف ملکر آؤنگا۔ یہ کہکر منصور نے تلوار فقیر کے ہاتھ مین دی اور ان جوگیون کے ہمراہ مندر کیطرف چلا۔ منصور تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ وہ فقیر جسکو تلوار دیگیا تھا نظر سے غائب ہوگیا۔ منصور نے چندان خیال نہ کیا مندر کے اندر جیسے ہی داخل ہوا کئی ہندو جوگی لپٹ گئے اور اوس نے ہزار کوشش کی کہ ان لوگون کے ہاتھ سے نجات پائے مگر ان لوگون نے کسی طرح پیچھا چھوڑا سبھون نے اوسے ملکر باندہ لیا اور قیدیون کیطرح مٹھ کے اندر باندہکر بیٹھا دیا۔ منصور حیرت تہی کہ یہ لوگ کون ہین اور انہون نے مجھے کیون گرفتار کر لیا آخر ایک طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا۔ کیون! آخر مین نے کیا قصور کیا ہے جو یون فریب دیکر تمنے مجھے گرفتار کر لیا۔

ایک جوگی۔ تمہارا قصور ابھی تمہین نہین معلوم ہو سکتا۔

منصور۔ کیا صرف مسلمان ہونا میرا جرم ہے! یا اس خیال سے گرفتار کیا گیا ہون کہ مین نے ہندو راجاؤن پر بڑے بڑے حملے کئے ہین اور انہین تبا و برباد کر دیا ہے۔

جوگی۔ نہین یہ نہین ہملوگونکو ان معاملات سے کیا غرض ہے لیکن تمکو چندرو کے بعد خود ہی معلوم ہو جائیگا۔

منصور۔ آہ! مجھے ستانا بیکار ہے! تم لوگ کیا جانو کہ مین کیسی مصیبت مین مبتلا ہون میری زندگی خدا جانے کیونکر گذر رہی ہے۔ ہائے کسنے مجھے دہوکا دیکر

گرفتار کیا ہے یہ تمہاری خطا نہین۔ یہ خود میری قسمت کا قصور ہے۔ مین نے ایسی ایسے لوگون پر ظلم کیا ہے جنکے ظلم زمانہ اوٹھایا کرتا ہے آہ مین نے معشوقون پر ستم کئے ہین! آہ سوہنا! مین نے تجھپر ظلم کیا تھا۔ آہ عذرا خدا جانے تو مجھے کیون چھوڑ گئی۔ ہائے مین نے تیرا قصور کیا کیا تھا تیرے ہی لئے سوہنا سے بیوفائی کی! تو مجھے دغا دیکے اور مجھے چھوڑکر چلی گئی آہ۔ لیلا بھی نہین جو شاید تسلی ہی دیتی! اس نے بھی تیرا ساتھ دیا۔ اتنے معشوقون سے چھوٹ گئے مین اس سفر مین یونہی اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا اسپر یہ ستم۔ نہین ستم (نہین جوگی کیطرف متوجہ ہوکر) بہتر ہو کہ تم مجھے قتل کرڈالو کہ مین ان عذابون سے روحانی بلاؤن سے نجات پاؤن یہانتک بیان کرکے رونے لگا۔

جوگی۔ آپ دلمین رنجیدہ نہوجیے۔ مین اطمینان دلاتا ہون کہ آپکو کسی قسم کی تکلیف نہوگی۔

منصور۔ یہی تو غم ہے تم مجھے قتل کرڈالو۔ مین ہون ہی اسی قابل۔ اچھا وہ مسلمان جوگی کہان ہے؟ جو مجھے فریب دیکر یہان لے آیا تھا۔

جوگی۔ ہم نہین جانتے وہ کہان ہے؟ اور ہم کو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ کون ہے۔

منصور۔ اس ظالم ہی نے مجھے دھوکا دیا وہ فریب دیکے مجھے لے آیا تھا اب تو مین تمہاری قید مین ہون۔ اگرچہ بتادو تو کوئی ہرج نہوگا آہ وہ کون شخص تھا یہ ممکن نہین کہ تم اوسے نجانتے ہو۔

جوگی۔ ہم نہین جانتے اور نہ کچھ بتا سکتے ہین۔

اتنا کہکر سب جوگیون نے نوجوان منصور کو ایک کوٹھری مین بند کرکے کنڈی چڑھادی۔

بارہوان باب

گرفتار بلا

سلطان محمود کی فوج کا نوجوان اور بہادر افسر ایک گمنام مقام مین قید ہوگیا

سردست ہم اسی موقعہ دیتے ہین کہ اس بیکسی اور تنہائی کے مقام پر بیٹھکر اپنے خیالات پر غور کرے سلطانی فوج مین جو تہلکہ پڑگیا ہوگا اور خود دربار اسلامی مین جو سراپا غم تشویش پیدا ہوگئی ہوگی بالفعل ہم اس سے قطع نظر کرتے ہین۔ منصور اسی مندر مین ہے اور سلطان محمود غزنوی دریاے جمنا تک ہندوستان کے مقدس شہر متھرا مین ٹھیرا ہوا ہے متھرا کی تباہی کا اثر یون تو ہندوستان کے ہر شہر پر پڑا۔ مگر دو راجاؤن کو بڑی فکر ہوئی ایک تو راجہ دہلی جو متھرا کا مالک اور جسکو مذہبی توہین کے علاوہ ملکی نقصان بھی پہنچا تہا دوسرے راجہ اجمیرش جسکے دلکو گذشتہ شکست کا بہت بڑا صدمہ پہنچا تہا اور جس کو خوف تہا کہ ایسا نہو کہ سلطان متھرا سے فراغت پاکے اجمیرش کا قصد کرے وہ ایک شریف خاندان راجپوت تہا اور سچی بہادری اوسکے رگ و پا مین خون کے ساتھ دوڑتی تھی وہ اس امر کو گوارا نہین کر سکتا تھا کہ خود سبقت کرکے آگے بڑہے اور محمود کی فوج سے دل کھول کر ایک پورا مقابلہ کرے اسلئے کہ محمود نے اوسکی پیاری سوہنا کو نہایت عزت و احترام کیساتھ اسکے پاس بہیجدیا تھا ہم اوسے بہی اوسی کے افکار مین چہوڑ دیتے ہین اور اوسکے راج سبھا سے نکلکر اس خوشنما مندر کیطرف چلتے ہین جسکے متعلق ایک سوالے مین ہمارے دوست مہاراج کرشن صاحب ذرا فکرمند بیٹھے ہین۔

رات کا وقت ہے اور اندہیرا ہر طرف چہایا ہوا ہے جس گہڑی سری کرشن جی نے دنیا مین جنم لیا تھا یعنی آدہی رات گذر گئی ہے اور چاند ابہی ابہی چہپ گیا ہے مندر کے سنہرے کلس پر ماہتاب کی شعاعین جگمگانے لگی ہین اور ہر شہر کے باہر جو نیلی و تہبے وہ بخارات نظر آرہے ہین جو کہر کی صورت مین اس تمام حصہ پر چہائے ہوئے ہین جو مندر کے باہر سے شروع ہوا ہے اور کوہستانی نشیب و فراز کہاتا ہوا کوسون تک چلا گیا ہے مغرب کیطرف شہر کی عمارتون کے بلند کلسے اور شوالون کی لمبی لمبی چوٹیان اور سکوت کیساتھ اپنا تماشہ دکہا رہی ہین اور مغرب کیجانب پہاڑون کی چوٹیان نظر روئی کا ساتھ دیتی ہوئی

آسمان کے اس افق سے جا کے ملگئی ہین مہاراج کرشن کے حجرے کا دروازہ کھلا
خود مہاراج کرشن اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ایک عربی کتاب پڑہ پڑہ کے اوس کا [illegible]
بیان کر رہا ہے اور حور روش ماہ شیما سوہنا جسے اوستاد کی [illegible] تہی
مین پہنسا کے زیادہ رات آنے خیال بالکل ہٹا دیا تہا حسن عقیدت کیساتھ
اوستاد کی باتین سن رہی تہی سوہنا کے پیر بہائی اور مہاراج کرشن کے دونون
رازدار چیلے بیٹھے اوستاد کی اپدیش نہایت ہی استغراق کیساتھ سن رہے تہے کہ یکایک
راجہ کی ڈیوڑہی سے نرسنگے کی آواز آئی جو ہمیشہ آدہی رات کے وقت عام لوگون
کی اطلاع کے لیے بجا کرتا تہا۔ اتنا سنتے ہی سوہنا چونک پڑی اور گہبرا کے کہنے
لگی مہاراج آج مجہے بڑی دیر ہوگئی اب جاتی ہون۔

سوہنا۔ ہان مہاراج مین آج انہین لیجاونگی انکو تکلیف تو ہوگی مگر رات کو اکیلی
نجاونگی اتنے مین باہر کچہ روشنی معلوم ہوئی دونون چیلون نے گہبرا کے کوٹہری
سے نکلکر دیکہا ہنوز دیکہتے ہی دیکہتے کچہ شوروغل کی آوازہی کانین آئی۔ تمام
آدمی فکرمند ہوگئے اور سوہنا گہبرا کے کہنے لگی۔ نہین معلوم کیا سبب ہے اس وقت
یہ لوگ یہان آئے ہین۔

مہاراج کرشن۔ شاید عورتین پوجا کرنے آئی ہونگی۔

ایک چیلا۔ مہاراج آواز تو مردونکی ہے۔

مہاراج کرشن۔ ہان رات زیادہ آئی ہے حفاظت کے لئے کچہ مرد بہی ساتہ
آگئے ہونگے بیٹی سوہنا ذرا سامنے سے اوہر ہٹ جاؤ۔ اتنا ہی کہا تہا کہ کئی آدمیون
نے دروازہ دہمدہما کے کہا دروازہ کہولدو۔

مہاراج کرشن۔ (ایک چیلے سے) بچا تم دروازہ کہولدو مین آتا ہون چیلا
اوٹہ کے گیا اور دروازہ کہولا دروازہ کہلتے ہی بہت سے آدمی اسلحہ بند اندر گہس
آئے سبہون نے آتے ہی پہلے تو سوامی کے سامنے جہک کے مورت کو سلام
کیا اس کے بعد تمام لوگ پوچہنے لگے مہاراج کرشن جی کہان ہین۔

چیلا - مین بلائے لاتا ہون یہ کہکر وہ چلنے کے لئے مڑا ہی تہا کہ سپاہی نے ڈانٹ کے کہا جلدی بتاؤ وہ کہان ہین - اونکے آنیکی ضرورت نہین - یہ بتاؤ کہ وہ کس کمرہ مین ہین - چیلا کانپ کے سوچتا ہی رہگیا کہ انہین لوگون مین سے کسی نے بڑہ کے کہا ہم جانتے ہین کس طرف ہین - بتانیکی ضرورت نہین اتنا کہا اور وہ شخص مہاراج کرشن کو کمرے کیطرف چلا اور تمام لوگ اسکے پیچہے ہولئے - کئی مشعلین اونکے ساتہہ تہین اور سب لوگ اسلحہ بند تہے جنمین ایک نوعمر شخص اپنی وجاہت سے صاف بتا رہا تہا کہ کوئی نامور افسر ہے - یہ تمام ہجوم کرکے مہاراج کرشن کے کمرے مین گہس گئے - دوسرا چیلا جو گروجی کے پاس بیٹہا ہوا تہا فوراً بدحواس ہوکے اوٹہہ کہڑا ہوا تہا اور اوستاد کیطرف خوف اور مایوسی کی نظرون سے دیکہنے لگا - بیاری زاہد فریب سوہنا! آہ یہ نہ پوچھو اس کا کیا حال ہوا - اس نے ساڑہی سے اپنا موہنہ چہپا لیا اور ایک کونے مین ڈبک کے بیٹہہ گئی -

اتنے مین ان سب لوگون نے مہاراج کرشن کو پکڑ کے زبردستی باہر نکالا - انہی مین سے کسی نے ڈانٹ کر کہا یہان اور کون ہے - جو کوئی ہو اوسکو بہی باہر لاؤ - پہلے لوگ اون چیلے کو لیگئے جو بدحواس کہڑا ہوا تہا اس کے بعد ادہر اودہر دیکہا تو کوئی عورت کونے مین دبکی نظر آئی - کئی آدمیون نے شور کرکے کہا - آہا - یہان کوئی عورت بہی ہے اس آواز کے کان مین پڑتے ہی کئی شخص جہپٹ پڑے اور اس عورت کو بیعزتی سے گہسیٹتے ہوئے باہر لائے اور اوسکو دہمکانے لگے عورت جب باہر آئی تو جہک گئی کہ اسکی کوئی صورت نہ دیکہے مگر تب تک افسر کے حکم سے مشعلین قریب لائی گئین اور ایک سپاہی زبردستی ہاتہہ سے اوس کا منہ کہولا منہ کا کہلنا تہا کہ حسن کا نور چمکا جسکے ساتہہ ہی شاہی رعب وداب کی کرنین بہی تہین تمام لوگ کانپ کے ہٹ گئے اور کسی نے سہمی ہوئی آواز سے کہا - این! یہ تو ہماری راجکنواری سوہنا ہے - اس جملے نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ہر طرف سناٹا ہوگیا تمام لوگون نے ندامت اور خوف سے سر جہکا لئے - لیکن افسر بڑہ کر کہنے لگا -

شاہزادی صاحب مین آپکو یہان کہان دیکھتا ہون۔

موہنا۔ ظالم جے رام! تونے میرا پیچھا نہ چھوڑا مجھے تجھ سے بیشک ایسا ہی خوف تھا

جے رام۔ شاہزادی صاحب مجھے معاف کیجئے مین بالکل نہین جانتا تھا کہ آپ یہان تشریف رکھتی ہین۔ کیا آپ نے نہین سنا کہ یہ برہمن نہین ہے ترک ہے ہمارا مندر ناپاک کرنے کے لئے یہ روپ بدلکر یہان اجمیر مین آیا ہے۔

موہنا۔ ہان تیرا یہ ارادہ ہے؟ کچھ پرواہ نہین جا مہاراجہ صاحب سے بیان کردے

موہنا نے اسکے بعد سر جھکالیا اور حسرتمندی کیساتھ کچھ سوچنے لگی اتنے مین لوگ مہاراج کرشن اور اوسکے دونون چیلون کو باندھ کے لیچلے موہنا نے اپنے اوستاد کو اس ذلت سے جاتے دیکھکر جے رام سے کہا۔ اچھا لیجا برہمن ہی ہتیا تجھپر پڑیگی جے رام نے چند لوگون سے کہدیا کہ تم یہان ٹھیرو شاہزادی موہنا جب وقت یہان سے جائے اوسکے ہمراہ جانا اور گہر تک ادب کیساتھ پہنچانا۔ یہ کہکر جے رام بھی ٹھاکر دوارے سے نکلکر چلا گیا۔ موہنا کچھ دیر تو سوچتی رہی آخر اپنے خیالات سے باتین کرتی ہوئی ادہر گئی ادہر دوسری طرف جے رام ٹھاکر مہاراج کرشن اور اوسکے دونون شاگردونکو لیکر اپنے گھر گیا وہان جاکر اُس نے لوگون سے کہا اب اسوقت تو موقع نہین ہے اور نامناسب ہے کل یہ لوگ حضور مہاراجہ صاحب کے روبرو پیش کئے جاوینگے۔ رات کو انہین احتیاط سے رکھو صبح کو جب مین حکم دون فوراً میرے ساتھ لیکر چلنا۔ بہادر راجپوت جے رام تو یہ کہکر روانہ ہوکے اپنی خوابگاہ کو گیا اسکے دل مین موہنا کیطرف سے طرح طرح کے خیالات تھے کبھی تو کہتا تھا کہ موہنا کی عداوت مجھے کچھ صدمہ پہنچائیگی اور کبھی کہتا تھا کہ نہین موہنا میرا کچھ نہین کرسکتی انہین خیالات سلسلہ مین اوسے اپنا گذشتہ عشق یاد آیا ایک آہ سرد بھر کے کہنے لگا آہ موہنا کتنی حسین! کتنی خوشرو! کیسی پیاری تھی! افسوس میرے لئے وہ ظالم ہوگئی ورنہ مین اوسکو اپنی بی بی بناکر رکھتا بلکہ دیوی تصور کرکے اسکی پرستش کرتا۔ آہ اوس نے میری قدر نکی انہین خیالات مین اوسکی آنکھہ لگ گئی صبحکو اوٹھکے جے رام نے

اپنے ہندو رسم کے موافق اشنان کیا اور اسکے بعد فوراً درباری لباس پہنکر اپنے ایک ماتحت افسر کو حکم دیا کہ مہاراج کرشن اور اوسکے ساتھ والے قیدیونکو لاکے حاضر کرو وہ اسپر باہر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد چند راجپوتون کے واپس آیا مگر اس وضع سے کہ سب کے چہرون پر ہوائیان اڑ رہی تھین اور سب ندامت سے سر جھکائے

جے رام۔ کیون اُن قیدیون کو نہین لائے۔

افسر۔ حضور بڑا غضب ہو گیا۔

جے رام۔ غضب کیا ہوا۔

افسر۔ وہ برہمن اور اوسکے دونون چیلے رات کو ہماری حراست سے یکایک غائب ہو گئے

جے رام۔ (غضب آلودہ ہو کر) غائب! تم لوگ نے کیسی حراست کی جو غائب ہو گئے۔

افسر۔ حضور رات کو آتے ہی ہم نے ان سبکو زنجیرون مین باندھ کر قید کیا مگر اتفاق سے پہرہ والون کی آنکھ لگ گئی اور صبحکو جب وہ جاگے تو تینون قیدی غائب تھے کچھ سمجھ مین نہین آتا وہ کیونکر چلے گئے اور کہان غائب ہو گئے۔

جے رام۔ (نہایت ہی برہمی کے لہجہ مین) تمہاری ان غفلتون کیوجہ سے ترک لوگ تمپر غالب ہو گئے اور ہوتے جاتے ہین۔ بیشک اس شخص مین کوئی فریب کی بات ہے جہان ملے اوسکو پکڑ کے لاؤ۔

اتنا سنکر جے رام خاموش ہو کر سوچنے لگا۔ اوس کے دلمین خیال آیا کہ اس مین سوہنا کی کارروائی تو نہین ہے۔ مگر سوہنا تو وہی رات کو اپنے گھر گئی ہے اتنی جلدی وہ کیا کارروائی کر سکی ہوگی لیکن پھر بھی اس کا گمان سوہنا کی طرف رہا اس امر کو اس نے ظاہر نہین کیا غور کرنے لگا کہ سوہنا کی ان کارروائیون کو اب کسطرح مہاراجہ صاحب پر ظاہر کرنا چاہیئے ورنہ خوف ہے سوہنا راجہ صاحبکو شدہ اسی قسم کی ادنی سازشون سے ممکن ہے کہ سلطنت ہاتھ سے جاتی رہے اور ہمارا راج تباہ و برباد ہو جاوے میرا خیال ہے کہ سوہنا مسلمانون کے فریب مین آگئی

ہزار لایق ہو پھر بھی وہ ایک بھولی لڑکی ہے اگر مسلمانون کا فقرہ اس پر چلگیا تو نہ
مہاراجہ صاحب کو خبر ہوگی اور نہ اور کسیکو خبر ہوگی بلکہ خود سوہنا کو بھی نہ معلوم
ہوگا اور اجمیر شریف پر مسلمانون کا قبضہ ہوجائیگا۔

وہ انہین خیالات مین ڈوبا ہوا اوٹھا جے رام کے دل پر ان خیالات نے کچھ ایسا اثر کیا
کہ محبت اور دہرم جوش سوہنا کے اوس قدیمی عشق پر غالب آگیا جس کی آفتاب
کی کرنین ابتک اوس کے دل مین ایک گرمی پیدا کرتی رہتی تھی۔ آخر وہ اٹھا اور
اور مہاراجہ کے دربار مین گیا اور سر جھکا کر خاموش کھڑا ہوگیا۔

مہاراجہ۔ جے رام تو اس برہمن کو لے آیا۔
جے رام۔ حضور مین اوسکو شب ہی کو گرفتار کرکے لایا اور اپنے مکان مین رکھا
مگر خدا جانے کیونکر صبح ہونے سے پہلے ہی وہ میرے مکان سے غائب ہوگیا
مہاراجہ۔ (حیرت سے) غائب ہوگیا! کیونکر غائب ہوگیا اچھی طرح حفاظت
جے رام۔ حفاظت پر تو دس بارہ جوان مقرر کئے تھے مگر ان سبکی آنکھ لگ
گئی اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہین۔
مہاراجہ۔ جے رام مجھے تیری جانب کوئی بدگمانی نہین نہین ہوسکتی۔ مگر مین تجھے
آیندہ کے لئے نصیحت کرتا ہون کہ مسلمان لوگ آفت ہین اگر تیرے سپاہیون
سے ایسی ہی غفلتین ہونگی تو ان لوگونکو پھر غالب آنیکا بخوبی موقعہ ملجائیگا۔
اچھا اسکی جستجو کا کوئی انتظام کیا ہے۔
جے رام۔ سری مہاراج اپنے امکان بھر تو مین نے کوشش کی اور کرتا ہون
مہاراجہ۔ جے رام تجھے کچھ معلوم ہے کہ اب محمود کہان ہے؟ سنتا ہون
اوسنے متھرا جی کو لوٹ لیا ہے اور مندرون کو ویران کردیا
جے رام۔ حضور مین نے بھی ایسا سنا ہے بلکہ مجھے تو آج ایک ذریعہ سے
معلوم ہوا ہے کہ سلطان کا ادہر آنیکا ارادہ ہے۔
مہاراجہ۔ (پریشان ہوکر) کیا تو نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے۔ اسکے بعد راجہ

کی پریشان سبدل بہ غضب ہو جاتی ہے آنکہون سے چنگاریان اُڑنے لگی ہین اور تمام اہل دربار کیطرف مخاطب ہوکے کہتا ہے میرے بہادرو کیا محمود نے تمکو بودا سمجہ لیا ہے اور تمہارے مقابلہ کا ارادہ رکہتا ہے یہ سچ ہے۔

تمام اہل دربار۔ سری مہاراج محمود کیا کر سکتا ہے اوسے آنے دیجیے ہم سب ترکونکو کاٹ ڈال دینگے۔ وہ اور بات تہی کہ سندہ مین چڑہ کے گئے تہے اور ہمارے سپاہی اتنی دور کے سفر مین تہک گئے تہے اگر وہ یہان آئیگا تو ممکن نہین کہ وہ ہمارے ہاتہ سے صحیح و سالم نکلجائے۔

جے رام۔ اگرچہ مین اس موقعہ پر گرفتار ہو گیا تہا لیکن اگر اجمیرش کی پہاڑیون کے نیچے لڑائی ہوئی تو مین اپنے چہتری خون کی قسم کہا کے کہتا ہون کہ جبتک ایک راجپوت بہی زندہ باقی ہے اوسکو ہمارے شہر کی کسی مکان کی صورت دیکہنا نصیب نہوگی

مہاراجہ۔ مگر مجہے امید نہین کہ محمود میرے مقابلہ کا ارادہ کرے اس لئے کہ سلطان میرا دوست ہے اوسنے میری پیاری بیٹی سوہنا کو بڑی عزت سے اوسطرح پاک صاف میرے پاس بہیجدیا۔ لیکن ہان جے رام مین تجہے حکم دیتا ہون کہ اب زیادہ ہوشیاری سے کام لے اس برہمن کے غائب ہوجانے سے مجہے اندیشہ ہو گیا ہے مسلمانون کا کوئی گوئندہ ہو تعجب کی جگہہ ہے کہ اتنے سخت پہرے کیونکر نکل گیا۔ اجمیرش کے قریب کون ایسا ہے جو اسکو نکال لیجانیکا ارادہ کرتا۔ اچہا اب تم جاؤ اور ہوشیاری سے شہر کی حفاظت کرو جے رام کو سوہنا کی شکایت کرنیکی جرات نہوئی دل ہی دل مین سوچتا رہ گیا اور راجہ اوٹہ کے چلا گیا لوگ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوگئے۔

تیرہوان باب

شادی کی چہیڑ چہاڑ

اجمیرش کے باہر ایک پہاڑی ہے جہان دور دور تک کوسون سبزہ زار چلا گیا ہے

باغبان قدرت نے طرح طرح کے درخت لگادیے ہین جنکی تر و تازگی آنکھونکو سرور بخشے پھولون کے فریب رنگ اور ہواؤنکا سنانت کیساتھ آزادی کی چال چلنا یہ ایسی چیزین ہین جو شاید اس مقام کے سوا اور کسی مقام پر کم نظر آئینگی اس مقام پر ایک نہایت خوشنما محل بنا ہوا ہے جس کے گرد یہ تمام قدرتی سبزہ زار ایک پائین باغ کا کام دے رہے ہین یہ مہاراجہ اجمیر شٹ کا محل ہے اور خاص محل جسمین سبھا ہوتی ہے جہان دادخواہونکی فریادرسی سنی جاتی ہے خاص شہر مین ہے علاوہ اسکے اور بھی محل ہین جنمین رانیان اور اکثر راجہ کے متعلق رہا مگر یہ محل اس صحرا مین راجہ کی خاص رانی کنولا کے لئے بنایا گیا تھا جو مہاراجہ اجمیر شٹ کی خاص ملکہ ہے اور جس کا اثر سلطنت پر اگر شوہر سے بڑھ کر نہین تو برابر ہی ہے لیکن اس رانی کے مزاج مین قدرت نے کچھ ایسا استغنا اور ایسی سادگی پیدا کردی ہے کہ اوسکو دربار اور دربار پر حکومت کرنیکا شوق ہے اور نہ شہر کے اندر ہی رہنا زیادہ پسند کرتی ہے اس رانی کے رہنے کے لئے یہ محل بنایا گیا تھا اور اب تک وہی اسمین رہتی ہے یون تو راجہ اکثر آیا کرتا تھا مگر منگل کا روز معین ہے جسروز مہاراجہ اجمیر شٹ شہر سے نکلکر یہان آتا ہے اور اس مکان مین دن بھر قیام کرتا ہے رانی شاہزادی موہنا کی مان ہے اور اسی کے بطن سے ایسی حسین نازنین و عالم و فاضل اور ایسی شجاع لڑکی پیدا ہوئی رانی اپنے مذاق کے موافق شہر سے ذرا فاصلہ پر رہتی ہے اور اس عالیشان محل کو رونق دیا کرتی ہے موہنا اپنی مان کے پاس نہین رہتی تھی جسکی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اوسکو ہر قسم کی تعلیم پانیکی ضرورت سے اپنی زیادہ زندگی شہر مین گذارنا پڑتی تھی جہان ہر طرح کے پنڈت اور ہر فن کے اوستاد موجود تھے۔ موہنا آج اپنی مان کنولا سے ملنے کے لئے اس فرحت بخش مکان مین آئی ہے رانی تو ابھی کسی ضرورت سے محل کے نیچے ہے مگر موہنا سب سے اونچے برج مین بیٹھی ہے اور قدرت کا تماشا دیکھ رہی ہے مرغزار کی فضا صحرا کی وسعت دور دور پہاڑیون کی خوشنما چوٹیون پر چرندونکا آزادی سے پھرنا اور طیور کا اوڑ اوڑ کر مختلف سرسبز

شاخون پر بیٹھ کے چہچہانا یہ سب ایسی کیفیتین تہین جنہون نے سوہنا کو از خود رفتہ کر دیا سوہنا دیر تک ان کیفیتون کو بیٹھی دیکہتی رہی تہی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسا سمان دلمین ایک بیچینی کا اثر پیدا کر دیتا تہا اور دل کے تمام جذبات یک بیک ابہر پڑتے ہین سوہنا کو اپنے سے لگے وہ تمام واقعات جنہون نے کبہی زمانہ مین اسکو بیتاب کر رکہا تہا اور جو اب کسیقدر بہول چلے تہے فوراً سر سے ہو گئے تیر عشق کے جو کبہی زخم اوسکے سینہ پر چہپے تہے از سر نو تازہ ہو گئے اور یا تو بیٹھی تماشہ دیکہہ رہی تہی یا آہین کہینچنے لگی اوسنے اپنے شاعرانہ امنگ سے کام لیا اور اس آزاد مخلوق کی طرف خطاب کر کے جو وسیع منظر مین پہیلی ہوئی کہنے لگی اے چڑیو اے چارپائے جانورو تم کس اچہی حالت مین ہو آہ! تمہاری اس آزادی پر مجہے حسد آتا ہے کویل! ظالم تو خود بہی بیچین ہوتی ہے اور مجہے بہی بیچین کر رہی ہے۔ یہ پہول! آہ کہلے جاتے ہین مگر افسوس میرا دل بجہا ہے آہ کیا کہون کہ یہ بہار دیکہکے دلمین کیا کیا خیالات آتے ہین نہین ہرگز زبان سے نہ نکالونگی۔ افسوس مین کیسی ہوتی جاتی ہون مجہے کیا ہو گیا سوہنا انہین باتون مین تہی کہ مان آگئی مان نے بیٹی کی پیاری صورت کو محبت کی نگاہون سے دیکہا اور کہنے لگی پیاری سوہنا تو اسوقت پریشان کیون ہے۔

سوہنا۔ نہین ماتا مین پریشان نہین ہون یہی سامنے کی فضا اور اسمین چرند پرند اڑتے دیکہکر انکی آزادی پر مجہے حسد آتا ہے۔

کنولا۔ سوہنا تو بہی تو آزاد ہے تجہے کون کس کام سے روکتا ہے۔ وہان شہر مین خود مختاری کیساتہہ رہتی ہے تیرے معاملات مین کوئی دخل نہین دیتا۔

سوہنا۔ نہین تو مین کچہہ شکایت تہوڑی ہی کرتی ہون مین تو یہ جانتی ہون کہ یہ جانور کس آزادی اور بیفکری سے سیر کرتے پہرتے ہین انسان ہزار کچہہ ہو انکی آزادی کے مقابل نہین ہو سکتا۔

کنولا۔ ہان ہان سوہنا بیشک تیرا دل گہبراتا ہوگا۔ ہماری ہی غلطی کہ آج

منگل کا دن ہی مہاراجہ آتے ہونگے مین آج ہی اون سے کہونگی کہ اب جسطرح ہو میری سوہنا کی شادی جلدی کردو۔ صرف تیرے پڑہنے لکہنے اور تیرے شوق کے باقی رکہنے کے لئے ہم نے اپنی رسم کے خلاف کیا کہ تیری معاش نہین کی یہہ سنکر سوہنا نے ندامت سے سر جہکا لیا۔

کنولا۔ ہان ہان مین سمجہ گئی تو یہی چاہتی ہے۔

اتنی دیر مین نقارے کی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب آنے ہین رانی کنولا اوٹہی کہ جاکر خندہ پیشانی سے راجہ کا خیر مقدم ادا کرے چلتے وقت اپنی بیٹی سے کہنے لگی۔ سوہنا چل تو ہی باپ کے پاس چلکے بیٹھ۔ دنیا مین تجہسے زیادہ اونہین کیسکے ساتہہ محبت نہین ہے۔ تیری صورت دیکہکے وہ خوش ہوجاتے ہین۔

سوہنا۔ اچہا ماتا مین چلتی ہون۔ یہ کہکر وہ بہی اوٹہہ کہڑی ہوئی اور مان اور بیٹی دونون کوٹہون سے نیچے اوترنے لگین وہ کمرہ جسمین آکر راجہ صاحب اکثر ٹہیرے تہے قدیم مذاق پر نہایت عمدہ طور پر آراستہ کیا گیا تہا دیوارون پر جابجا دیوتاؤن اور دیویون کی مبارک اور دلفریب تصویرین لگی ہوئی تہین جنکی صناعی مین وسط ہند کے اعلی کاریگرون نے اپنی دستکاری کے جوہر کیساتہہ اپنا اپنا مذہبی جوش دکہایا تہا۔ رام چندر جی اور سیتا جی کی تصویرین رانی کو وفا شعاری کو دیتی تہین اور راجہ کو راستبازی کا اور دوسری طرف کرشن اور رادہکا جی کا جلوہ دونون کے دلون مین عشق و محبت کو ترقی دیتا تہا خصوص صورت مین جبکہ ان تصویرون پر ادب کی پڑتی تہی اور روز صبح اوٹہہ کے مذہبی طور پر اون کے آگے رہنا سر نیاز جہکایا تہا جنکی پرستش کے ذریعہ سے کسی قادر و توانا کی ہستی کا رعب دلون مین پیدا کرالیا جاتا تہا۔ اسکے علاوہ کمرہ مین وہی تمام مشرقی پرانا فرنیچر تہا جو اب چاہے کتنا ہی برا معلوم ہو مگر اس سادگی کے عہد کے نہایت ہی مناسب تہا۔ مہارانی کنولا اور راجکنواری سوہنا دونون منتظر کہڑی تہین کہ مہاراجہ صاحب

آئے رانی شوہر پرستی کے آئین دکھاکر اور شاہزادی نے سعادتمندی کی ادائین ظاہر کرکے راجہ کو بیٹھایا اور آپ سامنے ادب سے بیٹھ گئی۔ جب معمولی مزاج پرسی کے بعد راجہ اپنی لڑکی کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگا سوہنا تم یہان کب آئین۔

سوہنا۔ مہاراج مجھے آئے ہوئے ابھی تہوڑی دیر ہوئی۔

رانی۔ آپ کچھ خبر نہین لیتے اور میری سوہنا گھبراتی ہے۔

راجہ۔ گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ سوہنا کیا تجھے کسی بات کی فکر ہے۔

سوہنا۔ نہین مجھے کسی بات کی فکر نہین آپکے اقبال سے میری آرزو پوری ہوتی ہے۔

راجہ۔ پھر گھبرانا کس بات کا۔

رانی۔ مین بیان کرونگی۔ کیا آپ چاہتے ہین کہ لڑکی بے شرمی اختیار کرکے صاف صاف کہدے۔ رانی کے اس جملہ نے سوہنا کو شرمندگی کی وجہہ سے پسینے پسینے کر دیا اوس نے سر جھکا اور گویا کمرے مین اوسکو کوئی دیکھتا ہی نہ تھا۔ پھر بھی شرم نہین مانتی اسلئے کہ راجہ صاحب سامنے بیٹھے تھے اور باپ کے سامنے ان نے ایسی شرم دلانیوالی بات چھیڑ دی آخر جب کسی طرح قرار نہ آیا تو اپنی ندامت کی ادا سے سر جھکائے ہوئے اوٹھی اور اوس کمرے سے نکل کے چلی گئی۔

سوہنا کے جانیکے بعد رانی نے راجہ سے کہا۔ سوہنا اچھی خاصی جوان ہے کمسنی مین جو بیاہ نہ کیا تو اب بھی نہ کیجئے گا۔

راجہ۔ ہان اس کا تو مجھے اکثر خیال رہتا ہے مگر کیا کرون تم جانتی ہو میرے اور کوئی بیٹا نہین ہے جو کچھ ہے یہی ہے کسی ایسے شخص کو مین اپنے بعد تخت پر بیٹھانا چاہتا ہون جس کے ساتھ اس کا بیاہ ہو جائے مین نے جے رام کو تجویز کیا وہ بہادر بھی ہے اور لایق بھی ہے۔ علم و فضل مین بھی اجمیر شہر کے لوگ اوسکی تعریف کرتے ہین مگر سوہنا کو شاید دل سے پسند نہین کہ اوسکی بی بی بنے۔

رانی۔ یہ کاہے سے معلوم ہوا کہ سوہنا جے رام کو ناپسند کرتی ہے یون تو ہندوستان کے بہت سے راجکمارون کو میری سوہنا کی تمنا ہے مگر مین بھی آپ ہی کی رائے

کے موافق جے رام کو پسند کرتی ہون۔

راجہ۔ میری اور تمہارے پسند کرنے سے کیا واسطہ خود موہنا کی بھی تو پسند ہو۔

رانی۔ موہنا آپکی تجویز کے خلاف نکریگی آپکو اختیار ہے۔

راجہ۔ نہین موہنا پڑہی لکھی اور ہوشیار ہے یہ اُن لڑکیون مین نہین جو مان کی تابعداری خواہ اپنی خوشی ہو یا نہو لیا کرتی ہین اور سچ تو یہ ہے کہ مین بھی نہین چاہتا کہ کسی بات مین اوسکی طبیعت کے خلاف ہو۔ تم اپنے طور پر اوس سے دریافت کرنا اگر وہ راضی ہو تو مین ابھی شادی کر دونگا۔

رانی۔ کوئی بات نہین آپ انتظام کیجئے مین وعدہ کرتی ہون کہ ضرور راضی کرلونگی

راجہ۔ لیکن یہ نہین کہ اوسکی طبیعت کے خلاف ہو۔

رانی۔ نہین یہ نہوگا۔

راجہ۔ اچھا تو اب اودہر جاؤ مین منتریونکو بلواونگا آجکل مسلمانون کی لڑائیون نے مجھے فکر مین ڈال رکھا ہے مشہور ہے کہ محمود کا ادہر آنیکا ارادہ ہے اگر وہ آگیا تو بڑی خرابی ہوگی اور یہ ممکن نہین کہ جبتک مین زندہ ہون وہ اجمیرش کے اندر قدم رکھہ سکے مگر اس بات کا افسوس ہے کہ میرے بہت سے سپاہی ان سے مارے جائینگے رانی یہ سنکے گھبرا گئی اور پوچھنے لگی۔ پھر تو اب کیا کیا جائیگا۔

راجہ۔ گھبرانیکی کوئی بات نہین ہم لوگونکا یہ کام ہے۔ اچھا تو اب جاؤ مین اپنے وزیر کو بلواتا ہون رانی اُٹھکر بیدل اور سُست قدم اٹھاتی ہوئی چلی گئی اور راجہ نے وزیرون کو بلوایا سبھون نے حاضر ہوکر نہایت ادب سے راجہ کو ڈنڈوت کی اور اپنے قرینہ سے مرتبہ کے موافق بیٹھہ گئے۔

راجہ۔ کہو اجمیرش کا کیا حال ہے۔

ایک وزیر۔ مہاراج کی دیا سے سبطرح امن ہے۔ ہان محمود کے آنیکی خبر جبسے شہر مین مشہور ہوئی ہے اوسوقت سے لوگ بہت پریشان ہین۔

راجہ - تو کیا یہ خبر صحیح ہے کہ محمود اودہر آئیگا۔

وزیر - سری مہاراج اب تو بالکل سچ معلوم ہوتی ہے کہ آج (ایک افسر کیطرف اشارہ کرکے جو دور ادب سے کھڑا ہوا تھا) یہ متھراجی سے درشن کرکے آئے ہین انکی زبانی ایک نئی خبر معلوم ہے۔

راجہ - وہ کیا ؟

وزیر - مہاراج خود انہین کی زبانی سنئے۔

راجہ - (اوس افسر سے) ہان بیان کرو۔

افسر - وہ (دعا دیکر) مہاراج - دلی کے راجہ نے ایک فوج متھراجی کے بچانے کو بھیجی تھی وہ فوج جب پہنچی جب تمام مندرون کو بھرسٹ کرچکا تھا مگر فوج جب پہنچی تو محمود کی فوج سے اور اس سے متھراجی کے ادہر دس کوس پر لڑائی ہوئی

افسر - بہت دیر تک تلوار چلا کی - دلی راج کے بڑے بڑے سورماؤن مارے گئے اور آخر محمود کی فتح ہوئی - مگر مشہور ہے کہ سلطان کو ایک سردار کے مارے جانیکا ایسا صدمہ ہوا کہ فتح کی خوشی بالکل نہین ہوئی بلکہ اس کا ارادہ ہے کہ اوس سوار کے عوض تمام ہندو راجاؤن کو تباہ کرے۔

راجہ (طیش مین آکر) وہ کیا کرسکتا ہے دلی کے لوگ بھاگ گئے ہونگے میری سورما ایسے نہین ہین جو رن کے میدان مین بغیر فتح کئے زندہ چلے آئین یہ بھی سُنا کہ سلطان کا کون افسر مارا گیا۔

راجہ - عبداللہ۔

افسر - نہین حضور۔

راجہ - التونتاش۔

افسر - (غور کرکے) یہ بھی نہین مہاراج۔

راجہ - منصور ؟

افسر - ہان حضور - منصور! منصور!!

راجہ۔ (چونک کر) منصور مارا گیا! اگر ایسا ہے تو محمود کا نقصان ہوا مجھے یقین نہین

افسر۔ مہاراج منصور ہی مارا گیا۔ مجھے خوب یاد ہے۔ تقریر یہین تک ہوئی تھی کہ اندر یکایک چیخ کی آواز آئی جس سے تمام اہل دربار چونک پڑے کہ۔

راجہ۔ (راجہ پریشان ہوکر) یہ کیسی آواز تھی؟ راجہ یہ جملہ کہتے ہی خیال آگیا کہ یہ آواز سوہنا کی تھی مگر سوہنا کو کیا ہوا۔ جو یون چلا اوٹھی۔ اس خیال نے یہین تک بیتاب کیا کہ دربار سے اوٹھکر اندر گیا وہان جاکر کیا دیکھتا ہے کہ سوہنا متاسف اور ناتوان بیٹھی ہوئی ہے رانی کی خواصین چارون طرف گھیرے ہوئے ہین خود رانی کنولا کھڑی ہے اور بار بار پوچھ رہی ہے کہ سوہنا تجھے کیا ہوا جو چیخ اوٹھی مگر سوہنا کسیطرح جواب نہ دیتی تھی راجہ اجمیرش سوہنا کے پاس گیا جس کے استقلال کیلئے وہ نہایت کم قوتی کی ادا سے اوٹھ کھڑی ہوئی۔

راجہ۔ سوہنا تیرے دلپر کیا صدمہ گذرا جو اسقدر بیتاب ہوگئی؟ سوہنا پہلے تو اوٹھ کھڑی ہوئی مگر راجہ کے اصرار سے کہنے لگی مہاراج مین منصور کو جانتی ہون اس نے میری گرفتاری کے زمانہ مین میرے ساتھ بڑی ہمدردی کی تھی وہ اپنے بادشاہ کا وفادار اور شریف کا قدردان تھا اوس نے جتنے شریف قید ہوئے تھے سب کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اوسکے مرنیکی خبر سنکر مجھے اسکے تمام ہمدردیان یاد آگئین۔

راجہ۔ ہان مجھے اوسکے مارے جانیکا افسوس ہوا مگر سوہنا جسنے تیرے ساتھ اچھا سلوک کیا مین اس کا ہمیشہ ممنون رہونگا مگر اب تو اپنے دلکو تسلی اور دلاسا دے

سوہنا۔ ہان خواہ مخواہ صبر کرونگی مگر مجھے یہ امر مدتون نہ بھولیگا۔

راجہ۔ سوہنا اگر تیرا کوئی عزیز مرجاتا تو کیا صبر نہ کرتی۔

سوہنا۔ مہاراج میرا دل ایسے معاملات مین بہت ہی نرم ہے یونہین اگر کسیپر ظلم ہونیکی خبر سن پاتی ہون تو بے اختیار دل بھر آتا ہے مگر آپ کے فرمانے سے مجھے انکار نہین صبر نکرونگی تو کیا کرونگی اس کے بعد راجہ نے سوہنا کی تسلی و تشفی

کرکے باہر دربار مین چلا آیا تمام افسران فوج نے شاہی آداب سے سلام کیا۔ مہاراجہ صاحب نے بیٹھکے پھر محمود غزنوی کے حالات اور اوسکے ارادہ پر بحث شروع کی۔ راجہ۔ اب تو یہ خبر ٹھیک معلوم ہوگئی کہ محمود کا ارادہ ادہر آنیکا ہے تو ہمکو فوج مرتب کرکے تمام شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کردینا چاہئے۔

وزیر۔ مہاراج کے اقبال سے سب انتظام ہوجائیگا۔ مگر حضور کو اب یہ انتظام کردینا چاہئے کہ فوج جابجا قایم کردیجائے اور جن جن افسرونکو حضور جن جن کامون کے لئے تجویز فرمائین وہ کام اونکو بتائے جائین۔ مشہور ہے کہ محمود تاخت تاراج کرنیکا عادی ہے خوف ہے کہ ہمارے شہر پر یکایک نہ آپڑے۔

راجہ۔ ہان یہ انتظام تو آج ہی مین شہر مین چلکر کئے دیتا ہون۔ مگر بہتر ہوگا کہ ہماری فوج آگے بڑھکر مقابلہ کرے یہ نامردی ہے کہ اوسکے مقابلہ مین ہم شہر مین گھر مین چھپکے بیٹھے رہین میرے سورما اور بہادر محمود کے ساتھیون سے زیادہ دن سے مشتاق ہین۔

وزیر۔ حضور اگر ایسا ہی انتظام کرنا ہے تو آپ اسیوقت شہر مین تشریف لیچلئے اور سب باتون کا اہتمام کردیجئے۔

راجہ۔ مین ابہی چلتا ہون۔ اس کے بعد روانگی کا سامان ہوتا ہے اور راجہ اپنی رانی کنولا اور اپنی راج دلاری موہنا کو تسلی دیکر رخصت کرتا ہے اور اجمیرش کی طرف روانہ ہوتا ہے۔

چودہوان باب

نیا سین اور نئے لوگ

اجمیرش کے شمالی جانب جو پہاڑون کا سلسلہ جاتا ہے اسمین آبادی کا بالکل نام ونشان نہین صحرائی اور بادیہ نشین قومین جو اگلے عہد مین راکہشس کہی جاتی ہین اور جو اپنے پیشہ کے بطور تاخت وتاراج کرتی رہتی ہین اون مین سے اکثر

لوگ جا بجا گھاٹیون اور درون مین نظر آجایا کرتے تھے ان دنون وہ پہاڑ نہایت مخدوش تھے اور راہزنین کی وجہ سے سابق زمانہ مین سفر ایک نہایت ہی دشوار چیز تصور کیا جاتا تھا لیکن ایسا شخص کہ جسکے پاس اپنی کم قیمت جان کے اور کوئی دنیاوی دولت نہ ہو جس کے آوارہ گرد اور کوہستانی وحشی طبع کی نگاہ سے نہ دیکھین اون مقامات مین جائے تو اپنے دل سے دعا دین مقامات سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرسکتا ہے الٰہی کی کہ قدرت نے ایسے مقامات مین جہان ظالم اور جابر اور قزاق پیدا کئے ہین وہان ہر شخص کو پوری آزادی بھی دیدی تھی۔ ان کھلے سبزہ زارون اور بہتے ہوئے آبشارون کے سر نکلنے والے بلکہ افکار دنیاوی سے ستائے ہوئے کے لئے بہت کچھ سامان دلچسپی فراہم کر رکھا ہے۔

ایک ایسے مقام مین وہ لوگ جنکو دنیا نے تنگ کرکے آبادی سے نکالدیا اکثر آکر سکونت پذیر ہو جاتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ یہان ایک پہاڑی کے دامن مین ایک چھوٹا سا جھونپڑا پڑا ہے اس جھونپڑے مین چند آدمی معلوم ہوتے ہین زندگی جنکی بظاہر اسباب صحرائی قومون کی سی نہین ہے یہ سب جوگی نظر آتے ہین پانچ چھہ آدمی ہین جسمین ایک آدمی تو سن رسیدہ اور تجربہ کار معلوم ہوتا ہے باقی سب نوعمر لڑکے ہین زیادہ زرد کفنیان لڑکون کے گلے مین ہین۔ بال سب کے خاک آلودہ ہین بھورے ہین سرخی مائل جنکو لپٹا لپٹا کر ان لوگون نے سر پر جوڑے باندھ لئے ہین اور بھبوت جو اعتدال زیادہ تمام بدن پر ملگیا ہے اوسنے کسی گورے کالے کا فرق نہین رکھا سب گورے اور ایک ہی رنگ کے ہین صحرا نشین جوگیون کے جھونپڑے کے اردگرد ایک چھوٹا سا باغ ضرور ہوتا ہے جسمین کچھ تو مذہبی متعدد پودے ہوتے ہین باقی بڑے بڑے درختون کے جھنڈ پیدا کرکے کوشش کیجاتی ہے کہ آزاد طبع اور نغمہ سرائی طیور وہان آکر بیٹھین اور نغمہ سرائی کرین مگر اس جھونپڑے کے اردگرد ایک چھوٹا سا باغ ضرور ہوتا ہے اور ایک وہی معمولی درہ ہے جسپر وحشت برس رہی ہے اور وہی جنگل ہے جسمین بالکل کسی قسم کی کانٹ چھانٹ

نہین ہوئی۔ ہمکو تو اس جھونپڑے کے رہنے والے بھی نظر نہ آئے کیونکہ ان کا زیادہ حصہ عمر کا اپنے جھونپڑے کے اندر ہی گذرتا ہے مگر اسوقت ان لوگون کے دل پر اس پرفضا مقام کی دلچسپیون کا خدا جانے کیا جادو چل گیا کہ اپنی ٹوٹی ہوئی منڈھیا سے باہر نکلکر بیٹھے اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھہ رہے ہین۔

ناگہان ان مین سے ایک نوعمر جوگی اپنے سن رسیدہ ساتھی کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔ گروجی اگر اجازت ہو تو دو ایک تانین اوڑا دون۔

گرو۔ بچہ اس بن مین کوئی اور ہوگا تو تیری آواز سنکر دوڑا اویگا اور ابتو ہمین دنیا دارون کی صحبت اچھی نہین معلوم ہوتی۔

چیلا۔ کوئی آئیگا تو کیا کریگا۔ مین تو گروجی کوئی چیز الاپتا ہون۔

گرو۔ اگر تیرا ایسا ہی جی چاہتا ہے تو گا مین بھی سنون گا۔

نوجوان نے بہت عمدہ آواز مین گانا شروع کیا اس لمبی لمبی تانین اوس پہاڑ مین گونجنے لگین سوا نغمہ طیور کے اور کسی قسم کے نغمات سننے کی عادت نہین اور اسی وجہ سے شاید کوہستانی ہوا پر ان کا ایسا اثر طاری ہوا کہ تمام درے چوٹیان چٹانین کوہ الغرض تمام مقامات مین ایک سناٹا پیدا ہوگیا۔ ان لوگون کی وضع بتا رہی تھی کہ صوفی مشرب لوگ ہین انکے دلین مجازی اور دنیاوی عشق کا اثر طاری ہوا کہ تمام سچا الٰہی ان کے دلون مین جلوہ افگن ہے۔ جسکی وجہ سے ظاہری عاشقانہ الفاظ مین یہ لوگ اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین مگر مقصود اصلی ان الفاظ سے وہی قادر مطلق ہوتا ہے۔ جسکی کرشمہ نمائیون نے ساری دنیا مین حد کیساتھ نئی دلچسپیا پیدا کر رکھی ہے۔ یہ نوعمر جوگی جس نئی چیز کو گا رہا ہے وہ اس عہد کی ہندوستانی زبان مین تھی۔ جس کا آوازہ اب اسلئے بیکار ہے کہ سمجھنے والے نہین یہان ہم اتنا بتائے دیتے ہین کہ اوس کے ہر ہر لفظ سے پرجوش عشق کے وہ جذبات ظاہر ہوتے ہین جو صحرائی اور کوہستانی مقامات کے مناسب ہین سن رسیدہ جوگی نے پہلے پھندے پر تو اسکی خوش گلوئی کی تعریف کی لیکن چند ہی منٹ کے بعد پھر ا

پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ اپنے اختیار سے باہر ہو گیا۔

ناگہان سامنے کے درے سے ایک شخص نمودار ہوا۔ لطف یہ کہ یہ شخص بھی انہین لوگونکو وضع مین ہے زرد کفنی اوسکے بھی گلے مین ہے اور بھبوت کا پوڈر اوس کی چہرے پر ایسا کھل رہا ہے کہ نگاہین چہرے پر اطمینان سے ٹھیر نہین سکتی ہین یہ شخص جو شاید ایک بنا ہوا جوگی ہے۔ اس نوعمر جوگی کی آواز سنتے ہی نہایت ذوق شوق سے جلد جلد قدم اوٹھاتا ہوا بے اختیاری کی رفتار مین غیر مسطح اور اونچی اونچی چٹانون سے ٹھوکرین کھاتا ہوا آیا اور اون لوگون کے قریب ایک حیرتناک سکوت کے ساتھ خاموش کھڑا ہو گیا۔ نوعمر جوگی نے کچھ دیر مین اپنی تانین موقوف کین اور اس آنیوالے کی صورت دیکھنے لگا۔ ضعیف العمر بھی اب اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا بچہ تو مجھے ابھی بہت کمسن معلوم ہوتا ہے اس جنگل مین اکیلا کہان کہان مارا پھرتا ہے اگرچہ عذر نہو تو ہمارے پاس بیٹھ۔

نووارد۔ صاحب مین آپکے چیلے کی آواز سنکر یہان چلا آیا مین ایک گاؤن کا رہنے والا ہون اور متھراجی کے درشن کو جاتا ہون۔

گرو۔ آجکل تو متھراجی کے درشن کو جائیگا۔ تو نے سنا بھی ہے کہ وہان ترک براج رہے ہین اور سارے مندرونکو لوٹ لیا جو ہندو اودہر نکلجاتا ہے مار ڈالتے

نووارد۔ جوگیون سے کوئی نہین بولتا۔ مجھے مار ڈالینگے تو اون کا کیا بھلا ہوگا

گرو۔ بتا تو نے یہ جوگ کیون سادھا ہے؟ اور اب یہان آیا ہے تو کچھ دیر ہماری پاس بیٹھ۔ نیا آنیوالا جوگی یہ سنکر اون کے پاس بیٹھ گیا مگر سب سے الگ بیٹھا یہان جتنے جوگی بیٹھے ہوئے تھے سبکی نگاہین تیز پڑ رہین تھین مگر وہ اپنی آنکھین نیچے کئے ہوئے تھا۔ سن رسیدہ فقیر دیر تک اسکی صورت دیکھنے کے بعد بولا تو کیا بچہ یہان کہین ٹھیرا ہوا تھا یا راستہ چلا آتا تھا۔

نووارد۔ مینے تو ارادہ کر لیا ہے کہ جبتک متھراجی نہ پہنچونگا کہین نہین ٹھیرونگا۔

جوگی۔ تو ابھی دو چار روز یہان ٹھیر جا مین نے سنا ہے کہ ترکونکی فوج اجمیر تک پہ

چڑھائی کرنے کے لیے آرہی ہے۔ آج ہی کل مین یہان آجائیگی اور ادہری سے ہوکر نکلیگی اگر راستہ مین ان لوگون نے مجھے گرفتار کرلیا تو برا سلوک کرینگے۔

نووارد۔ نہین مین ان لوگون سے نہین ڈرتا۔ کل مین اجمیرش تھا وہان بڑی بڑی تیاریان ہورہی ہین۔ پہاٹکون پر ہر طرف سے پہرے ہین اور لوگونکی آمد ورفت بالکل بند ہے نہین معلوم کیا بات ہے کہ وہان جوگیون اور فقیرون کی کبھی ایسی زیادتی نہتی جیسی اب کیجاتی ہے۔

جوگی۔ ہان بچہ تو وہان سے ہوآیا ہے لڑائی کیلیے وہ اچھی طرح تیار ہین۔

نووارد۔ ہان وہ لڑائی کیواسطے بخوبی آمادہ ہین فوجین تیار ہین دیکھیے لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

جوگی۔ ہان مجھے یہ سنکر تعجب ہوتا ہے کہ اجمیرش مین اب فقیر روکے جاتے ہین۔

نووارد۔ مینے تو یہ سنا ہے کہ کوئی مسلمان جوگیون کے بھیس مین وہان آیا تھا۔ جو کسی مندر مین بہت دیر تک رہا اور لوگون کو فریب دیکر یہان کی خبرین ترکونکو پہنچاتا رہا۔

جوگی۔ ہان شاید ایسا ہوا ہو۔ لیکن ہر جوگی کو روکدینا دہرم کے خلاف ہے۔

نووارد۔ اچھا تو گروجی آپ اپنے چیلے کو حکم دیجیے کہ پھر کوئی چیز گائے۔ مین فقط آپکی آواز سنکر ادہر نکل آیا نہین تو مجھے ادہر آنے سے کیا کام تھا۔ مین نے تو اب دنیا کی تمام باتین چھوڑدین اور چاہتا ہون کہ متھرا جی ہوکر جبتک پراگ اور کاشی جی کے درشن نہ کرلون کوئی کام نکرونگا۔

جوگی۔ بچہ اگر تجھے گانا سننے کا ایسا ہی شوق ہے تو دو چار روز مین اس جھونپڑے مین ٹھیر ہم لوگون کی صحبت مین تجھے زیادہ تکلیف نہوگی میرے یہ چیلے تیری خدمت کرینگے جب تو کسیکا گانا سنائینگے۔

نووارد۔ نہین مین یہان نہ ٹھیرونگا مجھے ڈر ہے کہ ترک لوگ جب اجمیرش کو گھیرینگے تو ان کے سپاہیون کی وجہسے یہان اطمینان سے بیٹھنا دشوار ہوگا یون وہ پکڑکر مار ڈالین اسکا مجھے بالکل ڈر نہین ہان ڈر ہے تو اسبات کا کہ اسوجہ

سے نہ آزادی اور اطمینان مین فرق آجائیگا۔

جوگی - اگر یہی ہے تو جب ترک آئین تو چلا جانا۔

نو وارد - نہین مین زیادہ نہین ٹھیر سکتا۔ اب سیدہا متھرا جی جاونگا۔ مگر بہتر ہو کہ میری آرزو کیموافق آپ اپنے چیلے کو گانیکا حکم دیجیے۔

یہ سنکر جوگی نے اشارہ کیا اور نوعمر جوگی جو پیشتر نہایت نازک اور مہین اور سریلی آواز مین گا رہا تہا گانے لگا اس مرتبہ چونکہ داد پانے کے بعد اوس نے گانا شروع کیا تہا لہٰذا اوسکی آواز مین کچہ اثر ہی اور تہا آواز کہلے میدان مین دور تک جاتی تہی اور ادہر پہاڑیون سے ٹکرا ٹکرا کے گونج اوٹہتی تہی سن رسیدہ جوگی اور اس کے تمام چیلون اور بخصوص اوس نئے آنیوالے نوعمر اور نازک الدنیا مہمان پر ایک عجیب از خود رفتگی طاری تہی۔ نیا آنیوالا کچہ دیر تو صبر کیے بیٹہا رہا مگر آخر اوس سے صبر نہ ہو سکا زار و قطار رونے لگا اور اسکی آنکہون سے آنسو جاری ہو گئے۔ آخر وہ چیخ مار کر اوٹہ کھڑا ہوا۔ اس آواز کو سنکر سب چونک پڑے اور اوسکی طرف حیرت سے دیکہنے لگے لیکن اوس نے اس کا خیال ہی نہ کیا سیدہا روانہ ہوا اور جنگل کی راہ لی گانے والے نے بہی اپنی آرزو کی اور گہبرا کر دیکہنے لگا کہ اسکی آواز نے کیا خوفناک اثر پیدا کیا سن رسیدہ جوگی بہی اب سنبہلا اوٹہ کے دوڑا اور اوس نئے وحشت زدہ مہمان کو روکنے لگا مگر اوس نے ایک نہ مانی اور جہٹکے دیکر ہاتہ چہڑا لیا اور لپک کے پہاڑیون کے درہ مین ہو رہا اور چند ہی منٹ مین نگاہ سے غائب ہو گیا اس جہونپڑے کے رہنے والے سب کے سب ایک سناٹے مین تہے سوچ رہے تہے کہ یہ کون شخص تہا اور کیون آیا اور کیون اسقدر بیتاب ہو کر چلا گیا۔ کچہ دیر غور کر کے سن رسیدہ جوگی بولا اوسکی چیخ سے ہمارے کلیجے پہٹ گئے اور ہمارے دلون مین ناسور پڑ گئے معلوم نہین کون دکہی اور ستایا تہا۔

ایک نوعمر جوگی - گروجی اور ابہی بالکل بچہ ہے اور کسی امیر کا لڑکا ہے شوریدہ ہو جا

کر اسپر کون ایسی آفت آئی جو یون جوگی کا بہیس کرکے گہر سے نکل کہڑا ہوا یہان یہ لوگ باتین کر رہے تہے کہ فوجی باجون کی آوازین آئین۔ قرنا کی مہیب آواز نقاری کی رعب دار آوازون کے سنتے ہی اپنے جہونپڑون مین گہس گئے اندر جاکر گرو نے دیکہا۔ خیر جو کچہ ہوا۔ انکا حال اب بہت جلد کہل جائیگا کہ یہ کسکی فوج ہے کچہ کہانے کے لئے کچہ ہو تو لاؤ۔ جنگل کے ساگ پات جو تارک الدنیا فقرا کی معمولی غذائین ہین ایک چیلے نے آکر سامنے رکہدین گرو اپنے چیلونکی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا پہلے لاؤ ہم اپنے مہمانونکو کہلائین اوس کے بعد ہم سب کہائینگے۔

چیلا۔ جی ہان گرو جی ہم بہی یہی چاہتے ہین۔

ایک نوعمر جوگی اوٹہکر جہونپڑے کے کونے مین ایک بڑا صندوق رکہا ہوا تہا اوسکے قریب بیٹہہ گیا صندوق مین ایک بڑا سا قفل لگا ہوا تہا اوس نے اپنی کفنی کی جیب سے کنجی نکالی اور کہنے لگا گرو جی مین آپکے حکم کی تعمیل کرتا ہون۔

گرو۔ ہان ہان کہولو سب جوگیون نے صندوق گہیر لیا۔ اس کے بعد اس نے زنجیر کہولکے صندوق کے اوپر کا پڑا اوٹہایا اور کہنے لگا صاحب اوٹہئے کچہ کہانا کہا لیجئے صندوق مین سے ایک شخص نے اول سر نکالا پہر اوٹہکر باہر آیا یہ ایک نوعمر آدمی تہا۔ اور بہت ناتوان ہو رہا تہا۔ سب کی تاکید سے یہ صندوق کے باہر نکلا کہانا کہانیکی جو کچہ چیزین اوسکے روبرو رکہدی گئی تہین اوس نے اونکو خدا کا شکر کرکے کہایا۔ لیکن کہاتا جاتا تہا اور آنکہون سے جاری تہے ایک کم عمر چیلا اسکی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔ آپکو اس طرح رونا نچاہئے ہان ہان آپ قیدی ہین مگر آپکو سوا اسکے کسی قسم کی تکلیف نہین دیجاتی زیادہ رنج نہ کیجئے۔

شخص۔ نہین اب تو مین کسی دلی صدمے کی وجہ سے نہین روتا ہون۔ ان ذلتون مین رہتے رہتے کچہ رونیکی عادت سی ہو گئی ہے۔

گرو۔ تو اب کہانے سے جلد فراغت کر لیجئے فوجین یہان گرد اوتری ہوئی ہین کہانا کہاکر پہر اپنے صندوق مین چلے جائے۔

شخص۔ بہتر جو آپ کا حکم ہو مین فوراً بجالاؤن گا۔

گرو۔ (اپنے چیلون سے) مہمان کے لئے پانی تو لے آئے۔

اسقدر کہا تہا کہ جہونپڑے کے دروازہ کو کسینے زور سے کہڑکایا یہ تمام جوگی خوف سے کانپ اوٹہے اور گہبرا گہبرا کر ادہر اودہر دیکہنے لگے۔ کیا دیکہتے ہین کہ وہ بہی نوعمر جوگی جو ابہی چیخ مار کر چلا اوٹہا تہا او چلا گیا تہا بدحواس ہوکر ڈرا اور سہما ہوا آیا اور گروجی کے پاؤنپر گر پڑا اور نہایت ہی خوف کی آواز مین بولا گروجی مجہے بچا لیجئے۔

نیا آنیوالا جوگی جو اوٹہہ کے بیٹہا تو اوسکی نظر اس شخص پر جو صندوق کے بیٹہا کہانا کہا رہا تہا دیکہتے ہی بدحواس ہوگیا اور اوسکے چہرہ پر غور کرنے لگا اگرچہ وہ شخص بہی کہانا بہول گیا تہا اور بڑی توجہ سے جہونپڑی کے نئے مہمان کی صورت دیکہہ رہا تہا لیکن اسپر ایسی حیرت طاری نہین تہی اور ان دونون کا حال یہ تہا اور جوگیون نے جو اپنے تازہ مہمان کو اس خوف زدگی کیساتہہ پناہ مانگتے دیکہا تو وہ گہبرائے اور متفکر ہوئے کہ کس شخص نے اس پر ظلم کیا اور کس کے خوف سے بہاگ کے آیا ہے۔ ان کے قیدی اور نوجوان پناہ گزین مین آنکہون ہی آنکہون مین جو باتین ہو گئین اونکی طرف اونکا خیال ہی متوجہ نہ ہوا گرو نے پہر اوس سے سوال کیا کہ بتا بچہ تجہپر کس پاپی نے ظلم کیا؟ اور سوال کیساتہہ ہی اوسے جہونپڑے کے باہر کچہہ کہٹکا معلوم ہوا اونسے اپنے چیلونکو حکم دیا کہ اس قیدی کو جلدی صندوق مین بند کردو اور جہونپڑے سے باہر نکلکر کیا دیکہتا ہے کہ کئی سلطانی سپاہی مسلح کہڑے ہین اور کہہ رہے ہین کہ ابہی جو جوگی تمہارے جہونپڑے مین گیا ہے اوسکو ہمارے سپرد کردو۔ ورنہ ہم خود گہسکر گرفتار کرینگے۔

جوگی۔ تمہارے مذہب مین جوگیون کو ستانا منع نہین ہے۔

ایک سپاہی۔ جوگی جی ہم کسیکو ستانا نہین چاہتے۔ لیکن جب خود کوئی شخص ہماری خوشی کی مخالفت کرتا ہے تو ہم اوسکے دشمن ہوجاتے ہین۔ اب مناسب

یہی ہے کہ وہ شخص جو تمہارے جھونپڑے میں چھپا بیٹھا ہے نکالدو۔

جوگی۔ وہ میرا ایک چیلہ ہے اور ہمیشہ میرے پاس رہا کرتا ہے اوس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو اوسکو قید کرتے ہو۔

سپاہی۔ ہمارے سردار نے اوسکو دور سے دیکھا اور حکم دیا کہ اسکو پکڑ لاؤ ہم کو اپنی طرف آتے دیکھکر تمہارے ہان گھس رہا۔

جوگی۔ اچھا تو تم اوسکے بدلے مجھے لیچلو اگر تمہارے سردار کا کوئی کام ہوگا تو اوسکے بہ نسبت مجھے زیادہ نکلیگا۔

یہ سنکر وہ مسلمان سپاہی آپسمین مشورہ کرنے لگے اور آخر یہی قرار پایا کہ اس بوڑھے جوگی کو اپنے سردار پاس لیچلین جوگی بغیر اس کے کہ جھونپڑے کے اندر جاکر کسی سے کچھ کہے ان کے ہمراہ روانہ ہوا ان سوارون نے اسے لیجاکر محمود غزنوی کے فوجون کے درمیان کھڑا کر دیا جو متھرا سے جنوب کی لوٹتی مارتی چلی آتی تھین عساکر سلطان کا ایک معمر اور توانا شخص جو غالباً کوئی معزز منصب رکھتا ہوگا اور جس نے وفاداری سے مدت سلطان کے ہمراہ بارہا ہندوستان کا سفر کیا تھا اور یہان ملک کی زبان سے بھی کسیقدر واقف ہوگیا تھا جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور ٹوٹی پھوٹی ہندی سے کہنے لگا تم یہان پہاڑیون مین کیون مارے پھرتے ہو۔

جوگی۔ ہم لوگ فقیر اور جوگی ہین۔ ہماری آبادی مین گذرا نہین ہوتا اور نہ ہم وہان پوری طرح اپنا جوگ سادھ سکتے ہین۔ اسی وجہ سے ہم نے شہرون کو چھوڑکر جنگل اور پہاڑون مین رہنا شروع کیا ہے۔

افسر۔ (حیرت سے) تم یہین رہتے ہو؟ یہان تو درندون اور وحشی جانورون کا مسکن ہے۔

جوگی۔ ہماری انہین جانورون مین خوب بسر ہوتی ہے۔

افسر۔ اچھا یہ تو بتاؤ تم کبھی اجمیر بھی جاتے ہو۔

جوگی - ہمکو بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ اب وہان جوگی بہی نہین جانے پاتے - جب سے ترکون کے آنیکی خبر پہونچی ہے سب کا آنا جانا مہاراجہ صاحب نے موقوف کردیا ہے

افسر - یہ حال تمکو کیونکر معلوم ہوا ترک افسر نے جوگی کی صورت غور سے دیکہی اور اپنے سپاہی کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا - تمنے جسکو بلوایا تہا وہ یہ شخص نہین ہے وہ تو لڑکا سا تہا اور یہ تو بڈہا ہے -

اس سوار نے یہ حال ساف صاف بیان کردیا اور کہا کہ ہم اسکو اس وجہ سے لائے ہین کہ اسنے کہا وہ میرا چیلا ہے اوس سے کوئی کام نہین نکلنے کا اور مین بہ نسبت اوس کے زیادہ حال بتا سکونگا -

افسر - پہر جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تمکو پتہ ہے سلطان کی فوج کا ایک بہادر شخص گرفتار ہوگیا ہے اور اُس کا پتہ نہین کہ کہان ہے -

جوگی - مین جنگل کا رہنے والا ہون ان باتون سے مجہے تعلق نہین کسی راجہ کو بہی مین نہین جانتا -

افسر - نہین سنا گیا ہے کہ اکثر جوگیون کو اس قسم کے حالات معلوم ہوتے ہین

جوگی - ہان اُن جوگیون کو جو ادہر اودہر پہرتے ہین مین اور میرے چیلے ہمیشہ جنگل مین رہا کرتے ہین - ہمکو کیا حال معلوم ہو سکتا ہے - اسکے بعد افسر جوگی کو علیحدہ لیگیا اور تنہائی مین اوس سے کچہہ باتین کرنے لگا - تمام سپاہیون کو حیرت تہی کہ وہ جوگی سے کیا باتین کر رہا ہے مگر تہوڑی دیر یہ معلوم ہوا کہ افسر جوگی سے بہت خوش ہے اس نے آزادی اور امن و امان کا ایک پروانہ لکہہ کے جوگی کو دیا اس کے بعد افسر جوگی سے رخصت ہوکر چلا اور چلتے وقت اوسنے ایک دفعہ پہر افسر کی طرف متوجہ ہوکر کہا دیکہئے آپ بہول نجائیگا -

افسر - نہین ہرگز نہین یہ تو میرا فرض ہے -

پندرہوان باب

معرکہ آرائی

مہاراجہ اجمیر ش نے اپنے شہر کی حفاظت خوبی اچھی طرح سے کی تھی۔ اگرچہ اصولاً یہی مناسب تھا کہ وہ شہر کے اندر ہی سے لڑے مگر لڑائی کے اس طریقہ مین اوسے کچھ بودا پن معلوم ہوا اپنے تمام افسرونکو بلا کر غیرت دلائی اور آمادہ کیا کہ محمدی دشمن شخص سے جسکو سامنے اپنی حرکات کا امتحان دینا چاہئیے اول تو اسلئے کہ وہ ہندوستان کے بہت سے راجہ سے لڑ چکا ہے اور دوسرے اس سبب سے کہ اکثر فوجونکو شکست دینےکی وجہہ سے محمود کے دلین اپنی سپہگری پر بہت کچھ ناز پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن اپنے بہادرون کی طرف سے مجھے یقین ہے کہ وہ محمود کی کچھ ہستی نہین سمجھتے اگر محمود کی تمام فوج کو کاٹکر ڈالدیگا۔ بہتر یہی ہے کہ شہر کو مناسب انتظام مین چھوڑکر تم اپنی فوجکے ساتھ باہر چلین اور بارہ میل پر محمود کا مقابلہ کرین۔ باستثنائے دو تین درباری پنڈتون کیساتھ کہا جیسے ہم مہاراج کے قدمون کیساتھ ہین اور راجہ کو اپنی جان بھینٹ چڑھا دینا اپنا فخر سمجھتے ہین۔ حضور جب ہمارے ساتھ ہونگے تو ہمکو ترکون کا کچھ ڈر نہین۔ الغرض اجمیر شکی فوجین خود راجہ اور اوسکے تمام بہادر اور سورما افسرون کیساتھ شہر سے باہر نکلین اور اس مقام سے قریب ہی جہان جوگیون کا جھونپڑا تھا مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ مسلمان تو پہلے ہی آ چکے تھے۔ مگر اجمیر ش کی فوجین کچھ دیر بعد شام کو پہنچین۔ اس روز دن آخر ہو چکا تھا لڑائی صبح پر اٹھا رکھی گئی۔ مہاراجہ نے اور نیز اوسکے نامور جیسے رام افسر نے اپنی لشکر کو قرینے سے ادھر ادھر پہاڑیون اور اونکے دامن مین اتارا تا کہ غنیم حملہ کرکے تباہ کرنا چاہے تو ان مختلف مقامات تک نہ پہنچ سکے جہان بندوقین اوتری ہوئی تھین رات نے دونو نطرف کے افسرونکو نہایت عمدہ اور کافی ثبوت دیدیا۔ اپنی اپنی طرف دونون حملہ آورون نے بہت اچھا انتظام باندھ لیا مورچے مضبوطی کیساتھ قایم کرلئے گئے اگرچہ اس مذکورہ اصول جنگ کی تکمیل اس عہد تک نہین ہوئی تھی مگر ہوشیار اور تجربہ کار افسر اپنی ذہانت اور طباعی سے انہین اصول سے ملتے جلتے اکثر نتایج پیدا کرلیا کرتے

تھے۔ چنانچہ مہاراجہ اجمیرش کے لایق افسرون نے اس کام کو تھوڑا پورا کر لیا تھا۔ ہان محمود کی فوج مین اس قسم کی کوئی باضابطگی نہ تھی اسکی سپاہی قدیم عربی اصول پر میمنہ میسرہ قدام قلب پر تقسیم کر دئے گئے تھے اسلامی فوجونکی یہی ایک معمولی شان تھی اسیوقت اونہون نے رومیونکا مقابلہ کیا اور اوسی ترتیب سے اپین پر حملہ آور ہوئے اور اسی نظام نے مصر کو تباہ کیا اور اسی ہیبت سے وہ افریقہ کے ریگستانون پر ہوئے ایران پر جب اسلامی تلوارین آفت و مصیبت لائین تہین تو وہ اسی ترتیب سے نظر آتے تھے۔ اس اصول مین کچھ تھوڑی ہی ترمیم شاید ہوئی ہو ورنہ ترکون اور تاتاریون نے بھی ہمیشہ اپنی فوجونکو اسی انتظام سے مرتب کیا۔ الغرض سلطان محمود کی فوج گھاٹیون اور پہاڑیونپر تقسیم نہ تھی بلکہ تمام مسلمان ایک مسطح میدان مین تھے اور رات کے اندھیرے مین اپنا جو کچھ سامان کیا تھا وہ یہی تھا کہ فوجونکو مذکورہ حصونپر تقسیم کرا کے اپنے اپنے مقام پر قایم کر دیا دونو طرف کے بہادرون کے دلون مین جو خیالات تھے وہ اگرچہ بہادری اور ملکشی شہادت کی نسبت زیادہ مایل تھے مگر باقتضائے طبیعت انسانی ان مین امید کیساتھہ یاس ضرور ملی ہوئی تھی۔ خصوص مہاراجہ اجمیرش کی فوج کے سپاہی اگرچہ اپنی بہادری پر اونکو مسلمانون سے زیادہ دعویٰ تھا بعض اوقات جوش شجاعت مین وہ محمود کے سپاہیون سے زیادہ موت کی شایق ہو جاتے تھے۔ مگر محمود کی حملہ آوریون نے جو نتایج ہندوستانکے پبلک مین دکھائے تھے اونکی خبرین سن سن کے بعض اوقات اونکے خیالات پر ہیبت کیساتھہ یاس زیادہ طاری ہو جاتی تھی۔ خود مہاراجہ اجمیرش کے یہ خیالات نہ تھے وہ پورا بہادر اور شجاع تھا اس نے بھی اسلامی فوجونکی کامیابیونکا حال سنا تھا مگر ان باتونکو وہ صرف ان لوگونکی بزدلی پر محمول کرتا تھا جنکو شکست ہوئی۔ الغرض رات بھر نیند کسے آئی تھی۔ انہین خیالات مین صبح ہو گئی مسلمانون نے اپنی بہت زیادہ مشغولیت کیوقت مین نماز فجر ادا کی اور ہندوؤن نے بہت خضوع سے دل تھام

کی ہو جاتی اور اون کے آگے سر اطاعت جھکا کے آرزومند ہوئی کہ ان کا وطن
ان ملکشون کے ظلم سے پاک رہے مذہبی فرایض ادا کرتے ہی دونون فوجین ۔
لڑائی پر آمادہ ہو گئین آفتاب کیسا ابھی اسکی کرنین بھی افق مشرق مین چھپی ہوئی ہین
اور طیور کو ہنوز اپنے آشیانون سے نکلنے کی جرات نہوئی تھی ستارے بھی بعض
بعض بیدار تھے اور اپنی واپسی نگاہون سے دنیا کے اس ہیبتناک سین کو دیکھکے
آنکھین بند کرنے جاتے تھے کہ یکایک دونون طرف سے علم صبح کی اس ہوا مین لہرانے
لگے ۔ جو اس کام کے بہ نسبت کلیون کے کھلانے اور عروسان چمن کے پہلوین
گدگدانے کے لیئے زیادہ مناسب ہے ان جھنڈون کے نیچے دونون طرف کے جانباز
نہایت صبر و استقلال سے کھڑے ہوئے تھے اور اندھیرے کا پردہ جو جو اوٹھتا تھا
اپنی اپنے حریفون کی صورتین پہلی حیرت و استعجاب کی نگاہون سے زیادہ غور
سے دیکھے جاتے تھے اب زیادہ روشنی ہوئی اور فوجی باجے زیادہ شور سے بجنے لگے جو اس
امر کی علامت سمجھی گئی لڑائی کے شروع ہونیکو تھوڑی ہی دیر رہی ہے ۔ یہ آوازین
سنکے دلین تھوڑا بہت خوف تھا زیادہ ڈر کے ایک جھرجھری لی مگر ساتھیون کی غیرت
نے اسکی جرات نہ کرنے دی کہ صفون جنگ سے قدم ہٹالین اپنے دل کی جذبات کو
دلین دبایا اور بہادری کی صورت بنائے کھڑے رہے سلطانی فوجکا بہادر اور جنگ
آزما افسر التونتاش جو اکثر میدانون مین سب سے سبقت کیا کرتا تھا حضور سلطان اجازت
لیکر اپنی چار ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھا اوسکو بڑھتے دیکھکر مہاراجہ اجمیر نے
اپنے دل مین بہت افسوس کیا کہ اپنے شہر سے نکلکر ہمارا یہان آنا بیکار ہوا گیا
جبکہ ہم اتنی دور بڑھ کے آئے تھے تو ہمین چاہیے تھا کہ ہماری ہی طرف سے سبقت
بھی کی جاتی اچھا اب سب سے بہادرون مین اس مسلمانون کے مقابلہ کو بھیجا گیا اجمیر
کا ایک مشہور بہادر جس نے ہندو راجاؤنکی باہمی لڑائیون مین بہت کچھ نام حاصل
کیا تھا بڑھکر آیا اور راجہ کے قدم چھو کے کہنے لگا ۔ مہاراج مین جاتا ہون اور اس
ملکش کو حضور کے اقبال سے دکھادونگا کہ جو سورما اجمیر مین رہتے ہین وہ ملکشونکو

کیسا ذلیل سمجھتے ہین۔

راجہ۔ ہان ہان پرتاب سنگہ (یہ افسر کا نام ہے) یہ کام تمہین ہوگا تم تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ لیکر جاؤ اور مقابلہ کرو۔

پرتاب سنگہ بھی چار ہزار سوار راجپوت اپنے ساتھ لیکر نکلا۔ دو اجنبی اور غیر قومونکی لڑائی مین ہمیشہ یہ خرابی ہوتی ہے کہ دونون مین چونکہ کوئی دوسرے کی زبان آشنا نہین ہوتا لہذا ایک کے خیالات دوسرے کے ظاہر نہین ہوتا اور لڑائی مین مزہ نہین آتا پرتاب سنگہ کے ساتھیون نے اپنی صفون سے جدا ہوتے ہی تیر و کمان ہاتھ لئے اور نیزہ بازی کرتے آگے بڑھے اور گھوڑے بہت تیز بڑھا دئے کہ یہ تیرون کی لڑائی دم بھر مین موقوف ہو جائے اور دشمنونکو ہم شمشیر زنی کا مزہ دکھائین۔ مسلمان ترک نے اپنے افسر کے کہنے پر عمل کیا اور اگرچہ اپنی فوج سے دور ہو جاتے تھے لیکن سخت حملہ کر دیا۔

دونون فوجین ملگئین اور اونکے ملتے ہی ایک غیر معمولی جوش نظر آیا جس سے خیال کیا جاسکتا تھا کہ شاید اس لڑائی کا فیصلہ بہت جلد ہوگا۔ لیکن تھوڑی دیر مین وہ جوش ایک حالت پر ٹھیر گیا۔ کیونکہ نگاہین اسکے دیکھنے کی عادی ہوگئین اور لڑائیون کی حملہ آوری مین ایک قسم کا سکون پیدا ہو گیا تھا التونتاش نے اپنے سپاہیون کو لڑائی کی تعلیم بہت عمدہ دی تھی اسلئے گو وہ حملہ کرتے وقت تیر باری کرتے آرہے تھے مگر ہندو جوانمردون کے قریب پہونچتے ہی انہون نے اس پھرتی سے کمانین شانونپر ڈالکر نیزے جھکا دئے تھے کہ دشمنون کو بھی حیرت ہوگئی راجپوت ابھی تیر باری کر رہے تھے اور التونتاش کے ساتھیون نے سر پر پہونچکر نیزون سے چھیدنا شروع کیا۔ دیکھتے ہی راجپوتون کو بھی غصہ آگیا انہون نے اس غضب سے کمانونکو شانونپر گرانا چاہا کہ اون مین سے بعض بعض ٹوٹ گئین۔

بالفرض انہون نے بھی تیر و کمان چھوڑ دئے اور تلوارین ہاتھ مین لین جبتک مسلمانون کے تیرون نے انہین دور رکھا اسوقت تک تو وہ بیشک نقصان اوٹھاتے رہے

تہے مگر وہ آخر گہس سکے تلوارین لئے ہوئے مسلمان انکے سرون پر پہونچ ہی گئے دونو لشکر کے جوانمرد شمشیر زنی کے جوہر دکہانے لگے اور فرشتہ موت گہبرا گہبرا کر دوڑنے لگا کہ کس کس کو دنیا سے رخصت کرے ابتدائی جوش مین ہندؤن نے شمشیر کے اعتبار سے مسلمانونکو دبالیا لیکن آخر اس موقعہ پر بہی دونون کی یکسان حالت ہوگئی خونریزی نے جب اچہی طرح زور پکڑ لیا اوسوقت آفتاب نے مشرق کو ہسار سے سر نکالا اور اپنی صبح کی زرد زرد شعاعون سے اس خون مین چمک پیدا کرنے لگا جو میدان کی نشیبی کنارون مین بہ بہ منجمد ہوگیا تہا۔ تلوارین شاید شعاع آفتاب مین اچہی طرح چمکتین مگر وہ سب کی سب خون آلودہ ہو چکی تہین اور ان پر دہوپ کی کرنین خود سرخ رنگ مین رنگی ہوکر جگمگاتی تہین یہ جانبازیون مین برابر لڑ رہے تہے اودہر اونکی مؤید اور دعا گو فوجین دونو طرف ایک سکوت کے عالم مین کہڑی اپنی اپنی قوم کے حامیون کی نبرد آزمائی کا تماشہ دیکہہ رہی تہین لڑتے لڑتے پرتاب سنگہ نے نے ایک تیز حملہ کیا۔ مسلمان سوارون مین گہسا چلا گیا اور اپنی زبان مین پکار پکار کر کہنے لگا۔ ترکون کا سردار کہان ہے۔ اگر مرد ہے تو میرے مقابلہ کو آئے۔

التونتاش کے بعض سپاہیون کے ذریعہ سے اس کا مطلب معلوم ہوگیا یہ معلوم کرکے پہر اوسمین اتنی تاب کہان تہی کہ چپ کہڑا رہتا۔ اوس نے فوراً گہوڑا اٹہایا اور پرتاب سنگہ سمجہ گیا کہ بیشک یہ ترکون کا سردار ہے التونتاش نے نہایت چالاکی سے خالی دی پرتاب سنگہ کی تلوار ہنوز اپنے زور مین چلی جاتی تہی اور ٹہرنے بہی نپائی تہی کہ التونتاش نے اپنی تلوار بلند کرکے پرتاب سنگہ پر چلائی کہ اگر جہک نہ جاتا تو بیشک اس کا سر اڑ گیا ہوتا التونتاش پرتاب سنگہ کی یہ ہوشیاری دیکہکر حیرت مین آیا اور اوسکی صورت دیکہنے لگا اسکے بعد پہر دونون سنبہلکر لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ اب دونون طرف سے بے ترتیبی اور سختی کے ساتہہ وار ہونے لگے۔ ترکی افسر بہادر راجپوت کو زیر لانا چاہتا تہا اور یہی منشا تہا ور پرتاب سنگہ التونتاش کو لیکن کسی کی آرزو پوری نہ ہوئی لڑتے لڑتے دونون تہک

گئے۔ اتنی دیر مین صرف اتنا ہوا کہ التونتاش کی تلوار کا ایک ہلکا ہلکا سا زخم پرتاب سنگہ کے بازو پر آگیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ تلوار پرتاب سنگہ کی زرہ مین پیوست ہو کر رہگئی اور کہینچنے مین التونتاش کے ہاتہ سے کچہ ایسی بے احتیاطی ہوئی کہ جہٹکے سے ٹوٹ گئی۔ پرتاب سنگہ کو یہ موقعہ بہت اچہا ملا تہا اور وہ ایسا نا تجربہ کار نہ تہا کہ اس موقعہ کو ہاتہ سے جانے دیتا اوس نے فوراً تلوار کا ہاتہ مارا۔ التونتاش نے پرتاب سنگہ کا وار توڑ ڈہال پر لیا اور دوسرے ہاتہ سے نیزہ بڑہا کے پرتاب سنگہ کے سینہ پر مارا ہندو بہادر نے دہنی طرف جہک کے خالی دیا اور نیزہ اپنے زور مین اسکے بائین پہلو سے ہو کر نکلگیا جسکو اوس نے فوراً ہاتہ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتہ سے تابڑ توڑ تلوار کا وار کرنے لگا۔ بیشک التونتاش کے لئے یہ بہت نازک موقعہ تہا اوس کے ہاتہ مین کوئی حربہ نہ تہا اور وہ صرف اپنی بچانیکی کارروائی کر رہا تہا۔ یہ صورت دیکہ کے دو چار مسلمان سوار بڑہے کہ اپنے سردار کو ایک ساتہ ملکے حملہ کر دیا جائے ہندوؤنکو عام طور پر حرکت کرتے دیکہکر مسلمانون نے بہی حملہ کر دیا جس وقت سے التونتاش اور پرتاب سنگہ مین لڑائی شروع ہوئی تہی دونو طرف کے سوار رک گئے تہے کہ اس دلچسپ ہنر آزمائی کا تماشا دیکہین اور اب اسوقت حملہ بہی انہین لوگون نے کیا اصلی فوجین جو کہ مہاراجہ اجمیر اور سلطان محمود کے جہنڈون کے نیچے تہین وہ ابتک اسیطرح ساکت وخاموش کہڑی تہین لڑائی مین پہر تیزی ہوگئی۔ یہی سوار جو اب لڑ رہے ہین پہلے بہی لڑ رہے تہے مگر سستا کر خدا جانے کیسے تازہ دم ہوگئے ہین کہ اب بہت سخت لڑائی لڑ رہے ہین اور شدت اور گرمجوشی سے اپنے دشمنون کا خون بہا رہے ہین۔ افسرون کے لڑنے سے پہلے بہی کوئی چار گہنٹے گذر گئے ہین لیکن ہر سپاہی مین ایسا جوش پیدا ہوگیا ہے کہ کوئی تہکنے اور اپنی جگہ سے ہٹنے کا نام ہی نہین لیتا سپاہیونکو حملہ آور بازوؤن سے ایک سستی اور کاہلی پیدا ہوتی اور لڑائی اسی طرح جوش و خروش سے ہو رہی ہے۔ دونو طرف کے لوگ دل کہولکر کوشش کرتے ہین کہ حریف

کو میدان سے ہٹا دین مگر تم کوششین برابر بے سود ہوتی جاتی ہین۔ آخر اس امر سے ناامیدی ہوکر کہ آج کس قسم کا فیصلہ ہو۔ کیونکہ اندھیرا زیادہ جھک آیا تھا اور لڑائی مین کسی طرف سے سستی اور بےدلی ظاہر نہین ہوتی تھی سلطان محمود نے مناسب خیال کرکے واپسی طبل بجوا دیا۔ تمام سپاہی علیحدہ ہوگئے اور لڑائی دوسرے دن پر اٹھا رکھی گئی۔

اس لڑائی مین دونو طرف تقریباً ڈھائی تین ہزار آدمی کام آئے۔ جسکی وجہ یہ تھی کہ حملہ کیساتھ اپنی حمایت کی بھی کارگذاری کرتے جاتے تھے۔

رات نہایت ہی جوش وخروش اور امید وبیم مین گذری۔ ہندو برہمنوں اور اکثر معزز سرداروں نے رات بھر بتون اور مورتون کے آگے سجدے کئے اور نہایت ہی رقت قلب سے رو رو کر آریہ ورت کے ملکشون سے پاک رہنے کی دعائین مانگین۔ تمام ہندو کیمپ سے برابر سنکھ اور گھنٹیون کی آوازین آتی رہین عقیدت کیش اور پاکدامن مہ جبین لڑکیون نے دیوتاؤن کی تعریف مین بھجن گائے اور اپنے بزرگون کی بہادریون کے گیت گاگا کر صبح کی ادھر اسلامی لشکرگاہ مین کچھ اس سے زیادہ رقت قلب کا اظہار ہوتا رہا۔ اگرچہ وہان نہ دیوتاؤن کے بھجن گائے اور اپنے نہ بزرگون ثنا اونکی سوسائٹی مین یہ رجز خوانی اور خود ستائی کا وقت تھا لیکن اپنی دعاؤن مین جو انکی طرف پہلو اختیار کیا گیا تھا وہ اسیقدر کہ خدای واحد ذو الجلال والاکرام کے آگے ہر شخص کا سر جھکا ہوا تھا۔ فوجی خیمہ کی مسجدین آباد ہین رکعات تہجد خوش الحانی سے ادا کیجاتی ہین۔ قران خوانی کی آواز کبھی نہ سنائی گئی ہوگی صبح ہوتے ہی ان لوگون مین آذان کی صدائے بلند ہوئی اودھر فوجون مین زیادہ شور کیساتھ سنکھ اور گھنٹے بجنے لگے گریبان صبح کے چاک ہوتے ہی دونون طرف کے لوگونکے جلدی جلدی اپنی عبادت سے فراغت حاصل کی اور لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوگئے۔ صفوف جنگ آراستہ ہوئین۔ عبادت سے یکطرفہ باجونکی آواز موقوف ہوئی اور اب اوسی جگہ دونو طرف

جنگی باجون کا ہنگامہ بپا ہے مہاراجہ اجمیر شِ کیطرف نرسنگہا جہنکر رہے ہے گہنٹے بج رہے ہین اور اسی قسم کے اور باجونکی آواز ہر شخص کے کانون تک پہنچتی ہے محمود کے لشکر مین اوہر تو عربون نے اپنا چہوٹا طبلہ بجا کر بدوؤنکی ذہن مین رجز خوانی شروع کی۔ ادہر ترکون اور مغلون کے گروہ سے بڑے بڑے نقارے اور قرناکی مہیب آواز بلند ہوئی جسنے اکثر سننے والون کے رونگٹے کہڑے کر دئے یہ آواز بہت رعب و داب سے اس صحرائی فضا کو فتح ہوئی بڑی اور سپاہیون سے پہلے بہادری کے ثبوت مین طور پر گرد کی پہاڑیون سے ٹکرین کہانے لگی۔

آج ہندؤن نے زیادہ اولوالعزمی اور استقلال سے کام لیا جو پہلا شخص میدان مین آیا وہ راجہ اجمیر شِ کا قوت بازو اجمیر شِ کے پاٹ کا رکن اعظم اور قومی تاج کا جان نثار رنجیت سنگھ تہا یہ راجہ کے بہائی بندون مین تہا اور ہر معرکہ مین تہا اوس نے اپنی بہادری کی کوئی نہ کوئی یادگار ضرور چہوڑی تہی اس کے ماتحت دس ہزار فوج تہی جسمین کا ہر شخص ہمیشہ اپنے مالک کا جان نثار رہتا تہا۔ رنجیت سنگھ کے سر پر ایک بڑا پگڑ تہا جسمین کچھہ پر سے لگے تہے اور کلغی ہوا مین نازک لہرین لیکر اسکی رفعت اور اوس کے ہیبت کا ثبوت دے رہی تہی قیمتی مرزائی گلے مین تہی اور عمدہ دہوتی اپنے ملک کے فیشن کے مطابق باندہے ہوئے تہا ایک ہندوستانی سبزہ گہوڑے پر ران اسلحہ بہی اسی عہد کی ضرورتون کے مناسب زیادہ اور قیمتی تہے تلوار پر سنہلے جڑی ہوئی تہی اور ڈہال پیٹہہ پر بندہی ہوئی تہی خیر اور تمام اسلحہ تو تہے ہی مگر تیر و کمان لئے ہوئے اسلئے کہ ابہی اوس کے مقابلہ کوئی شخص نہین نکلا تہا لہذا وہ تیر و کمان سے ہی کام لینا چاہتا تہا جسکے ذریعہ سے دور کے دشمنون تک پیام مرگ پہنچایا جا سکے رنجیت سنگھ اگرچہ فارسی زبان نہین جانتا تہا لیکن اوس نے کچھہ ایسی رعب دار آواز سے پکارا کہ لوگ سمجہہ گئے کہ کسیکو مقابلہ مین بلاتا ہے التونتاش مقابلہ کیواسطے صفون سے نکلا تہا۔ لیکن سلطان نے واپس بلا لیا اور محبت اور شفقت سے کہا تم کل مقابلہ مین زیادہ مشقت اٹہا چکے ہو یہ سر اسر

ناانصافی ہے اس کافر کے مقابلہ مین کسی شخص کو جانا چاہیئے التونتاش نے پھر اجازت
مانگی اور عرض کیا سلطان عالم مجھے کوئی مشقت نہین کرنا ہے اور یہ تو جہاد ہے
جسقدر زیادہ سرگرمی دکھاونگا اوسیقدر ثواب کا زیادہ مستحق ہونگا سلطان محمود
کو حیرت تھی کہ باوجود اُسکے کہنے کے اسوقت تک اور کسی بہادر نے نکلنے کا نام نہین
لیا اس خیال کو اوس نے دل ہی مین رکھا اور التونتاش کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا
آج پھر لڑائی مین تجھے جانیکی اجازت دینا ظلم ہے قسم ہے اوس پروردگار عالم کی کہ اُس
ظلم کے مرتکب ہونے کے بعد مقابل مین مجھے یہ گوارا ہے کہ مین تو خود اس کافر کے مقابلہ
پر جاؤن اور وہان تمہارے طرح مجھپر بھی تو جہاد فرض ہے اچھا تم دیکھو مین ہی اُس
کافر کو اوسکے کفر کی سزا دینے جاتا ہون۔ بادشاہ کی زبان سے یہ کلمہ سنکر ہر شخص
کے دلمین جوش آیا اور کئی افسر بڑھکر عرض کرنے لگے حضور جبتک ہم لوگ موجود ہین
اسوقت تک یہ نہین ہوسکتا کہ ہمارے سلطان کو ایسی تکلیف گوارا کرنی پڑے ہم
جان نثار اسروز زندہ نہونگے جبروز حضور میدان جنگ مین تنہا قدم نکالینگے۔ اسکے بعد
داؤد طائی نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور مین جانیکی اجازت طلب کرتا ہون اس
بت کو اگر خدا نے چاہا تو میرے ہی ہاتھ سے سزا ملیگی سلطان نے داؤد کی درخواست
منظور کی اور اگرچہ وہ سادی وضع مین تھا سامان درست کرکے بہت مستعدی
کیساتھ مقابلہ کو نکلا جس وقت تک داؤد میدان مین آئے ہندو بہادر راجپوت
جیت سنگھ نے کئی بار اپنے مقابلہ کو مسلمانون کو پکارا اور مسلمانونکی طرف سے
یہ سستی دیکھکر اوس نے خیال کر لیا تھا کہ مسلمان میرے مقابلہ مین دب گئے مگر
جب داؤد طائی اوسکے مقابلہ پر آگیا تو پہلے اوس نے بہت غور سے اوس کے
چہرہ کو دیکھا کہ خوف اور دہشت کے آثار تو نہین پائے جاتے اس قسم کی کوئی
علامت نہ پاکے وہ خود متحیر ہو گیا اور لڑائی کے واسطے آمادہ ہو گیا اگر داؤد نے
اپنی دہشت کو چھپایا ہوگا تو یون ظاہر ہو جاویگا مگر داؤد کی طرف کی سی خود اُس
سے زیادہ پھرتی اور مستعدی ظاہر ہوگئی دونون ایک دوسرے کی زبان سے

نا آشنا سے شخص تو بغیر اسکے کہ کوئی کلمہ زبان سے نکلے لڑائی شروع ہو گئی تلواریں ابتدأ
چمکیں جبکہ کھینچ کھینچ کے ذرا آنا فاناً ہوا میں ٹھہر گئیں تھیں پھر کچھ نظر نہ آیا کہ وہ تلواریں
کدھر جاتی ہیں اور کہاں پڑتی ہیں۔ عام نگاہیں دیر تک دونوں جنگ آزماؤں
کی حیرت کی نظر سے دیکھتی رہیں کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شمشیر زنی والی چمک میں
ایک سپاہی نمودار ہوئی حیرت آشنا نگاہوں کو دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سپاہی تھا
اصل میں مسعود کی ڈھال تھی اسکی تلوار ایک وار میں کچھ ایسی پڑی کہ جھٹ سے تلوار
دو ٹکڑے ہو گئے رنجیت کو یہ موقع نہایت عمدہ ملا تھا اوس نے برابر تلوار کے
وار کرنے شروع کر دئے مگر مقابل ایسا سپاہی نہ تھا کہ اپنی تلوار ٹوٹ جانے پر بھی
چرکا کھا جاتا۔ اس نے اس پھرتی سے ڈھال ہاتھ میں لی کہ دیر تک دیکھنے والوں کو
اسکی ڈھال مشتبہ چیز معلوم ہوتی رہی اس لڑائی نے ایک عجیب دلبستگی پیدا
کر رکھی تھی جنگجوؤں کے دلوں میں زیادہ جرأت سمائی تھی اونکا بھی دل بہل گیا تھا اور
ان دونوں جانبازوں کی لڑائیوں کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے داؤد نے آخر اپنا
نیزہ ہاتھ میں لیا۔ نیزہ کی لڑائی میں عرب لوگوں کو عموماً زیادہ ملکہ ہوتا ہے اور گویا
اس فن کو اس سرزمین والوں نے اپنا کر لیا ہے نیزے کے وار داؤد نے کچھ ایسی
پھرتی سے جلد جلد کئے کہ رنجیت سنگھ کو ذرا پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسلئے کہ اس
کے پاس نیزہ نہ تھا تھوڑی دیر اسنے اپنے آپکو بچایا لیکن کچھ سوچکے کمان ہاتھ
میں لی اور داؤد پر تیر برسانے لگا۔ داؤد نے اسکا خیال نہ کیا اسلئے کہ تیر کی لڑائی
میں انسان وہ پھرتی نہیں دکھا سکتا جو نیزے اور تلوار میں دکھا سکتا ہے اور اس
مجبوری سے رنجیت سنگھ کو بہت پیچھے ہٹ جانا پڑا تاکہ داؤد کی نیزہ بازی سے
محفوظ رہ سکے داؤد نے حملہ کر کے گھوڑا بڑھایا ہندو جانبازوں کو پیچھے ہٹ جانا
پڑا الغرض دلوں میں جائے جو کچھ ہو لیکن لڑائی کا ظاہرا رنگ یہی بتا رہا تھا کہ
رنجیت سنگھ کو شکست ہو گئی اور داؤد اسکی طرف تعاقب کرتا اور بڑھتا چلا جاتا
ہے اس سین نے دونوں طرف کی فوجونکو بیتاب کر دیا ہندوؤں نے ارادہ کیا کہ اپنے

افسر کو بچائین اور اسکی مدد کرین مسلمانون کو ڈر ہوا کہین ایسا نہو کہ داؤد فوج سے زیادہ دور ہوکر ہندؤن کے ہجوم مین گھر جائے۔ یہ خیال واقعی ایک قیامت کا مقدمہ تھا دونون فوجین بڑہین اور ایک عام حملہ ہوگیا۔ طبل جنگ پہاڑون اور تمام چیزون کو خبر دینے لگا کہ قیامت آگئی خود سلطان محمود اور راجہ اجمیرش کے گھوڑے میدان مین شوخیان دکہانے لگے دونون فوجین ملگئین اور لڑائی کا خونریز تماشہ ہر دلیر پر نقش ہیبت بٹھانے لگا۔ سلطان نے عین میدان جنگ مین پہنچکر اپنے سپاہیون اور افسرون کیطرف مخاطب ہوکر یہ کلمات کہے۔ اے بہادران اسلام! اے جانبازان ترک و عرب سرفروشی کا وقت آگیا جنت کے دروازے کھل گئے۔ جہاد کے شوق مین سب کے سب بڑہے ہو گویا کانون مین آواز آئی ہے کہ حورین تمہین بلا بلا کر پکار رہی ہین۔ خداوند عالم تمہاری جانبازیون کی قدر اور اجر دینے کی نگاہون سے دیکھ رہا ہے چونکہ تم خدا تعالیٰ کا کام کر رہے ہو لہذا وہی خدا تمہاری مدد کریگا بڑہو اے مسلمانون بڑہو اسلام کو اس زمین پر رواج دو اتنا کہکے سلطان نے اپنا گھوڑا لڑائی کے میدان مین آگے بڑہایا۔ یہ تقریر سنتے ہی مسلمانون کے حوصلے بڑہ گئے اور ان کا جوش تازہ ہوگیا سبھون نے ایک ساتھہ نعرہ کردیا کل کیطرح آج تہوڑی تہوڑی فوجین مقابلہ کو نہین بڑہین بلکہ آج تمام اسلامی فوج نے یورش کردی ہے مسلمانون کا جوش و خروش دیکھکر ہندوؤن کے بہادر فرمانروا مہاراجہ اجمیرش نے بھی اپنے سوارون کے حوصلے بڑہائے اور خود مع اپنے بہادر افسرون کے میدان جنگ مین نکلا۔ اسکی تقریر بھی نہایت موثر تھی۔ ہر ہندو سپاہی یہ بخوبی سمجھ گیا کہ اگر مسلمان جیتے تو بڑے ظالم ہین انکی غرض اس سرزمین کی حکومت ہی نہین ہے شاید کبھی ان سے تعلق و وداد کی امید کیجاسکے بلکہ وہ ہمارے دھرم و مذہب کو ذلیل کرینگے بتون کی بیحرمتی کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرینگے اور لوٹ مار کا ہنگامہ برپا ہوگا۔ بالخصوص عورتون کا زیور اور شاہی خزانون کے جواہرات لوٹکر اپنی مٹھیان گرم کرتے چلے جانے آتے ہین یہ لٹیرے ہین صرف ڈاکہ زنی انکا کام ہے۔ الغرض دونو طرف

کی فوجین مین پورا جوش تھا سپاہی میدان جنگ مین گرتے اور لڑائی اس سختی سے ہونے لگی کہ دیکھنے والون کے دل کانپ اوٹھتے تھے وہی بہادر تھے جو معرکۂ جنگ مین اپنے مقابل کے لوگون سے لڑنے مین مشغول تھے اور کسی طرح آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے مگر عمر دن کے اختتام کا زمانہ سرون پر آگیا تھا آہ! ایسے ایسے قوی ہیکل اور تندرست اور بحال دنیا سے رخصت ہو رہے تھے اور بیکسی اور بے بسی سے کہ نہ کوئی اون کا اوٹھانیوالا اور نہ اونکے سرہانے بیٹھکر کوئی رونے والے نظر آتے تھے۔ انکی وہ وفادار بیبیان جو اونکے ساتھ زندہ جلکر خاک ہوجانا بخوشی خاطر گوارا کر لیا کرتی ہین۔ لاشون کے دشمن مردار خوار بھی لڑائی کے ہجوم مین اتنا موقع نہین پاتے تھے کہ اون کے جسمون پر بیٹھ کے اپنا پیٹ بھرین کوئی اتنا بھی نہین دیکھتے کہ گھوڑے کی پیٹھ سے گرنے والے بالکل جان دے چکے ہین یا ان مین کچھ دم باقی ہے جا رہے جس حال مین ہون حملہ آور فوجین انکو روندتی ہوئی بڑھتی ہین اور تیز رو گھوڑے اونکو کچلتے ہوئے جاتے تھے۔

لڑائی نے بہت طول کھینچا اس سے پیشتر داؤد ملائی اور رنجیت سنگہ کی لڑائی ہی مین دس گیارہ بجگئے تھے۔ اسوقت دونون طرف کے حملہ آورون نے اتنی دیر تک یکسان بہادری سے کام لیا کہ تین بجگئے ہین اور لڑائی اسی معمولی حیثیت اور اسی جوش وخروش کے ساتھ جاری ہے کوئی شخص میدان جنگ سے پیچھے ہٹکر نہین جاتا اور ہر شخص نے اپنے دلمین یہی تصفیہ ٹھیرالیا کہ یا تو فتح ہوئی ورنہ یہان سے مرکر جائینگے۔

سندھ و نیچ کے بہادر جے رام نے اس موقع پر ایک اور آخری کوشش کی اوسنے اپنے ہمراہی کے لئے دس ہزار سوار فوج سے منتخب کرکے الگ کرلئے میدان جنگ سے بیچ کر پہاڑون کے دامن مین چھپ گیا اور پوشیدہ ہی پوشیدہ چکر کھاکے اور پہاڑون کے راستے نکلتے بائین طرف سے ناگہان نمودار ہوا اور شمشیر بکف یکبارگی حملہ کرکے میدان جنگ مین کودا کہ گویا تمام دم

فوج ہندوؤن کی مدد کو آ گئی۔ ان بہادرون نے حملہ کرتے وقت زور سے مہاراجہ اجمیر شہ کی جے کا نعرہ بلند کیا اور لڑائی کے میدان مین اپنے گہوڑے کی تیز روی دکہانے کے جے رام کے اس حملہ نے اہل اسلام سے بہت بڑا اثر کیا۔ بیشک ان کے دل تہوڑے ہو گئے تہے اور اونکے قدم کو لغزش ہو گئی تہی مگر ایک طرف سے التونتاش نے دوسری طرف سے داؤد طائی اور درمیان سے خود سلطان محمود نے للکارا اور دوبارا سے یکلخت حملہ کر دیا اور ایسا حملہ کیا کہ تمام مسلمانون نے ہی یک بیک چونک کے اون دشمنون پر ایک زور کا حملہ کیا۔ اللہ اکبر کے نعرے زور سے بلند ہوئے اور لڑائی کی آگ نے دیکہنے والونکو محسوس طور پر آگ کی چنگاریان اڑتی نظر آنے لگین سلطان نے ایک تدبیر اور کی جو زیادہ مفید ثابت ہوئی اسلامی لشکر مین سے چار ہزار تیر انداز جو اس کو بیشتر اپنی شمشیر زنی کا جوہر دکہا رہے تہے اونکو حملہ آورون سے علیحدہ کیا اور ایک پہاڑی کے دامن مین انکی کئی صفین قائم کر کے یہ لوگ کسیقدر بچاؤ رکہکے تیر باری کرتے ہوئے لڑے انہون نے ایک ایسا موقعہ منتخب کر لیا جہان سے مسلمانونکو بچا بچا کر وہ اپنے تیرون کا نشانہ صرف ہندوؤنکو بنا سکتے تہے۔ ان لوگون کے تیرون نے بہی بڑا اثر کیا جو لوگ مسلمان حملہ آورون کی لڑائی مین مشغول ہونا چاہتے تہے ان مین سے تو اکثر ونکو تو یہ تیر مار مار کر گرا دیتے تہے جو زندہ بچتے تہے اونکو سوا اسکے چارہ اور بہاگ کہڑے ہوتے تہے اور کچہ بات بن نہ پڑتی تہا ان تیرون نے ہندوؤن نے بڑے صبر و استقلال سے کام لیا لیکن ایک عالم مرگ سا چہا جاتا تہا اونکے پاس کیا علاج تہا وہ بہت ہی پریشان تہے اور گہبرائے گہبرائے پہر رہے تہے۔ خود مہاراجہ اجمیر شہ اور اوس کے بہادر نوجوان افسر جے رام دونون نا امید سے تہے کہ کیا کرین مگر باوجود سراسیمگی پریشانی کے دونون نہایت بہادری سے مقابلہ کر رہے تہے اور برابر آگے بڑہنے پر آمادہ کر رہے تہے۔ [illegible] انتشار کیا [illegible] آخر وقت نے دونا انتشار طاری کر دیا مسلمانون کا جہاندیدہ افسر داؤد طائی جو پہلے پہل میدان مین نکلا تہا ہندوؤنکی اس حالت کو بخوبی سمجہ گیا اور اونکی بزدلی کا

مضمون کا اون کے چہرے سے بڑہ گیا اوس نے اپنے سردارون کو یکبیک ابہارا اور نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے زور سے ایک آخری حملہ کردیا۔ اس حملہ نے ہندوکے قدم اکہاڑ دیئے اور سب گروہ تو جیسے لڑتے رہے مگر دو رسالے جو بائین جانب دیر کے بدحواس ہورہے تہے فوراً بہاگ کہڑے ہوئے بہادر جے رام اونکے نزدیک آیا اونکو سنبہالنے لگا لیکن اُنکا سنبہالنا تو درکنار جے رام کے ساتہی جنہون نے صف فوجکو زیادہ مضبوط کر رکہا تہا ان کے بہی قدم اکہڑ گئے دیگر افسران لوگ کے روکنے اور قایم رکہنے کی تدبیرون مین تہے کہ باقی حصہ فوج کا جو اب تک مقابلہ کر رہا تہا اوس نے بہی بہاگنا شروع کیا الغرض فوج کچہہ اسطرح بے استقلال اور بیدل ہوکر بہاگی کہ مہاراجہ اجمیر شش اور اوسکے وزرا افسرون نے ہزار تدبیرین کین مگر کچہہ نہوسکا۔ اگرچہ مسلمانونکو موقعہ ملگیا تہا کہ تعاقب کرکے اپنے حریفون کا کام آج ہی تمام کردیتے مگر انہون نے خدا جانے تہک جانیکی یا نہین معلوم اس سبب سے ان کا تعاقب نہین کیا وہ تو اپنے کیمپ مین جاکر ٹہرگئے جنکے خیمون کی مستطیل قطارین مسلمانون کے لشکرگاہ سے قریب ہی دور تک پہیلی چلی گئی ہے

سلطان نے اوسکی طرف متوجہ ہوکر کہا التونتاش آجکی لڑائی تو نے دیکہی! مین ہندوون کی فوج سے اکثر لڑا مگر ایسے جانباز سپاہیون سے لڑنیکا اتفاق نہین ہوا

التونتاش۔ حضور یہان بہادر تو ضرور ہین مگر مسلمانان بہادرون کے صبرو استقلال نے ان کے ہوش اوڑا دیئے۔

محمود۔ بیشک۔ مگر افسوس منصور کا پتہ نہین اگر آج وہ ہوتا تو اوسکے حملون کے سامنے کفار اتنی دیر بہی نہ ٹہر سکتے۔

التونتاش۔ بجا ہے قطع نظر اور سب باتون کو منصور کے غم نے ہمارے جوانمردون کو اور سست بنا رکہا ہے۔

محمود۔ نہین معلوم منصور کیا ہوا اور کہان غائب ہوگیا"

التونتاش۔ عساکر سلطانیہ اس مہم سے فراغت ہوئے تو منصور کی جستجو مین

سرسری ہی کوشش کیجاوے۔ میرے خیال مین کل اس لڑائی کا اختتام ہوگا۔
محمود۔ انشاء اللہ۔" دونون یہ باتین کرکے مع تمام افواج کیمپ کو روانہ ہوئے۔

سولھوان باب

اجمیری کیمپ

اگرچہ ہندوؤن نے معرکہ جنگ مین بڑی بہادری دکھائی تہین خصوصاً افسرون نے اپنی قومی حمیت کا انتہائی جوش دکھایا تہا لیکن لڑائی کا نتیجہ ایسا خراب ہوا تہا کہ راجہ دربار عام معزز اراکین دولت جب اپنی فرودگاہ کو پہونچے تو نہایت سست اور انتہا سے زیادہ مضمحل تہے راجہ کا یہ عالم تہا کہ غصہ اور صدمے کے مارے وہ اپنے آپے سے گذر جاتا تہا۔ اس نے اپنے شاہی خیمہ مین داخل ہوتے ہی تہوڑی دیر تو انتظار کیا اور اسکے بعد تمام افسران فوجکو اپنی حضوری مین طلب کیا اور دربار اپنی قدیمی شان و شوکت سے قایم ہوگیا اور اراکین دولت اپنے اپنے درجے سے مناسب مقامات پر آکے بیٹھ گئے جب کل مقربان دولت جمع ہوگئے تو اونکی طرف مخاطب ہوکر راجہ نے یہ کلمات کہے۔

راجہ۔ اجمیر شہر والو تمہاری غیرت کہان گئی۔ تمہاری جرات کیا ہوئی؟ وہ بڑے بڑے لمبے چوڑے دعوے جو اپنے دیس کے بچانے کے لئے تم کرتے رہتے تہے شکست کہاکر اپنے وطن اور گہر کے دروازے پر آ غنیمت یہی ہوا کہ مسلمان دن بہر کے تہکے تہے۔ ورنہ اگر ہمارا تعاقب کرتے تو تمہین بتاؤ کیا ہوتا بہاگ کہڑے ہوئے با ذلت اور بیعزتی کے ساتھ اپنی استریون اپنے بالکون کو کس پر چہوڑ چلے تہے مسلمانونکی عادت کیا تمہین معلوم نہین ہے کہ وہ اپنے دشمنونکی شریف بہو بیٹیون کو اپنی لونڈیان بناتے ہین اور اون بیعزتی کرواتے ہین لڑکونکو پکڑکر اپنے دیس مین لیجاکے بیچ ڈالتے ہین جنکی زندگی غلامی اور ترکون کو جوتیان

سپہ گری کرتے گذر جاتے ہین۔ اپنے خاندانون کو تم اسلئے مسلمانون کے سپرد کئے بیٹھے تھے مرجانا اچھا ہے اور یہ ذلت اچھی نہین مگر یہ خیال شریف اور بہادرون مین ہوتا تمکو پرمیشور نے بعزت بنادیا کہ ایسی بعزتی تم نے گوارا کرلی میرا راج اگر کسی سندو راجہ کے ہاتھ مین جاتا تو مجھے بالکل افسوس نہوتا اس لئے کہ وہ دہرم کی قدر کرتا اور عورتون اور بچون کی ایسی بے آبروئی اوسکے ہاتھ سے نہوتی افسوس تو یہی ہے کہ تم اُن ذلیل لوگون کے آگے بودے ثابت ہوئے جنکے دل مین نہ شرافت کی قدر ہے نہ کسی عصمت کا خیال ہے خود ذلیل ہین ویسا ہی ذلیل اور سبکو بہی سمجھتے ہین تم اپنی عورتون اور اپنے بچون کو ایسے ظالمون کے سپرد کئے جاتے تھے۔

راجہ کی یہ پرجوش اور پرحسرت تقریر سنکے تمام لوگون نے ندامت سے سر جھکا لیا دیر تک دربار مین سناٹا رہا آخر ایک لائق برہمن جو دربار کے مشیرون مین اعلی درجہ کا مشیر تھا اوٹھا اور راجہ کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا۔ مہاراج ہم لوگون سے بڑی غفلت ہوئی اور ہم لوگون نے بالکل اپنے نام کے تئین ڈبو دیا۔ مہاراج آپ کی ناراضی سے اب اون کے دل مین غیرت پیدا ہوگئی اور اب سب نے ایسا ٹھان لیا ہے کہ اپنا سر ملک دشمنون کے آگے ہوباکے کہڑے ہون ان سے کل واسطے اگر سرم اور ان کے بت کی قسم لے لیجئے اور دیکھئے کل یہ سامان کار نمایان کر دکھاتے ہین

راجہ۔ یہ کیا تم دکہا سکوگے۔ افسوس! میری پیاری! وہ نازنین اور بہادر لڑکی موہنا آج موجود ہوتی تو مجہکو کسی بات کی پرواہ نہوتی۔ جس روز سے اسکا پتہ نہین اوس دن سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اب اجمیر کی قسمت الٹ گئی اور وہ زمانہ بہت نزدیک آنیوالا ہے جب ظالم بیرحم بے حمیت اور شریف کی قدر نہ جاننے والے ترک آکر سارے دیس سارے سندرون کو بہرشٹ کرینگے آہ موہنا تھی اور مجھے ان مصیبتون مین ڈالگئی۔ مین سچ کہتا ہون تمہارے کئے کچھ نہوگا۔ لیکن اے اجمیر کے ذلیل اور بودے سپاہیو اتنا جان لو کہ جس ذلت کو تمہنے گوارا کرلیا ہے اور جس تباہی مین تم اجمیر کو ڈالنا چاہتے ہو وہ ذلت اور تباہی تم دیکہو اور شفیق

دیکھو مگر مجھے نہ دیکھی جائیگی مین پہلے ہی دنیا کو چھوڑ دونگا افسوس اجمیرش کی تباہی کا وقت آگیا اتنا کہہ کے راجہ زار و قطار رونے لگا۔

بہادر اور غیرتمند راجہ کی یہ مایوسانہ تقریر مین آخر مین اسکی گریہ و زاری دیکھکر لوگون سے نہ رہا گیا۔ سب کے قدمون پر گر پڑے اور سب رو رو کر عرض کرنے لگے۔ سری مہاراج آپ اس قدر حیران اور مایوس نہون۔ ہم لوگون مین سے جبتک ایک شخص کی جان باقی ہے اُس وقت تک ممکن نہین کہ ایک مسلمان بھی اجمیرش کے پھاٹک پر قدم رکھ سکے۔ اگر ہمارے اس وعدہ پر حضور کو اعتبار نہین تو ہم اس کا ثبوت دوسرے موقع پر دیسکتے ہین آخری حالت مین جو کارروائی ایک بہادر کو کرنا چاہئے وہ کرنیکو بھی ہم موجود ہین ممکن ہے کہ ہم سب اپنی استریونکو چتا مین بٹھاوین اور جلاکر خاک کردین دنیا کو اس جرات سے رخصت کردین اور تلوارین ہاتھ مین لیکر نکل کھڑے ہون اگر ایشور نے مدد کی تو اجمیرش کا راج آپ ہی کے لئے مبارک ہوگا ورنہ ہم سب حضور کے قدمون کے نیچے لڑ کر کٹ مرجاینگے اجمیرش پر جسروز مسلمانونکی حکومت ہوگی۔ اوسروز ہم مین کا ایک بھی زندہ نہوگا۔

راجہ۔ میرے نزدیک ابھی اس کارروائی کی ضرورت نہین ابھی تو اپنے شہر کے باہر مسلمانون کا مقابلہ کررہے ہین ان باتون کو اس دن کے لئے اٹھا رکھا جائے جسروز ہم اجمیرش مین محصور ہوکر فتح سے نا امید ہون۔ ابھی ہمارے ساتھ کافی فوج ہے اور اگر ہم دل کرین تو پوری جرات کیساتھ مقابلہ کرسکتے ہین افسوس کی بات ہے کہ اسوقت تم بھاگ کھڑے ہوئے اور تم نے دشمنونکو غالب اپنے اوپر کردیا کل کی لڑائی پر دار و مدار ہے اگر تم لوگون نے پوری جرات اور استقلال سے کام لیا تو امید ہے کہ تم مسلمانون کے قبل اسکے کہ اونہین اجمیرش کے برج اور اسکے مندرون کے کلس نظر آئین مار کر بھگا دوگے۔

افسر۔ مہاراج کل ہم بتا دینگے کہ حضور کے ان جملون نے ہمپر کیا اثر کیا اور ہماری [illegible] ہوگئے ہین۔ آجکی خطا مہاراج معاف فرمائین۔

راجہ سے مجھے اپنی پیاری موہنا یاد آجاتی ہے وہ شریف تھی اور بہادر تھی اگر وہ ہوتی تو مجھے لڑائی کیطرف سے نا امیدی نہوتی اوسکو بہادری اور سپہ گری کی دھن اور شہرت تھی شاید اوسکے ذریعہ سے مسلمان شکست فاش بھی کہا سکتے تھے نہین معلوم اوسکو کیا صدمہ پہنچا کہ چلی گئی اور خدا جانے کہان گئی اوسکو میرے ساتھ بڑی محبت تھی کچھ سمجھہ مین نہین آتا کہ اوس نے مجھے کیون چھوڑ دیا اوسکے بعد راجہ اپنے وزیر کے بیٹے جے رام کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا جے رام اگرچہ کل کی لڑائی مین تجھکو مین نے دیکہا کہ بیجگری سے لڑتا رہا اور آخر تک بہت خوبصورتی سے مقابلہ کیا جسوقت تیری فوج کے لوگ بھاگنے لگے تھے اوسوقت تو بڑی بہادری سے اونکو روک رہا تھا اور مقابلہ پر آمادہ کرتا مگر تو کیا کرتا تھا جبکہ سپاہیون نے میدان جنگ چھوڑ دیا - رنجیت سنگھ نے بھی پوری بہادری دکھادی اور ترکون کے ذہن نشین کیا کہ ہمارے دیس مین بڑے بڑے سورما اور بہادر سپاہی موجود ہین کل کی لڑائی کا انتظام تمہین دونون افسرون کے سپرد ہے -

یہ کہکر راجہ نے تمام افسران کو رخصت کیا اور خود اپنے خیمہ مین چلا گیا - جو خیالات راجہ نے افسرون کے سامنے ظاہر کئے تھے وہی خیالات تمام افسران نے ہر ایک سپاہی کے آگے بیان کئے - سپاہی اپنی شکست پر نادم ہو رہے تھے اور اپنی اوس وقت کی طبیعت پر جھنجلاتے تھے اور غصہ کرتے تھے جب مسلمانون کے سامنے اونکے قدم اکھڑ گئے تھے وہ رہ رہ کر غور کرتے تھے کہ کیا بات تھی مگر خود اونکی سمجھہ مین نہین آتا تھا کہ انہین حریف کے مقابلہ مین زک ملتی اپنے نام اپنے دہرم اور اپنے وطن کی حمایت مین جان دینا ہر شخص کا کوئی معمولی سا خیال نہ تھا بلکہ ہر شخص نے فرض کرلیا تھا یہ رات ہندؤن کی فوج مین عجیب رات تھی ایک مذہبی اور قومی غیرت کا جوش تھا کہ مجسم صورت نظر آرہی تھی لوگ سستانا یا آرام بلکہ اکثر کھانا تک بھول تہے اور تمام رات اسی جوش وخروش مین گذری - اسکے علاوہ ایک قدرتی کارروائی ہوگئی خاص شہر اجمیر مین جب شکست کی خبر پہونچی تو جتنے گہر تھے سبھون مین ایک کہرام مچگیا - غرضکہ اونکی عورتین خصوصاً چہتریون کی وفادار عورتین شہر سے نکلکے لشکر

لشکرگاہ مین گئین جنہون نے مردونکو غیرت دلائی اور اپنے انتہائی جوش مین جلے ہوئے دلسے
حد سے زیادہ نفرت و ملامت کرنے لگین اونہون نے یہ انتہائی کلمہ کہا کہ اگر تم سے اب
مقابلہ نہین ہو سکتا تو تم گہر مین بیٹہو ہم مسلمانونکو مار کر بہگا دینگے۔ یہ تمام ایسی باتین مجمع
ہو گئین تہین کہ اگرچہ ہندوونکے دل سست ہو گئے تہے اور انہین اب تاب مقابلہ
کی نہین رہی تہی مگر اونکے دل پہر بڑہ گئے اور پوری قوت سے مقابلہ کرنیکو آمادہ ہو گئے
مسلمانونکا ابہی تک شاید یہی خیال ہو گا کہ ہم نے ہندوون کو پوری شکست دیدی پہر
ان مین مقابلہ کی قوت نہوگی۔ کل ہم اجمیر شریف پر فتح و نصرت کے جہنڈے اڑائینگے
جو جہلا لوٹ مار کے زیادہ دیوانے تہے اونکو خوشی تہی کہ کل اجمیر شریف کے خزانون
اور مندرون کے لوٹنے کا موقع ملیگا۔ مگر اونکے خیالات اب صرف دل ہی دل مین
تہے اصل مین وہ ہندو گویا شکست کہانے والے ہندو ہی نہین ہین اب جسکو
تقدیر کا آخری کہیل کہیلینگے اور دکہا دینگے کہ اپنے ارادون مین وہ کسقدر مضبوط ہین
واقعی اسوقت کا سمان دیکہنے کے قابل تہا۔ چاندنی چٹکی ہوئی تہی جس سے دونون
کے آئینہ اپنے حوصلہ اور اپنی حیثیت کے موافق احتیاط کر رہے تہے کہ مذہبی
فرائض کے ادا کرنے کا وقت آیا ہندو دیوتاؤن کی پرستش کے انتظار سرگرمی
دکہا رہے تہے جسطرح مسلمانونکو صلواۃ فجر کے ابتدائی اور مقبولیت کے وقت کا
انتظار تہا بہتون مین جوش شجاعت اسقدر بڑہا ہوا تہا کہ اونہین سب چیزین بہولگئی
تہین اور صرف اس امر کے انتظار مین ایک بیقراری تہی کہ کسیطرح صبح ہو تو پہر
بہادری اور جانبازی کا تماشا دیکہنے اور دکہانیکا موقع ملے ایسی پرجوش اور بے
شوق قومون پر اس نورانی رات کے چاندکی شعاعین پڑ رہی تہین سنگستانی
ٹیلے گہاٹیون اور اکثر پہلوؤن پر واقع ہونیوالے جنگل ان تمام چیزون کا مجموعی
سمان دیکہنے کے قابل ہے رات کے جوش مین وہ جوگی جو ایک ذلیل اور
تنگ مندر مین سکونت پذیر تہے اپنی موثر اور سریلی آوازین باہم ملا ملاکر اس قادر
مطلق کی تعریف مین بہجن گانے لگے دونون لشکرون مین جو معمولی شور اور ہنگامہ

سنا وہ بھی موقوف ہو چلا اور سب ذوق و شوق کے ساتھ انکی غزل سرائی سن سن کے بیتاب ہونے لگے جسطرح عرب کے ریگستان مین اونٹونکی رفتار حدی خوانون کے نغمون سے تیز ہوجاتی ہے اسیطرح یہان اہل فوج کے گھوڑون کی رفتار ان جوگیون کی موثر آوازون سے ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی تھی سلطان محمود غزنوی نے اپنے لشکر مین اگرچہ تھوڑی دیر تک اہل فوج کو آرام لینے کا موقعہ دیا اسکے بعد ایک دربار مرتب کیا یہ دربار عشا کی نماز پڑھنے کے بعد ترتیب دیا چند منجم جو ساتھ تھے انہون نے اقبال کے متعلق کچھ حکم لگائے ۔ اگرچہ وہ حکم سلطانی افواج کے متعلق بھی مفید تھے مگر محمود غزنوی کے خیالات دینی تعلیمون کے واسطے افق تھے کہ اسنے ان منجمونکی حقیقت سرائیون پر کچھ وہ باتین نہین تھین جنکی بنا پر اکثر محققین محمود کو تہمت الزام دیتے ہین اور واقعی اس دیندار بادشاہ سے کما ان ساحرانہ ڈھکوسلون کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے محمود نے اپنے تمام افسران کو ہوشیار کر دیا اور خوشخبری سنائی کہ اب کل لڑائی کی بھی نوبت نہ آئیگی اور ہمارے اسلامی پھریرے اجمیر شریف کے اونچے کلسون اور شاہی محلون اور قلعہ کے اونچے برجونپر ہوا اوڑتے ہونگے کل دنیا ہمارا استقبال کریگی اور [illegible] بھی ہم اپنی بہروزی کا ثمرہ حاصل کرسکینگے ۔ تو حورین ہماری آرزومند ہونگی جنت کے دروازے شہدا کے واسطے کھلجاینگے جو خدا کی طرف سے ہمین دیا گیا اور ہماری شمشیر زنی اور جانبازی کا صلہ ہوگی ۔ تمام حاضرین دربار نے سلطان کو مضبوطی کیساتھہ یقین دلایا کہ چاہے جو کچھہ ہو وہ جبتک اپنی غرض نہ حاصل کرلینگے میدان سے یا تو فتح و نصرت اور یا شہادت او موت یہ ایک خیال ہے جو نہایت گرم حرفون سے لوگون مین ہر شخص کے دلپر نقش ہوگیا ہے ۔ سلطان آخر یہ بھی کہا کہ تم لوگون کی بہادری اور جرات کا مین معترف ہون مگر مجھے اس کا خوف ہے کہ کہین ایسا نہو کہ تم اپنی کامیابی اور فتح کے دہوکے مین رہے اور دشمنون نے اونکو اسی غفلت مین ڈالکر خود کامیاب ہوجائے اور تقدیر کا پانسہ پلٹ دینے کا

موقع پالیا ہے اور یہ فتح کرنا دشوار ہے اے اہل اسلام اور اے میرے قسمتمند افسرو مین تمہین تاکید کرکے اور خدا اور رسول کا واسطہ دلاکے کہتا ہون کہ جس دل سے آج تم صبح کو میدان جنگ مین گئے تھے کل ویسے ہی پرجوش اور پرشوق دل اور ویسے ہی جانبازی کے خیال اور ارادے سے تم کل صبح بھی میدان جنگ مین نکلنا۔ الغرض سلطان نے بھی اپنے سپاہیون کے دل مین ان الفاظ سے ایک تازہ جوش پیدا کردیا تھا دونون بادشاہون کی کاروائی دونون حریفون کی آوردگی اور مستعدی سے ہمارے قصہ کو دیکھنے والا اندازہ کرسکتا ہے کہ دوسرے روز قیامت کبریٰ کا خوف ہی دونون فریقون کو جوش وخروش نے ذرا بھی آرام سے نہ رہنے دیا کہ صبح کا سفیدہ نمودار ہوا جسکے ساتھ ہی ادہر اذان کی آواز آئی اور ادہر قوس گھنٹونکا شور بلند ہوا۔

سترہوان باب

لڑائی اور واقعات کا نتیجہ

صبح ہوئی اور صرف مسلمان وہندو ہی اپنی مذہبی عبادت مین مشغول نہین ہوئے بلکہ طیور نے بھی اس قادر مطلق کی بے نیازی اور شاہنشاہ عظمی کا ترانہ اپنے چہچہون سے ادا کرنا شروع کیا نماز عبادت سے فراغت ہوئی اور لوگ اسلحہ سے آراستہ ومرتب ہونے لگے عالم کے مخفی اور پوشیدہ چہرون پر سے تاریکی کا پردہ اوٹھنے لگا اور سبکو اس امر کا موقع ملنے لگا کہ لڑائی کے لیے تمام باتون کا سامان کرین یکایک دونو طرف تیاری فوج کے حکم دینے والے باجون کی آوازین آئین۔ ہر شخص خواہ بہادر ہو یا بزدل اوس نے سر پر آپہونچنے والے دن کے پوری پروگرام کا خیال کرکے ایک جھرجھری لی۔ دونون حریف حکمرانون نے بھی ایک حسرت و بیم کی نگاہ سے اس آخر شب کے آسمان اور ان رخصت ہونیوالے تارونکی صورت دیکھی کہ شاید آیندہ تقدیر کی فتح نظر آجائے۔

دونو طرف کے جھنڈے بلند کرلیے گئے اور جوش اور مسرت کے نعرے گونجنے لگے

فرودگاہ اور لشکرگاہ کے آگے جو میدان پڑا ہوا تھا اوسمین دونو لشکر صف بستہ ہو کر جنگ
مرتب ہونے لگے لیکن ہر طرف اس امر کا خیال تھا کہ جس طرح ہوسکے جلدی فوجون کے انتظام
و انصرام سے فراغت ہو جائے افسر صفون کے آگے گھوڑے دوڑاتے دوڑاتے اور
کلمات تہورہ آواز بلند کہکر اپنے ہمراہیون کا دل او بہارنے لگے ہندؤن کی فوجین
ابھی پوری طرح مرتب ہونے پائی تہین کہ مہاراجہ اجمیر شاہ جو فتح سے زیادہ اپنی
موت کا خواستگار تھا میدان جنگ مین آیا برہنہ تلوار اوسکے ہاتھ مین تھی اور اس تلوار سے
اشارے کرکے اپنے ہر سپاہی کا دل بڑہا رہا ہے۔ اس نے اپنے ہر شخص کو یقین
دلایا کہ اگر فتح ہوئی تو انکا راجہ بھی زندہ ہے اور اگر اجمیر شاہ کے سپاہیون نے بدنام
ہو کر ذلت کیساتھ اپنے گہرون مین واپس آنا چاہا تو یہ سب یقین کرلین کہ وہ
راجہ کو پھر اپنے شہر مین نپاینگے اس خیال نے سب کے حوصلے پست کر دئے
دوسری طرف سلطان محمود غزنوی گھوڑا بڑہائے ہوئے آیا اور اپنی صفون کے آگے
اپنا نیزہ گاڑ کر ٹھیر گیا پھر اپنے لوگون کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا۔ اے اہل اسلام
تم سمجھے کہ مین نے یہ نیزہ کیون گاڑ دیا ہے سنو یہ سنت عرب کی وہ عرب جو ہمارے
مبارک اور برگزیدہ دین اسلام کا مرکز ہے۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین اس
لڑائی کو صرف جہاد سمجھتا ہون۔ میری غرض اس فوجکشی سے ملک گیری اور
دنیاوی جاہ وحشمت ہرگز نہین ہے۔ جو غرض ایک مجاہد کی جہاد مین ہوتی ہے وہی
غرض میری اس لڑائی مین ہے۔ بتون کو توڑنا۔ کلمہ کفر کو مغلوب کرنا اور اعلان
کلمۃ اللہ کا چاہتا ہون تمہارا بادشاہ بنکر لڑائی مین تمہارا حکمران ہونگا ملک مین
تمہارا بھائی بنکر لڑائی کے سمندر مین کودونگا اور جتنا حصہ ثواب کا تم لینا چاہتے
ہو اتنا مین بھی لونگا ان کلمات نے عساکر اسلامیہ مین ایک رقت انگیز حالت
پیدا کردی ہے اور ہر شخص مارنے مرنے پر تیار ہو گیا پہلے راجہ اجمیر شاہ کیطرف
لڑائی کا نرسنگھا بجا جس سے یہ اشارہ تھا کہ اب فوج کا انتظام پورا ہو گیا لڑائی شروع
ہو جائے مسلمان گویا اسکے منتظر ہی تھے کہ انکی طرف بھی فوراً طبل جنگ بجنے لگا دونو طرف

کی فوجین ایک سکوت کے حالت مین بڑہنے لگین سپاہیون کے لئے یہ وقت بنسبت دیگر اوقات کے زیادہ نازک تہا شاید لڑائی کے شروع ہوجانے کے بعد دلونین اوہ بیقراری اور اضطراب اور الجہن نہوتی ہوگی جو اسوقت ہر ہر شخص اپنے دل سے باربار بیقرار ہوکر یہ سوال کرتا تہا کہ اب کیا ہوگا مگر تقدیر کیجواب نہ دیتی تہی اسکا جواب نہ ملنے سے جو الجہن دل مین پیدا ہورہی تہی جون جون صفین قریب ہوتی جاتین اور بڑہتی جاتی تہین ایک بیتابی کا اثر دلون مین ترقی کرتا جاتا تہا یہ درست ہے کہ بڑے بڑے جوانمرد ایسے وقت مین دل ہار دیا کرتے ہین اور لڑائی شروع ہوچکنے کے بعد تو پہر دل مضبوط ہوجاتے ہین اور ایک قسم کی یکسوئی ہی ہوجاتی ہے لیکن جو کوئی لڑائی سے کترنیوالا اسوقت تک ایک عجیب اضطراب دلی کے عالم مین ہوتا ہے جبتک شیشے کی زمین پر پہونچ نہ جائے اور گر پڑنیکے بعد جو کچھ کہ سنی اوسکو تسلی کرنی کیلئے اختیاری کرلیتا ہے۔ خیر دونون فوجون کا مقابلہ ہوگیا پہلے تیر چلے اور آخر مین تلوارین چلنے لگین لڑائی کی ابتدا ہندوون نے بڑی بہادری سے شروع کی اور وہ ثابت کرتے تہے کہ قومی و وطنی محبت کا جوش دلمین نہایت جوش وخروش سے ہیجان ہے انہون نے اپنے حملے مین کچہ ایسی سختی اور بیباکی سے مسلمانون پر شمشیرزنی کی جوہر دکہاتا تہا۔

مسلمانون کے ایک رئیس نے اس موقعہ پر بڑا کمال کیا داؤد طائی جو سوارونکا افسر تہا اس نے اس رسالہ کیساتہ ہندوون کے اس حصہ فوج پر حملہ کردیا جسمین خود راجہ اجمیر شہ جلوہ افروز تہا ہندوون نے اونکے روکنے کی بڑی کوشش کی مگر مسلمان سوارون نے ایسا سخت حملہ کیا تہا کہ وہ کسیطرح نہ رک سکے بلکہ جسقدر پہلے وہ مسلمانون کو پیچھے ہٹاتے گئے تہے اس سے زیادہ خود ہٹ گئے راجہ نے اپنے لوگونکو بہت روکا لیکن اونکی یہ کیفیت تہی کہ دل کڑا کرکے ٹہیرتے تہے لیکن معلوم وہ کیونکہ دیکہتے تہے کہ مسلمان سوار اور آگے بڑہ آئے جسکی وجہ سے مجبوراً کسی نہ کسیقدر پیچہے ہی ہٹ جانا پڑتا تہا رنجیت سنگہ نے اپنے سوارون

کیا تھا ان مسلمانون پر حملہ کیا اور بہت سخت لڑائی ہونے لگی ان دونون طرف۔ ابتدا کی لڑائی نے دم بھر مین بہت سی جانونکا فیصلہ کر دیا جس وقت کہ ہندو اور مسلمانون مین سے کسیکو اپنے پرائے کا بالکل ہوش نہ تھا اسوقت اجمیر شریف کے بہادر جے رام نے روز گذشتہ کیطرح پھر کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور لوگون کی نظرین بچاکر اس ہنگامہ مین سے غائب ہوگیا۔ ہمارے دوست یہ نہ سمجھین کہ وہ بھاگ گیا نہین اوس نے پسپائی کی ترکیب نکالی تھوڑی فوج لیکر پشت کیجانب واقع ہونیوالی پہاڑیون مین گیا اور وہان سے اوس نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایک بہت بڑا چکر لگایا اور پہاڑیون ہی پہاڑیون جاتے جاتے اس مقام پر پہنچ گیا جہان اون جوگیون کا جھونپڑا تھا اس جھونپڑے کے قریب پہاڑی کے دامن مین کھڑے ہوکر اوس نے اپنے سوارونکو تین حصون پر تقسیم کیا ایک حصہ فوج کو اوس نے زیادہ شمال کیطرف بڑھا دیا تاکہ مسلمان پشت کیطرف سے وہ لوگ نمودار ہون اور ایک حصہ کو اوس نے اپنے ساتھ لیا اور پہلے حصہ کو دوسرے حصہ کے درمیان مین مقرر کیا اور ارادہ کیا کہ تینون گروہ ایک ساتھ مسلمانون پر ٹوٹ پڑین تاکہ مسلمانون مین ایک بیک ایسا اضطراب پیدا ہو کہ اون کے قدم اوکھڑ جائین ہر حصہ فوج مین ایک سنکھ بجانیوالا ساتھ تھا اور سنکھ کی آواز حملہ کرنیکی پہچان تھی تاکہ ایک گروہ کے حملہ کی دوسرے گروہ کو فوراً خبر ہوجائے جے رام نے یہ انتظام کرنیکے بعد دونونکو اپنے اپنے مقام پر روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ کسی مخفی جگہ کو کمینگاہ مقرر کرلین اور وہان اسوقت تک چھپے بیٹھے رہین کہ جبتک خود جے رام کیطرف سے سنکھ کی آواز سن لین دونون گروہ اپنے اپنے مفروضہ کو روانہ ہوگئے جے رام اصل مین بڑا بہادر شخص تھا اور اوسکے خیالات اجمیر شریف کی حفاظت مین کل بہادرون سے زیادہ پرجوش تھے اسنے اپنے سوارونکو ایک مقام پر ٹھیرایا اور خود تنہا روانہ ہوا کہ کسی مقام سے چھپکر لڑائی کا تماشہ دیکھے اور اندازہ کرے کہ سپاہی کیسی لڑائی لڑ رہے ہین اور مسلمانونکا استقلال کیسا ہے اوسکے ذہن مین اس کا یہ بھی مقصود تھا کہ خود اپنے حملہ کرنے کیلئے مناسب وقت اور مناسب موقع تجویز کرے اسکے سوار اطمینان سے پہاڑیون کے درون مین خاموش کھڑے اور وہ آہستہ

آہستہ چلا جاتا ہے۔

سلطان محمود کے سپاہیون سے اگرچہ یہ کارروائی بالکل مخفی رکھی گئی تھی مگر اس قسم کا حملہ جو گذشتہ روز کی لڑائی مین جے رام کیطرف کیا گیا تھا اسکا خیال اگرچہ پہلے نہین معلوم ہوا تھا رات کو جب مسلمان جنگجو پلٹ کر اپنے خیمہ مین آئے تھے اسوقت انہین بعض جاسوسون سے اور دو چار ہندوؤن سے جنکو کامیاب مسلمانون نے گرفتار کر لیا تھا کہ جے رام کتنا بڑا بہادر ہوشیار سپاہی ہے اپنی کامیابی کیواسطے کس خاموشی سے کچھ فوج الگ کر کے پہاڑیون کے اندر سے یکبیک کیسا حملہ کیا تھا آج ابتدا سے جنگ سے مسلمانونکی ہوشیار افسر جے رام کی حالتونکو دیکھتے رہے جسوقت آج وہ اپنی فوج سے علیحدہ ہوا تھا اوسوقت گو کہ مسلمانون نے اپنی طرف اس امر کا بالکل ثبوت نہین دیا کہ وہ جے رام کے جانے اور روانہ ہونیکو سمجھ گئے اور انہون نے اوسکو اپنی فوج سے علیحدہ ہوتے دیکھ لیا مگر وہ دو تین افسر ان باتونکو خوب جانتے تھے مسلمانون نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایسی تدبیرین کر لی کہ جے رام کو آجکل کی طرح سے کامیاب ہونے نہین انکا بہادر افسر التونتاش ہندوؤن کے ساتھ ہی اپنی فوج سے دس ہزار سوار لیکر علیحدہ ہو گیا اور وہ بھی اوسی طرف روانہ ہوا جدہر جے رام گیا تھا اور اوسی طرح لوگونکی نظر بچا کر ہندوؤن کو اوسکی خبر بھی نہوئی۔ ہماری نظر اسے دیکھ نہین رہی تھی۔ مگر ہم اس امر کا یقین کر لین کہ جے رام کے سپاہی ساری ہوشیاری اور تمام تدبیرین بیکار ہو جائین اسلئے کہین وہ بھی چھپا ہوا بیٹھا ہوگا کہ کسی ایسے موقعہ پر نکل پڑے۔ زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ جے رام نے اپنی فوج کو تین حصونپر تقسیم کر کے ایک ہی حصہ اپنے ہمراہ لیا ہے باقی حصے دور دور بٹھا دیے ہین اور اپنے ساتھ کم فوج رکھی ہے جو کسیطرح التونتاش کی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتی خیر اب دیکھئے کہ جے رام تن تنہا لڑائی کا سمان دیکھنے چلا ہے وہ نہایت جرات اور بہت اطمینان سے آرہا ہے کبھی نشیب ہوتا ہے اور بلندی پر اس پہاڑی سے اوس پہاڑ پر ہوتا ہے۔ اس وادی سے گذر کر اوس وادی کو طے کرتا ہوا اس جھاڑی مین چھپا ہوا

آتا اور اوس جہاڑ سے نکلکر میدان مین آجاتا ہے تو لپک کے دوسرے جہاڑی کے دامن مین چہپ جاتا ہے۔ اس نے وہ مقام بہی طے کرلیا جہان ان فقیرون اور جوگیون کا جہونپڑا ہے۔ سن رسیدہ جوگی اپنے جہونپڑے سے نکلکے اس کے قریب آتا ہے اور کہتا ہے بچہ تو لڑائی کا میدان چہوڑ کے یہان آیا۔

جے رام۔ آپکو اس کوہستانی مقام کے حالات بخوبی معلوم ہونگے کوئی ایسی جگہ ہے جہان سے مین مخفی طور بیٹھ کے لڑائی کا تماشہ دیکھہ سکین۔

جوگی۔ (ایک مشرقی پہاڑی کی طرف اشارہ کرکے) دیکھیئے اوس پہاڑی کے درمیان مین وہ چوڑی سی چٹان نظر آجاتی ہے اوسکے پہلو مین بیٹھ کے اگر کوئی دیکھے تو سارا میدان جنگ نظر آتا ہے۔

جے رام۔ تو مین جاتا ہون وہان سے جاکے دیکھونگا۔

جوگی اس کے بعد لپک کے اپنے جہونپڑے مین ہو رہا اور جے رام آگے بڑہا۔ راستہ کے نشیب و فراز کو سنبہل کر طے کر رہا تہا اس کا شوق اوسے بہت تیز لیے جاتا تہا لیکن راستہ ایسا خراب تہا کہ گہوڑے سے جانے مین بڑی بڑی دقتین پڑتی تہین اور کسیطرح نہین بنائے بنتی تہی آخر جاتے جاتے ایسا مجبور ہوا کہ گہوڑے سے اوترا پڑا اوس نے گہوڑے کو ایک درخت سے باندہ دیا اور آگے بڑہا۔

جے رام روانہ ہوتے وقت بہت بڑی ہوشیاری کر گیا تہا کہ اپنے سوارون مین سے کئی سوار اسے ایسے پہلے مقام پر متعین کر دیے جہان وہ اسکی حالت کو ہر وقت دیکھہ سکتے تہے۔

جے رام نے جسوقت گہوڑا چہوڑا ہے اوسوقت اوسکے ہمراہیون کو ضرورت معلوم ہوئی کہ اور بہی چند لوگ جائین جو اوسکے ہمراہ موجود ہین چنانچہ ان مخفی سوارون مین سے دس شخص بہی اور روانہ ہوئے اور اوہر اودہر ہٹتے ہوئے چلے کہ جلدی سے اوس مقام تک پہونچ گئے جہان جے رام نے گہوڑا چہوڑا ہے اپنے سوار وہین چہوڑ دیے تاکہ اوسکے پاس پہونچ جائین جے رام برابر چلا جاتا تہا۔ راستہ کی خرابیون اور الجہنون

مین اس درجہ محو ہتا کسی اور طرف نگاہ اوٹھانیکی مہلت ہی نہ ملتی ہتی اس نے اُن لوگونکو بھی نہ دیکھا جو اوسکی ہمدردی کے لیے چلے آتے تھے اور ابھی اس سے بہت دور تھے تکایک اوسکی گردن پر ایک کاری تلوار پڑی اور اوسکے ساتھہ ہی آواز آئی تو نے مسلمانون کے احسان بہلا دیے اور پھر اونہین لوگونکو فریب دینا چاہتا ہے جنہون نے قید کرکے اپنا غلام بنا کے چھوڑ دیا تہا جے رام کو یہ سنتے ہی غصہ آگیا اوسنے بھی بغیر کسی قسم کا خیال کئے اپنے دشمن یا حملہ آور کو مڑ کے دیکھا اور ساتھہ ہی اپنی تلوار کا وار کیا۔ یہ تلوار اوس شخص کے شانے پر پڑی اور کاٹتی ہوئی سینہ تک اوتر گئی لیکن اول تلوار کا وار بھی ایسا کاری پڑا تہا کہ جے رام نے طیش مین آکر ایک وار تو کر دیا تہا لیکن ہنوز اُسکی تلوار حریف کے سینہ مین اپنی جانستان رفتار کو پورا طے کرنے نہین پائی تہی کہ وہ تیورا کے گرا اور گرتے ہی غش آگیا دونون حریف پڑے تڑپ رہے تھے صرف فرق اتنا ہوا کہ جے رام زندہ رہتا اور اوس کے حریف نے دو چار ہی ہچکیون بدل کے جان دیدی فوراً ہی یکبیک نہین معلوم کدہر سے دو نوجوان جوگی وہی جو سن رسیدہ جوگی کے مرید تھے شاید کسی طرف وہ چھپے ہوئے تھے ایکایکی اس ہیبت ناک سین مین پیدا ہوگئے دونون شور کرتے ہوئے اور چلاتے روتے ہوئے آئے انہون نے آتے ہی اپنی کفنیون سے تلوارین نکالین اور تڑپتے والے آہ جوان جے رام عنفوان شباب کی دلفریب منزلین طے کرنے والے اجمیر کے جان نثار تخت و تاج کے وفادار خادم کو کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہانتک کہ جے رام کی لاش کو بالکل کاٹ کے ڈالدیا۔

یہ نوجوان ہنوز اس ظالمانہ کام مین مشغول تھے کہ جے رام اس شریف قوم کے ہمدرد اور وفادار ہمراہی جو اسکی اعانت کو چلے تھے آپہنچے اونکی آنکھون مین دنیا تاریک ہوگئی انکو نہایت ہی ملال ہوا اور حسرت و غضب کی آنکھون نے سمجھا دیا کہ اون کا مالک اونکے نفس ان کے خیر خواہون کی قوم کے نہایت خوبصورت پہول اور نہایت ہی ہر دلعزیز وزیرزادے کو دو دیسی جوگیاں اپنی تلوارون سے کاٹ رہے ہین

انہون نے طیش کھائے ہوئے دل سے حملہ کیا اور تین ہی چار وارون مین ان نوجوانون کا فیصلہ کر دیا۔ آہ غضب! یہ اندھیر ایسا خوفناک ظالمانہ مین! اور بالکل نہین معلوم کہ کیون؟ اور کس بنا پر؟

اجمیر شہ کے حسرت نصیب سوارون نے اگرچہ اپنے دشمنونکو فیصلہ کر دیا تھا لیکن اُن کے دل کی حسرت کیونکر نکل سکتی تھی اپنے سردار کے قاتلونکو انہون نے قتل کیا اور کھڑے ہوکر نہایت بیتابی سے چلا چلا کے رونے لگے۔ یہ آواز اس پہاڑ مین گونجی دور تک پہنچی ناگہان بالکل پہلے جوگیون کیطرح ایک اور نوجوان جوگی روتا ہوا آیا اس نے نالہ کشی کرنے والے سوارون سے اضطراب کے لہجہ مین پوچھا کہ یہ کیا ہوا اسکے جواب مین سوارون نے ہٹ کے کہا لو تم ہی خود دیکھ لو۔ اس نو عمر جوگی نے بڑھکے دیکھا پر چیخ ماری۔ پہلے دونون جنگ آور رفیقون کی لاش پر جھکا اور جھک کے انتہائی بیتابی کیساتھ اون سبکے چہرون کو غور سے دیکھا دیکھتے ایک قیامت کا حسرتناک سکوت اسپر طاری ہوگیا اس نے جے رام کی تلوار ہاتھ مین لی چند جملے فوری جوش کے لہجہ مین اوسکی زبان سے نکلے آہ دونون کا غم دونون کا داغ ابھی تک کلیجہ کیون نہین پھٹا کس کسکو روؤن لیکن چاہیے جو کچھ ہو میری جان کا صدمہ پہنچانے کے لئے جے رام کی تلوار سے اپنا کام تمام کر دیا تھا اور تیورا کے دھم سے پہلی لاشون پر گر پڑا تھا اور اس امر نے قیامت برپا کر دی اس ٹریجک مین حسرتناک کی دلخراشی ترقی کر گئی۔ اور پہلے سے زیادہ شور کرکے سب سوار رونے لگے۔ ان کے رونے کی آواز سے پہاڑونکے کلیجہ مین ناصور ڈالدیا جے رام کے ہمراہی سوار جو ابھی دور تھے دوڑ پڑے ان کا دوڑنا تھا کہ التونتاش اپنے ہمراہیون کے ساتھ نکلا۔ قبل اسکے اس بلند مقام مین پہونچین جہان ستمکشون کی لاشین پڑی ہوئی تھین اور جہان تک گھوڑے نہین پہونچ سکتے تھے نیچے ہی دونون طرف کے سوارون کا سامنا ہوا پہاڑی کی بلندی پر جو ہونے والون کی ہمراہی کیلئے یہان بہت سے جانبازون نے سر بکف مقابلہ

کیا اور دنیا سے رخصت ہونے لگے مسلمان شمار مین زیادہ تھے اسلیے کہ ہندو بہادرون
کی فوجکے دو حصے زیادہ جا چکے تھے سب اس مقام پر موجود تھے جانبازون نے اپنی باقی
حصے ہائے فوجکو اپنے بلانے کیلیے گھبراہٹ مین سنکھ بجادیا یہ انکی غلطی تھی اسلیے
کہ یہ علامت محمود کی فوج پر حملہ کرنیکی قرار دی گئی تھی نہ فوجکے واپس بلانیکی سنکھکی
آواز سنتے ہی ہندوؤن کی دونون مخفی فوجون نے محمود کی فوج پر حملہ کردیا محمود نے اپنے
سوارون اور التونتاش کا انتظار کیا مگر وہ نہ آئے جسکی وجہ سے اوسکے دل مین ایک
بیقراری پیدا ہوئی اور اس بیقراری کا اثر ہر سوار پر اور ہر سپاہی کے دل مین ایسا پڑ
گیا کہ سب کے ہاتھ سست ہوگئے اور ہر راجہ کے ساتھیون نے بھی لڑائی تیز کردی اور
بڑی سختی اور جانفروشی سے حملہ شروع کیا یہان لڑائی کا یہ عالم کہ جیسے محمود غزنوی کی
فوج اب شکست اوٹھایا چاہتی ہے اگرچہ وہ اور داؤد طائی بڑی مضبوطی سے اپنی فوجکو
اوبھار اوبھار کر لڑا رہے تھے مگر لڑائی کا رنگ بدلگیا تھا اور تقدیر نے ہندوؤنکو ایسی
دلاوری دی تھی کہ وہ بڑے شوق مسرت سے مسلمانونکی شکست کے منتظر تھے
اودھر التونتاش نے ایسے تیز حملے کئے اور اس سختی سے مقابلہ کیا کہ جے رام
کے سپاہی بدحواس ہونے لگے۔ دیر تک وہ اپنی کمک کے منتظر رہے مگر کوئی بات
آخر گھبرا کر انھون نے وہ سوار دوڑائے کہ جلدی سے جاکے مہاراجہ اجمیر کو اس
لڑائی کی اطلاع دین اور یہ بھی خبر کردین کہ جے رام کی حالت نہایت مخدوش ہے
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انکو سخت صدمہ پہنچا اسلیے کہ دس ہاتھیون کی رونیکی آوازین
ہمارے کانون مین آئین اور گھبرا کے اونکی خبر لینے کو روانہ ہوئے لیکن مسلمانون
نے ہم سب کو روکا مسلمانون کی فوج زیادہ ہے آپ ہماری مدد کیجیے ورنہ عنقریب
شکست ہوا چاہتی ہے یہ پیام جیسے ہی راجہ کے پاس پہنچا اوسکے حواس جاتے رہے وہ گھبرا گیا
اور اس نے اپنے مقام پر ربت سنگھ کو ٹھیرا کے خود اودھر کا رخ کیا دس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیکر ہوا ہوگئے راستہ مین اوسی جگہ جا پہنچا جہان جے رام اپنی ہستی اپنی
سنبھالنے کی آخری کوشش کر رہے تھے التونتاش نے بڑی جرات سے چاہا کہ آخر تک

مقابلہ کرتا رہے لیکن دشمنونکی اتنی فوج دیکھتے ہی سپاہیون نے دل ہار دیا اور کسیطرح نہ لڑ سکے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ التونتاش کے تمام سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور سب کے بعد خود التونتاش بھی میدان جنگ دشمنونکے سپرد کرکے واپس آنا پڑا۔ بھاگتے وقت مسلمانونکی لاشیں ادہر اودہر پڑی ہوئی تھین۔ راجہ نہایت بیتابی کے ساتھ بلندی پر چڑھکے وہان پہونچا جہان جے رام کی لاش پڑی ہوئی تھی اسوقت راجہ کو جے رام کے مرنیکا خبر پہنچی تھی جب اس نے اس مقام پر اپنے وزیر کے بیٹے کو اس بیکسی کے عالم مین مردہ پڑا دیکھا تو اوسکی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور نہایت بیتابی اور بیقراری کیساتھ رونے لگا راجہ جو لوگ وہان کھڑے تھے ان سے دریافت کیا جے رام کیونکر مارا گیا۔

ایک سوار۔ [illegible] معلوم نہیں۔ مگر جب ہم قریب پہونچے تو ہم نے [illegible] ہوئے [illegible] روتے ہوئے ہیں اور ہمارے سردار جے رام کی لاش کو تلوار سے کاٹ رہے ہیں نہایت ہی غصہ معلوم ہوا اور ہم نے دونونکو گرفتار کر لیا۔ اتنی دیر مین یہ تیسرا جوگی جسکی لاش پڑی ہے آیا اور اس نے جے رام کی تلوار اوٹھا کے اپنے تئین آپ ہی قتل کیا۔

راجہ۔ آہ اجمیر تباہ ہوا۔ اجمیر کی فوج کا سردار مارا گیا وہ شخص جسپر میری کل امیدونکا دار و مدار تھا وہ آج خاک و خون مین پڑا ہے اے اجمیر تو تباہ ہوا گیا تیرا حامی قتل ہو گیا اسکے بعد راجہ لوگون کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کوئی ایسی تدبیر ہو سکتی ہے کہ اس راز کا پتہ لگے اور ہمکو معلوم ہو کہ یہ جوگی کون لوگ ہین اور انکو جے رام سے کیا تعلق ہے

ایک سوار۔ مہاراج یہان قریب ہی ایک جھونپڑا ہے جسمین کچھ جوگی رہتے ہین اگر حکم ہو تو ہم اونکو پکڑ لائین۔ شاید اسطور پر حال معلوم ہو جاوے۔

راجہ۔ ہان ہان ابھی لاؤ۔

سوار روانہ ہوا اور راجہ کھڑا ہوکر پھر رونے لگا اس نے نہایت یاس کے لہجہ مین

کہا آہ میری سوہنا مجھکو داغ دیگئی پھر اوسکے بعد جے رام کو بھی زندگی نہ پسند آئی اور وہ بھی مجھسے رخصت ہولیا۔ راجہ دیر تک اسی قسم کے حسرتناک جملے کہتا رہا اور رویا کیا سوار اُس بوڑھے سن رسیدہ جوگی کو پکڑ لایا اور وہ جیسے ہی اس اندوہناک سین مین پہنچا زار زار رونیلگا دیر تک اوسکی طرف متوجہ ہوکر کہا کچھ خبر ہے کہ کیا سانحہ ہوا اور اُن نوجوان جوگیون اور میرے سپہ سالار فوج جے رام سے کیا تعلق تھا۔

اس کا جواب دینے کے لیے جوگی نے بڑی مشکلون سے آواز نکالی اور رک رک کر آستا کہا ہان مجھے تمام معاملات کی خبر ہے مگر انکو اسوقت ظاہر کرونگا جب ظاہر کرنیکا وقت آئیگا۔

راجہ۔ آہ! اتنے بڑے معاملکی اصل حالت سننے کے لئے مین وقت کا منتظر رہون نہین مجھسے نہین ہوسکتا۔ جلدی بتا ورنہ مین تجھے کاٹ کے انہین کے برابر ڈالدونگا

جوگی۔ مہاراج موت سے مین بالکل نہین ڈرتا۔ مین خود اپنی زندگی سے بیزار ہورہا ہون حضور احسان کرین اگر مجھے قتل کر ڈالین۔ باقی رہا اس امر کا ظاہر کرنیوالا دنیا مین صرف مین ہون اور کوئی نہین۔ مگر یہ راز بھی راز بھی نہین ہوسکتا۔ یہ جب کہلیگا جب محمود غزنوی اور مہاراج آپ دونون برابر بیٹھے ہونگے دونون کے سامنے بیان کرونگا کیونکہ اس قصہ کو دونون بادشاہون سے تعلق ہے۔

راجہ۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ محمود میرے برابر آکر بیٹھے وہ میرا دشمن ہے اور مین اوسکے خون کا پیاسا ہون۔

جوگی۔ مہاراج آپکے نزدیک یہ نہین ممکن ہے مگر میرے اختیار مین ہے اگر حضور حکم دین تو مین سلطان کو ابھی یہان بلا لاؤن۔ وہ میرے کہنے سے چلے آئینگے۔ یہ سنکے راجہ نے حیرت سے جوگی کیطرف دیکھا اور تعجب کی آواز مین پوچھا تو محمود کو بلا لائیگا۔

جوگی۔ ابھی بلا سکتا ہون۔ بس آپکی اجازت چاہیے۔

راجہ۔ شاید تو مجھے دھوکا دیتا ہے کہ اسی بہانے سے اپنی جان بچا کے بھاگے۔

جوگی۔ اگر مہاراج کو اعتبار نہین تو اپنے کچھ سپاہی میرے ہمراہ کر دیجیے وہ میرے ساتھ رہینگے مجھے بھاگنے کا موقعہ نہ دینگے مین سلطان کے پاس جاؤنگا اور بلا لاؤنگا۔

راجہ۔ اگرچہ اسکا اعتبار نہین کیونکہ جب یہ دشمن کی فوج مین ملگیا تو میرے سپاہی کیا

کر سکینگے۔ لیکن جوگی مین تیرا اعتبار کرتا ہون اپنے چند سوارون کیطرف اشارہ کرکے تم لوگ اس کے ساتھ جاؤ دیکھو خبردار اس کا ساتھ نچھوڑنا محمود کے لشکر مین بھی اس کیساتھ چلنا اگر مسلمان سپاہی اسے چھوڑانا چاہین تو تم اپنی جان دیدینا مگر اسے زندہ تمہاری چھتری ذات پر مین اعتبار کرکے اس کے ساتھ کرتا ہون۔ دیکھو اپنی ذات کو دھبہ نہ لگانا۔ محمود کے لشکر مین پہنچ جاکے اگر ذرا بھی خلاف و عمل کرے فوراً اس کا سر اڑا دینا اسمین چاہے کچھ ہو۔ ان راجپوتون نے آگے سر جھکایا اور عرض کیا کہ مہاراج آپ کے حکم سے ذرا بھی سرتابی نکرینگے۔ اسکی تیور بدلی اور ہم نے اس کا سر اڑا دیا جوگی نے پھر مہاراج کیطرف متوجہ ہوکے کہا مہاراج آپ مجھسے مطمئن رہین مین خادمہ نہ رہونگا۔ اب ان تارون کے ہمراہ سلطانی لشکر مین جاتا ہون۔

جوگی اجمیر سے راجپوتون کے ہمراہ اسلامی کیمپ کو روانہ ہوا اور راجہ پھر اوسی پیشتر کی بیتابی اور بیقراری کیساتھ رونے لگا۔

سن رسیدہ جوگی جسوقت اسلامی فوج مین پہنچا اسوقت لڑائی ہو رہی تھی راجہ کی ہندو سرہندی فوجمین سستی پیدا ہوگئی تھی اور مسلمان سوار دنکو داؤ دکھلائی اور خود سلطان جسم پلٹ پڑا کر لڑا رہے تھے اس جوگی کو دیکھکر کئی افسرون نے سلام کیلیے ہاتھ اٹھایا اور ادب سے کہنے لگے حضرت دعا کیجئے کہ جلد فتح حاصل ہو جوگی کی صورت پر پریشانی کے آثار دیکھکر کسی نے کہا آپ متفکر ہین

جوگی۔ ہان مین اسوقت نہایت حیران ہون اور ایک نہایت ہی ضروری کام ہے جسطرح ہو سکے اسیوقت سلطان کو یہان تک لے آؤ۔

افسر۔ آپ تو ملاحظہ ہی فرماتے ہین کہ سلطان اسوقت میدان جنگ مین ہین مین آپ کے حکم کے خلاف نہین کر سکتا۔ ابھی جاکے سلطان سے عرض کرتا ہون۔

جوگی۔ ہان جاؤ اور یہ بھی کہدینا کہ بہت ضروری کام ہے۔

بہت خوب کہکے وہ افسر سلطان کے پاس گیا اور قریب جاکے جوگی کے آنیکا بیان کیا سلطان نے داؤد وغیرہ کو لڑائی کے قایم رکھنے کی تاکید کی اور خود اس جوگی سے ملنے کے لیے پیچھے چلا آیا جوگی کے قریب پہونچکے سلطان نے بھی ادب سے سلام کیا جوگی جواب سلام دیتا ہوا آگے بڑھا اور قریب جاکے سلطان کے کان مین کچھ کہا اور اس کے بعد ذرا ہٹ کے

کے کہنے لگا اب مناسب ہے کہ لڑائی موقوف کی جائے اور آپ چلکے دیکھئے کہ راجہ سے کیا گفتگو ہوتی ہے اور کیا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

سلطان ۔ بہتر مجھے آپ کے حکم مین کوئی عذر نہین۔ اسکے بعد سلطان نے اپنے افسرون کے ذریعے سے ہندو فوج کے افسرون کو اطلاع دی کہ اب لڑائی موقوف کی جائے انشاء اللہ کل مقابلہ ہوگا۔

ہندو افسران فوج بھی اپنے افکار مین اسدرجہ پریشان ہو رہے تھے کہ اونہون نے اس درخواست کو فوراً قبول کرلیا اور امن جھنڈیان دکھا کے لڑائی پر موقوف کیگئی دونون طرف کے سپاہی اپنی اپنی فرودگاہ مین روانہ ہوئے اور سلطان محمود خاص افسرون اور ایکہزار سوار کو اپنے ہمراہ لیکر اسطرف روانہ ہوا جہان پہاڑی پر راجہ اجمیرش کھڑا ہوا تھا یہ سب اوس حد تک تو سوار رہے جہانتک گھوڑے جا سکتے تھے اسکے بعد گھوڑون پر سے اتر پڑے اور پا پیادہ پہاڑ پر چڑھنے لگے تمام ہندوؤنکو حیرت تھی کہ یہ جوگی کون شخص ہے کہ اسکے آتے ہی سلطان محمود غزنوی فوراً چلا آیا۔ راجہ نے سلطان کو آتے دیکھکر آگے بڑھکر استقبال کیا اور شاہانہ آداب اور دوستانہ اخلاق سے ملا۔ اگرچہ وہ اسوقت ازحد غمگین تھا کہ یہ اخلاق اوس سے بن نہ پڑے تھے لیکن حتی الامکان اوس نے خلق و مروت کی کوئی بات اوٹھا نہ رکھی جب راجہ نے بڑھ کے سلطان سے ہاتھ ملایا اور معمولی مزاج پرسی سے فراغت ہوچکی تو سلطان سے جے رام نے کہا آپ نے بڑی تکلیف کی اب مجھے آپکے ذریعہ معلوم ہوجائیگا کہ میرے وزیر کا بہادر بیٹا جے رام کس سے مار ڈالا گیا۔

سلطان ۔ (جوگی کیطرف متوجہ ہوکر) شاہ صاحب اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان فرمائیے۔

جوگی ۔ جی ہان معلوم ہے اور صرف مجھے کو معلوم ہے میرے جھونپڑے مین ایک نوجوان شخص قید تھا جو اکثر صندوق مین بند رکھا جاتا تھا وہ ایک خاص ضرورت اور مصلحت سے قید کیا تھا علاوہ برین میرے جھونپڑے مین کئی نوعمر جوگی تھے جنمین سے تین اصل مین شہر عورتین تھین اسلام ایک مشہور خاندان مین دو بھائی تھے ایک یعقوب اور ایک یوسف یعقوب تباہ حال ہوکے بیابان مین چلا گیا اور وہان اوسکی نسل

جلی وہ نوجوان شخص اوسی نسل سے تہا اور اس سلطان کی فوج مین ہمیشہ بہادری دکہائی دوسرا بہائی یوسف اسکے زمانہ مین غریب ہوکے فوج مین لیگیا ہندو مین آیا تہا اور اوسکی نسل برابر یہان پہیلتی رہی ان تین عورتون مین دو اس نسل کی تہین لیکن اس بات کا راز دار صرف مین تہا ان دونون عورتونکو اوس نوجوان نے کسی موقعہ پر دیکہا دیکہتے ہی ان مین سے ایک پر عاشق ہوگیا علی ہذا القیاس وہ عورت بہی بالکل بچہ تہی اوس کے دل مین بہی عشق کے جذبات پیدا ہوگئے گو کہ عصمت اس کا ستہ ہمیشہ بند کئے رہی اس عشق کے زمانہ مین ایک نیا واقعہ ہوا۔ وہ یہ کہ ہندوستان کی ایک معزز اور شریف لڑکی نے اس نوجوان کو دیکہا اور پہلی ہی نظر اپنا غم رسیدہ دل اوسے سپرد کیا۔ یہ ہندو لڑکی اپنی قوم مین بدنام ہونے کے ڈر سے اس عشق کو بہت چہپاتی تہی مگر نہ چہپتا تہا وہ نوجوان بہی پسند نکرتا تہا کہ اسکو اپنے عقد یعنی نکاح مین لائے اسلئے اسمین ایک شریف ہندو خاندان کی اپنی قوم مین بے عزتی تصور تہی اور اسیوجہہ اس نوجوان نے ایک موقعہ پر ظالمانہ طریقہ سے اس دل شکستہ لڑکی کو اپنے پہلو سے جدا کردیا وہ مایوس ہوکے چلی آئی اور دل ہی دل مین غم کہاتی رہی نوجوان کی یہ کارروائی ان مسلمان لڑکیون کو بہی ناپسند آئی وہ بہی اس ہندو لڑکی سے ملنے کے لئے یہان آئین مین نے اونکو روک لیا جو میرے پاس جوگی کے بہیس مین رہا کرتی تہین مجہسے ہندو لڑکی نے مدد لینا چاہی چونکہ اس لڑکی مین میرے مرید بہت ہین لہذا مین نے ایک نئی چال سے نوجوان کو گرفتار کرلیا اور اوسے اپنے ہمراہ صندوق مین بند کرکے رکہنے لگا مگر اس ہندو لڑکی کو ہنوز معلوم نہ تہا کہ اس کا معشوق میرے پاس قید ہے اب اسکے دل مین ایسا جوش پیدا ہوا کہ وہ بہی میرے جہونپڑے مین جوگی کا بہیس بدل کے رہنے لگی اس کا اصل عاشق ہندو شخص تہا وہ عاشق کون تہا افسوس جے رام تہا راجہ اجمیر اور سلطان دونون حیرت سے دیکہنے لگے۔

جوگی۔ اسوقت وہ نوجوان صندوق سے نکالا گیا تہا اپنے رقیب جے رام کو جاننے

دیکھکر فوراً اوسے غصہ آگیا کہ تو مسلمانون کے ساتھہ فریب کی کارروائی کرتا ہے جو باہر سپاہی جو بیٹھے ہین سے ایک تلوار لیلی اور بیراگی پر پہنچکر اس نے جیرام پر حملہ کیا جے رام نے بھی پھر کے تلوار ماری دونون کا وار کاری پڑے ملکہ جے رام کی تلوار زیادہ کاری تھی اسلئے گرتے ہی جان دیدی اسکے بعد جوگی سلطان کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا حضور اس شخص کی لاش ملاحظہ فرمایئے شاید آپ پہچانتے ہون سلطان نے جھک کے دیکھا اور چلا اوٹھا آہ یہ تو منصور ہے آہ مارڈالا گیا۔

جوگی۔ اس نوجوان کے غم مین وہ بیتاب ہوکے دونون مسلمان لڑکیان اپنی اسی جوگیون کے بھیس مین تلوارین لیکے دوڑین دشمنون نے یہان جیرام کو غصہ کر مار کاٹنا شروع کیا اتنی دیر مین راجپوت کے سوار آپہونچے اور انھون نے اونکو قتل کرڈالا۔ یہ وہی غریب لڑکیان ہین جنکا حال منصور نے آپکی خدمت مین عرض کیا تھا۔

سلطان۔ ہان ہان وہ بھی قتل ہوگئین۔

جوگی۔ اب باقی رہا وہ چیلا جوگی جس نے خودکشی کی وہ وہی ہندو کی لڑکی تھی جھالیہ آپ اوسکی لاش کو دیکھین۔ راجہ نے جھک کے دیکھا دیکھتے ہی ایک چیخ مار کے چلا اوٹھا ہائے یہ تو میری پیاری جان سے زیادہ پیاری سوہنا ہے ہائے ہائے کا لفظ دو ہی دفعہ منہ سے نکلا تھا کہ وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا جب ہوش آیا تو جوگی نے کہا راجہ صاحب مین وہی شخص ہون جسکی آپ سے شکایت کی تھی کہ کوئی مسلمان برہمن کے بھیس مین پوجا کرایا کرتا ہے بیشک مین سلطانی فوج والون کا [illegible] سمجھا ہون ذکر کیا تھا بہتر ہو کہ مین اپنے عزیزون کی عوض مین قتل کیا جاؤن جوگی دوبارہ بولا کہ دونون بادشاہ اب خونریزی موقوف کرین لڑائی نے یہ نتیجے پیدا کئے جوگی کی نصیحت پر عمل کیا گیا اور صلح اور محبت کا پیمان کرکے دونون بادشاہ آپس مین ملنے لگے اور اپنے اپنے لشکرگاہ کو روانہ ہوئے۔

تمام شد

کے۔ وی۔ این